سلسلۂ مطبوعات کتاب خانۂ ریاست رامپور: نمبر ۱۰

وقائع عالم شاہی

مصنفۂ

کنور پریم کشور فراقی بن کنور انند کشور
بن راجہ جگل کشور دہلوی عظیم آبادی

بتصحیح و تحشیۂ

امتیاز علی خان 'عرشی'
ناظم کتاب خانہ

بحکم اعلیٰ حضرت فرمانروای رامپور، دام اقبالہم و ملکہم

ہندوستان پریس، رامپور

۱۹۴۹ء

فہرست مضامین

دیباچہ :

وقائع عالمشاہی :

اشاریہ :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ عالم ثانی کی حکومت کا زمانہ، ہندوستان کی نئی اور پرانی تاریخ کا سنگم ہونے کی وجہ سے مورخین کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

اس عہد میں ملک کے اندر بہت سی دیسی اور پردیسی طاقتیں ابھر کر اس خلا کو بھرنے کی تیاری کر رہی تھیں، جو مغل سلطنت کے خاتمے سے پیدا ہونے والا تھا۔ مرہٹے، سکھ، روہیلے اور انگریز ان متصادم قوتوں میں پیش پیش تھے۔

حصول اقتدار کے لیے ان طاقتوں نے جو پیہم کوشش کی، اس کی روداد تاریخ کی مختلف کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔ مگر ان کے مصنف کسی نہ کسی ایسی سرکار کے متوسل تھے، جو فریق کی حیثیت رکھتی تھی، اس لیے ان تصنیفات کا دامن جانبداری سے بالکل پاک نہ رہ سکا۔ اس عہد کی مختلف تاریخوں کو پڑھیے اور پھر کسی ایک واقعے کے اسباب و علل متعین کرنے کی کوشش کیجیے۔ بہت جلد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بغیر کڑی نکتہ چینی کیے ہوئے آپ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔

ظاہر ہے کہ عموماً ہر مورخ اپنے آقا کا وفادار اور اپنا بھی خواہ پہلے، اور حق و صداقت کا خدمت گار بعد کو ہوتا ہے، پھر آپ اس سے عام انسانی فطرت کے خلاف کس طرح کوئی توقع قائم کر سکتے ہیں۔

ہاں، کوئی کتاب اس عیب سے کسی حد تک پاک ہو سکتی ہے، تو وہ ذاتی روز نامچے ہوتے ہیں۔ ان نجی تحریروں کا مرتب کرنے والا، ع:

نہ ستایش کی تمنا نہ صلے کی پروا

کے تحت جو کچھ اپنی نظر میں درست پاتا ہے، وہ لکھ رکھتا ہے اور جسے غلط ٹھہراتا ہے، اُسے چھوڑ جاتا ہے یا اُس سے اختلاف کر جاتا ہے۔ اُسے کسی واقعے کو توڑ مڑور کر بیان کرنے کی ضرورت کسی خوف کی وجہ سے بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُس کی تحریریں دوسرں کی نگاہ سے اوجھل ہوتی ہیں۔ وہ تو بس اُس پیاس کو بجھانا چاہتا ہے، جو انسان کی تجسس پسند طبیعت کا فطری تقاضا ہے

خوش نسمتی سے شاہ عالم کے عہد سے متعلق اسی قسم کا ایک روز نامچہ عرصے سے کتاب خانۂ عالیۂ رامپور میں محفوظ تھا۔ اس کا مرتب، کنور پریم کشور فراقؔ، ایسے خاندان کا فرد تھا، جو عرصے تک سلطنتی کاروبار میں دخیل اور سیاسی توڑ جوڑ میں شریک رہا تھا۔ اس لیے اُس میں کچھ نہ کچھ سیاسی بصیرت، اور واقعات کے اسباب و علل سمجھنے کی تھوڑی بہت صلاحیت موجود

تھی۔ مورخانہ «جزرسی» کی بھی اُس کے مزاج میں کمی نظر نہیں آتی، جس کے باعث معمولی معمولی واقعات کو بھی وہ قید کتابت میں لے آنے سے نہیں چوکتا تھا۔

•

مزیدبرآں یہ روزنامچہ فراق نے شاہی لشکر میں قیام کے زمانے میں مرتب کیا تھا۔ لشکر شاہی میں اُس کا داخلہ اُس زمانے میں ہوا تھا، جب کہ افراسیاب خان کی درخواست پر شاہ عالم آگرے جانے کے لیے دہلی سے نکل کر تلپت (فریدآباد) میں خیمہ زن ہوئے تھے۔ یہاں سے فراق لشکر کے ساتھ ساتھ سیدپور (تعلقۂ سیکری) تک گیا، اور وہاں سے راو راجہ ماچھڑی کی سرکار کا متوسل ہوکر شاہی لشکر سے جدا ہوا تھا۔ اسی عرصے میں شاہ عالم کے عہد کا وہ سب سے اہم واقعہ پیش آیا تھا، جس کو شمالی ہندوستان میں «مرہٹہ گردی» کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی افراسیاب خان کا مارا جانا اور اس کی جگہ مہاجی سیندھیا پٹیل کا برسراقتدار آنا۔

•

فراق اس زمانے میں لشکر کے اندر موجود تھا، اور روز مرہ پیش آنے والے واقعات کا عینی شاہد ہوتے ہوئے وہ سب کچھ لکھ رہا تھا، جس کی آیندہ مورخ کو ضرورت پیش آسکتی تھی، مگر جانبدار مورخوں کے قلم سے اُس کا نکلنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

اگرچہ فراق کا یہ سفر تقریباً دو ماہ کے مختصر سے زمانے میں ختم ہوگیا تھا، لیکن اس مدت میں بھی اس نے جو کچھ تحریر کر دیا، وہ «عہد شاہ عالم» پر کام کرنے والوں کے لیے بیحد مفید اور ضروری نظر آرہا تھا۔ بنابریں اعلی حضرت فرمان روای رامپور، دام اقبالہم و ملکہم، کے حسب ایما، کتاب خانۂ عالیۂ رامپور کی طرف سے اس کی اشاعت طے ہوئی اور تصحیح و تحشیہ کا کام حقیر عرشی کے سپرد ہوا۔

کتاب خانے میں اس کتاب کا جو نسخہ محفوظ ہے، وہ فراق کے چچازاد بھائی نے اس کے لیے لکھا تھا، اور پھر خود فراق نے اس کی تصحیح کی تھی۔ اس لیے صرف ایک نسخے پر کسی مطبوعہ متن کو مبنی کرنے کی غلطی کا بوجھ یہاں ہلکا نظر آیا۔ مگر کتاب کا خط شکستہ تھا، اور کاتب و مصحح دونوں نے نقطوں کی پابندی سے اپنا دامن بچالیا تھا، اس لیے جگہ جگہ الفاظ کے پڑھنے اور سمجھنے میں دقت پیش آئی۔ یہ دشواری ناموں کے سلسلے میں خطرناک حد تک نمودار ہوئی، چنانچہ کئی نام انتہائی کوشش کے باوجود مشتبہ رہ گئے۔ فراق کی ذاتی تصحیح کے بعد بھی متعدد جگہ الفاظ چھوٹے نظر آئے۔ کہیں کہیں فقروں اور جملوں کا دروبست اصول کے خلاف معلوم ہوا، جس سے عبارت میں خاصی تعقید لفظی پیدا ہوگئی ہے۔

میں نے ایسے تمام مقاموں پر حواشی میں اشارہ کردینا مناسب خیال کیا، اور متن میں کسی لفظ کا اضافہ کیا بھی، تو اُسے قوسین میں جگہ دی، تاکہ مولف و مصحح کا کلام مخلوط نہ ہوجائے

فراقی نے روز نامچے کے مطالعہ کرنیوالوں کی آسانی کے خیال سے شاہ عالم کی ولیعہدی و سلطنت کے پچھلے واقعات بطور تمہید شروع میں لکھے تھے۔ ایک تو یہ واقعات بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھے گئے تھے، دوسرے اس حصے کا ماخذ صرف منون لال کا شاہ نامہ تھا، جس کے باعث جگہ جگہ اختلاف کی گنجایش نکلتی معلوم ہوتی تھی۔ ان وجوہ سے یہ مناسب نظر آیا کہ ان کی تشریح و تصحیح کے لیے دوسری معاصر تاریخوں کی مدد سے نوٹ لکھے جائیں۔ یہ کام دقت طلب بھی تھا اور وقت خواہ بھی۔ مگر اہل علم کی سہولت کے پیش نظر تشریحات کے عنوان سے اس قسم کے حاشیے آخر میں شامل کیے گئے، اور اتفاق و اختلاف دونوں صورتوں میں اُن تاریخوں کے مکمل حوالے درج کرنے کا التزام کیا گیا جس پر مصحح کے بیان کی بنا تھی۔

شروع میں فراقی اور اُس کے خاندان نیز اس روز نامچے کے مخطوطے کی حالت اور اس کے مندرجات کی اہمیت وغیرہ مباحث پر بھی اظہار خیال کیا گیا ہے، تاکہ مصنف اور

اس کی تصنیف کے متعلق مصحح کی رائے سے پڑھنے والے واقف ہوجائیں۔ تصحیح و تحشیے میں تقریباً دو سال صرف کرنے کے بعد کتاب اس قابل ہوئی کہ اسے چھاپ کر اعلی حضرت فرمان روای رامپور، دام اقبالہم و ملکہم، کے حضور میں پیش کیا جاسکے۔

استدعا ہے کہ اعلی حضرت اس حقیر کوشش کو شرف قبول عطا فرمائیں، اور دعا ہے کہ کتاب خانۂ رامپور کے سلسلۂ مطبوعات کو روز افزوں ترقی نصیب ہو۔ آمین!

احقر

امتیاز علی عرشی

ناظم

کتاب خانہ، ریاست رامپور

۱۰ مئی ۱۹۴۹ء

حالات مصنف

نام و نسب | کنور پریم کشور فراقؔ تخلص، کنور انند کشور کا بیٹا اور راجہ جگل کشور کا پوتا ہے[1]۔

جگل کشور قوم کا بھاٹ اور پیشے کے لحاظ سے شراب فروش تھا[2]۔ اپنی فطری استعداد اور ذاتی لیاقت کی بدولت نواب مہابت جنگ، صوبہ‌دار بنگال، کے یہاں رسوخ پیدا کیا، اور کئی برس تک محمد شاہ بادشاہ دہلی کے دربار میں ان کے وکیل کی حیثیت سے مامور رہا[3]۔

جگل کشور نے مرشدآباد میں بہت بڑی جاگیر حاصل کرلی تھی۔ ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) میں اس کی ماہانہ آمدنی ۲۴ ہزار رپے اور خرچ ۱۲ ہزار تھا، اس میں سے ۷ ہزار رپے شاگرد پیشہ پر اور ۵ ہزار بیوتات پر صرف ہوتے تھے[4]۔

دولت و ثروت کے ساتھ جگل کشور دل والا بھی تھا۔ اپنے بڑے بیٹے کنور انند کشور کی شادی اس شان و شکوہ سے کی کہ قاسم کے بقول دلی میں اس جیسی دھوم دھام

---

(۱) مجموعۂ نغز: ۲، ۴۸ و روز روشن: ۵۱۶ (۲) سفرنامۂ مخلص: ۸۳ ح ۲ و طبقات شعرای ہند: ۵۳۰، گلشن بیخار: ۲۰۲ (۳) سفر نامۂ مخلص، ذکرمیر: ۷۵، مجموعۂ نغز: ۲، ۴۸، مقالات الشعرا: ۱۷ الف، تاریخ مظفری: ۱۳۸ ب، بیل: ۲۰۲ (۴) سفر نامۂ مخلص: ۸۴۔

کی کوئی اور شادی نہ ہوسکی ۔ چنانچہ سارے شہر کو کھانے پر بلایا تھا، اور جس کے بارے میں یہ خطرہ گزرا کہ « صلای عام » کو اپنے لیے باعث ننگ خیال کرے گا، اس کے گھر پر خود جا کر ان الفاظ کے ساتھ مدعو کیا تھا کہ

«آپ کے بھتیجے کی شادی ہے ۔ اگر آپ شریک نہ ہوے، تو محفل بے رونق رہے گی »۔[1]

مگر جگل کشور کے اس لکھ لٹ پن کا نتیجہ خود اس کی زندگی میں یہ نکلا کہ میر تقی میر نے ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء) میں اس سے اپنی پریشاں روزگاری کی شکایت کی، تو شرما کر کہنے لگا کہ « میرے پاس صرف ایک پرانی شال ہے ۔ کچھ اور مقدرت ہوتی، تو اس سے دریغ نہ کرتا»۔[2]

نواب صفدر جنگ سے بھی جگل کشور کے خصوصی تعلقات تھے ۔ ذی حجہ ۱۱۶۱ھ (نومبر ۱۷۴۸ء) میں نواب قائم خان بنگش، روہیلوں کے مقابلے میں مارے گئے، تو صفدر جنگ کی طرف سے جگل کشور ہی کو نذرانے کے ۶۰ لاکھ رپے وصول کرنے بھیجا گیا تھا ۔[3]

---

(۱) مجموعۂ نغز: ۲۸۲/۲- تواریخ اودھ: ۱۱۲۲/۱ میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ شجاع الدولہ کی شادی بھی ایسی ہی دھوم دھام اور شان و شکوہ سے ہوئی تھی ۔ ان دو کے بعد پھر تیسری ایسی شادی کسی سے نہ ہوسکی ۔

(۲) ذکر میر: ۷۸ - (۳) تاریخ فرخ آباد : ۹۶/۲ ۔

شوال ۱۱۶۳ھ (ستمبر ۱۷۵۰ء) میں صفدر جنگ نے نواب احمد خان بنگش سے شکست کھائی، اور نواب قمر الدین خان نے بادشاہ کو صفدر جنگ کے خلاف بھڑکا دیا، تو جاوید خان خواجہ سرا اور صفدر جنگ کے درمیان نامۂ و پیام کا کام بھی جگل کشور ھی نے انجام دیا تھا۔[1]

رواج زمانہ کے مطابق جگل کشور کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ ثروت تخلص کے ساتھہ شعر کہتا[2] اور میر تقی میر دھلوی سے اصلاح لیتا تھا۔ مگر میر نے اس کی سخن گوئی کے متعلق بہت بری رائے ظاہر کی ھے[3]۔

مشہور ھے کہ عالمگیر ثانی کے عہد (۱۱۶۷ھ تا ۱۱۷۳ھ = ۱۷۵۴ء تا ۱۷۵۹ء) میں ایک دن نواب احمد خان بنگش، عماد الملک اور راجہ جگل کشور اپنے اپنے ھاتھیوں پر سوار مکن پور سے فرخ آباد واپس آرھے تھے۔ نتوا کے میدان میں جگل کشور کسی ضرورت سے نیچے اترا۔ اچانک ھاتھی نے حملہ کرکے مار ڈالا۔ احمد خان نے اس کا مال و اسباب ضبط کرلیا[4]۔

اس ضبطی سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ھے کہ احمد خان کو جگل کشور کے سبب موت میں کچھہ دخل تھا۔

---

(۱) تاریخ فرخ آباد: ۲ ۳۹ بعد۔ (۲) مقالات الشعرا: ۱۷ الف؛ تکملۃ الشعرا: ۴۷ الف؛ بیل: ۲۰۲ب (۳) ذکر میر: ۷۵۔ (۴) تکملۃ الشعرا: ۱۰ الف۔ تاریخ فرخ آباد: ۲ ۹۵۔

فراق کا باپ | فراق کا باپ، انند کشور، بڑے ناز و نعم میں پلا تھا اور جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے، ساری دلی میں اسکی شادی بے نظیر ہوئی تھی۔ مگر جگل کشور کی فضول خرچی اور اس کے مرنے کے بعد احمد خان بنگش کے جور و ستم نے انند کشور کی زندگی کو شاید بے کیف بنادیا تھا کہ اس نے ترک دنیا کرکے بندابن میں منڈیا ڈال لی، اور وہیں فوت ہو گیا۔

قاسم، مولف مجموعۂ نغز، نے لکھا ہے کہ وہ باطن میں مومن اور ظاہر میں کافر تھا۔ اس راز کو اس نے صرف مجھ پر کھول دیا تھا۔ یوں عام طور پر کسی کے روبرو اسلام کا اظہار نہیں کرتا تھا [۱]۔

فراق کے ذاتی حالات | فراق نے بڑے گھر میں پرورش پائی تھی، اور اس کی تعلیم و تربیت حسب رواج زمانہ اعلی درجے کی ہوئی تھی، اس لیے وہ جوان ہوا تو "حسین، خلیق، متواضع، با ادب، مہذب، شیریں گفتار، پسندیدہ کردار، ہوشیار اور مودت شعار" نکلا۔

فارسی اور ریختہ دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا اور برکت اللہ خان برکت دھلوی سے اصلاح لیتا تھا [۲]۔

---

(۱) مجموعۂ نغز: ۲، ۴۸۔ (۲) ایضاً: ۲، ۴۸ و روز روشن: ۵۱۶۔

فارسی کے متعدد اشعار خود وقائع میں موجود ہیں یہ ایک شعر « روز روشن » میں نقل کیا گیا ہے :

مریض عشق ترا داروی شفا چه کند؟
کسی که درد تو دارد، دگر دوا چه کند؟

اردو کا صرف یہ شعر تذکروں میں ملتا ہے ۱ :

ہوئیں آنکھیں گلابی روتے روتے
گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس!

بقول غلام محمد ہفت قلمی، فراقؔ خط شکستہ کا بڑا اچھا خطاط اور پریم ناتھ آرام کا شاگرد تھا ۱. وقائع کے پہلے صفحے پر اس کے قلم کی تحریر موجود ہے. نیز جہاندار شاہ کے دہلی سے فرار ہوجانے کا واقعہ بھی، جو زیر نظر مطبوعہ نسخے میں صفحۂ ۱۹ سے شروع ہوتا ہے، اصل مخطوطے میں فراقؔ کا اپنے قلم سے بڑھایا ہوا ہے. ان دونوں تحریروں سے غلام محمد کے بیان کی تصدیق و توثیق ہو جاتی ہے.

فنون سپہ‌گری میں سے تیراندازی میں بھی فراقؔ کو بڑی مہارت حاصل تھی ۲.

دادا کی جائداد گزر بسر کے لیے کہاں تک کام آتی. آخر فراقؔ نے تلاش معاش میں گھر سے نکلنے کی ٹھان لی. دو شنبہ ۱۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جولائی ۱۷۸۴ء) کو تلپت کے

---

(۱) مجموعۂ نغز و طبقات شعرای ہند - (۲) تذکرۂ خوشنویسان : ۱۱۶-

مقام پر اس نے شاہی لشکر میں قدم رکھا یہاں شاہی مودی رای رام رتن کے بیٹوں کے پاس قیام کیا، اور ادبی مشغلے کے ساتھ معاشی کتھی سلجھانے کی کوشش بھی کرتا رہا۔ شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ (۱۰ جنوری ۱۷۸۵ء) کو راو راجہ ماچھڑی والے کے دامن دولت سے وابستہ ہوگیا ۱۔

غالباً یہ توسل ناپائدار ثابت ہوا۔ یکشنبہ ۹ جمادی الاولی ۱۲۰۶ھ (یکم جنوری ۱۷۹۲ء) کو ہم اسے گنگا میں بسواری کشتی مرشدآباد کا عازم دیکھتے ہیں ۲۔ قاسم کی بھی تصریح یہی ہے کہ آخر میں مرشدآباد جارہا تھا اور دادا کی بقیہ جائداد بیچ کر گزارا کرتا تھا ۳۔ اور بقول کریم الدین دنیا کو چھوڑ، دین اختیار کرکے متوکل اور زاہد ہوگیا تھا ۴۔

فراق کا مذہب | جہاں تک مذہب کا تعلق ہے، فراق کا باپ کنور انندکشور، قاسم سے اپنے مسلم ہونے کا پوشیدہ طور پر اظہار کرچکا تھا۔ فراق نے باپ سے زیادہ اسلام کے ساتھ دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وقائع کے دیباچے میں مسلمان مصنفوں کی طرح حمد، نعت اور منقبت لکھنا اس کے اسلامی رجحان کا کھلا ہوا ثبوت ہے ۵۔ اسی طرح شیورامداس اور نراینداس کو "کافر"

---

(۱) وقائع: ۱۳۳ و ۱۳۴ (۲) وقائع: ۱ (۳) مجموعۂ نغز (۴) طبقات شعرای ہند ۱۱ (۵) وقائع: ۲

کے لفظ سے اپنے تجی روز نامچے میں یاد کرنا بھی اسی خیال کی تائید کرتا ہے [١]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں «وصی» کی صفت کا استعمال اس کا غماز ہے کہ فراق کا میلان خصوصیت کے ساتھ شیعیت کی طرف تھا۔

فراق کی اولاد | فراق کے کئی بیٹے تھے ان میں سے بڑا ہرچند کشور تھا۔ یہی مرشدآباد کے سفر میں باپ کے ہمراہ تھا [٢]۔

تصنیفات | فراق کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوشگو شاعر ہی نہیں «بسیار گو» بھی تھا۔ چنانچہ فارسی زبان میں کئی مثنویاں اس نے لکھی تھیں۔ ان میں کی ایک خود اسی کے قلم کی لکھی ہوئی غلام محمد نے بھی دیکھی تھی [٣]۔ اب یہ سب مثنویاں عنقا ہوچکی ہیں۔

وقائع | لیکن کتاب خانۂ عالیۂ رامپور میں ایک قلمی کتاب «وقائع عالم شاہی» نام کی محفوظ ہے۔ اس کے سرورق، دیباچے اور خاتمے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کنور پریم کشور فراق کا مرتبہ روز نامچہ ہے۔ چونکہ مسٹر الیٹ نے اپنی تاریخ ہندوستان میں اس کا

---

(١) وقائع : ١٥ (٢) ایضاً : ١٠ (٣) تذکرہ خوشنویساں، مطبوعۂ کلکتہ: ١١٦ میں «دو» اور اسی کتاب کے مخطوطۂ رامپور ٤٤ الف میں «چند» لکھا ہے۔

حوالہ نہیں دیا ہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تصنیف کے بعد سے اب تک یہ نایاب رہا، اور اس بنا پر بیحد قابل قدر ہے۔

نسخے کی حالت | نسخے کا ناپ ۸ ½ × ۵ ¾ و ٦ × ۲ ½ اور اوراق کی تعداد ۷۰ ہے۔ ہر صفحے میں ۱۵ سطریں ہیں۔ کاغذ پرانا انگریزی دبیز انڈے کے رنگ کا، روشنائی سیاہ، عنوان شنگرفی اور خط عمدہ شکستہ ہے۔ پوری کتاب لوح اور جدولوں سے خالی ہے۔ برای نام کرمخوردگی کے نشان بھی پائے جاتے ہیں۔ خاتمے میں تاریخ کتابت اور کاتب کا نام بھی موجود ہے۔ جگہ جگہ حک و اضافہ بھی نظر آتا ہے، اور ایسے یقینی قرینے پائے جاتے ہیں، جن سے یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ یہ سب خود فراق کے قلم کا ہے۔ چنانچہ سرورق کی تحریر، جو فراق کی دستخطی اور مہری ہے، اس تحریر سے بالکل مشابہ ہے جو ورق ٦ ب و ۷ الف و ب و ۸ الف و ۹ الف تا ۱۰ ب کے حاشیوں پر ثبت ہے۔

تاریخ تصنیف | دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ فراق دو شنبہ ۱٦ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جولائی ۱۷۸۴ء) کو شاہی لشکر میں وارد ہوا۔ یہ لشکر شاہ عالم کے ہمرکاب دہلی سے آگرے کی طرف کوچ کر رہا تھا، اور اس تاریخ کو ضلع حصار کے ایک قصبے تلپت میں، جو موجودہ فریدآباد کے پاس

واقع اور دلی سے آگرے جاتے ہوئے پہلی منزل تھی، ڈیرے ڈالے پڑا تھا یہاں سے فراقی لشکر کے ساتھ ساتھ کوچ کرتا رہا۔ اسے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اس سفر کے روز مرہ کے واقعات قلمبند کرے، مگر کسی طرف سے تحریک نہ ہونے کے باعث کام میں تعویق ہوتی گئی۱۔

۱۲ محرم ۱۱۹۹ھ (۲۵ نومبر ۱۷۸۴ء) کو بادشاہ نے سیدپور (تعلقۂ فتحپور سیکری) میں قیام کیا، تو شاہی مودی رای رام رتن کے بیٹوں، لالہ رام نراین اور لالہ ہر نراین اور ان کے منشی دیبی رام آباد تخلص نے روز ناموچۂ شاہی مرتب کرنے کی تجویز پیش کی فراقی نے اسے خوش آمدید کہا اور اسی تاریخ سے روزانہ کے واقعات ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیے۲۔

مگر بقول فراقی کتاب کے لیے تمہید کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے کتاب کو دو دفتروں میں منقسم کیا۔ پہلے دفتر میں بطور تمہید احمد شاہ بادشاہ کے نابنیا کیے جانے کے واقعے سے شروع کرکے عالمگیر ثانی کے واقعات حکومت اور شاہ عالم ثانی کی تخت نشینی تک کے حالات اجمالاً لکھے، اور اس سلسلے کو ۱۱ محرم ۱۱۹۹ھ (۲۴ نومبر ۱۷۸۴ء) پر ختم کر دیا۳۔

دوسرا دفتر ۱۲ محرم سے شروع کیا اور ۱۱ ربیع الاول سنۂ مذکورہ پر ختم کر دیا۔ اس طرح ایک دن کم دو ماہ

(۱) وقائع : ۳۔ (۲) ایضاً : ۱۴۴۔ (۳) ایضاً : ۳۔

کے روز مرہ واقعات لشکر شاہی قید تحریر میں آگئے، اور آنیوالے مورخوں کو متعدد بوست کندہ حالات کے مطالعہ کرنے کا موقع مل سکا۔

فراق کا ارادہ تھا کہ اس سلسلے کو آخر ماہ تک جاری رکھے، مگر راو راجہ ماچھڑی والے کا ملازم ہوجانے کی وجہ سے اس میں اور لشکر شاہی میں بعد ہوگیا تھا، اور مشاہدے کی جگہ سنی سنائی جھوٹ سچ باتیں لکھنا پڑتی تھیں، یہ بات فراق کو پسند نہ تھی، اس لیے اس نے ۱۱ ربیع الاول پر روزنامچے کو ختم کردیا[1]۔

وقائع کی فنی حیثیت/ اس روز نامچے کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے متعدد شاہی روز نامچوں کے برخلاف اس کو شاہی حکم سے یا بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے مرتب نہیں کیا گیا تھا، اسی لیے اس کا انداز بیان بیباک اور طرز بیان بڑی حد تک صاف و سادہ ہے۔ واقعات کے بیان میں بھی کسی شخص یا فریق کی بیجا حمایت نظر نہیں آتی، حتی کہ شاہ عالم پر بھی، جس کا فراق خاصا معتقد نظر آتا ہے، آزادی کے ساتھ تنقید کی گئی ہے۔

مثلاً بادشاہ نے اپنے خاصے کو کوچ حکم دیدیا ہے۔ پٹیل کسی مصلحت سے التوای سفر کا خواہاں ہے، اور اس خواہش کو یہ کہکر پیش کرتا ہے کہ پھر نیازمند ہمرکاب

---

(۱) وقائع : ۱۴۲۔

نہ چل سکے گا۔ بادشاہ اسے مغویوں کی کار روائی سمجھ کر روانگی پر مصر ہیں، اور آغا پسند کی معرفت پٹیل کو یہ پیغام بھجتے ہیں کہ «خاصہ گیا۔ عدول حکمی سے کیا فائدہ؟ ہم اگلے پڑاو پر تمہارا انتظار کریں گے۔ بھجے ہوے خاصے کو واپس بلانے میں عوام کی نظر میں سبکیء سلطنت ہے۔ شاہی خاندان کی لاج رکھنا چاہیے»۔

اس پر فراقی لکھتا ہے کہ «سبحان اللہ! سبکی و گرانسنگیء خلیفۂ روزگار وابستۂ کوچ و مقام است اگر شد، مدارج عالی، و الا سفلی نصیب گشت»[1]۔

بادشاہوں کے ساتھ والہانہ عقیدت ہندیوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ فراقی ہندو گھرانے کا ایک رکن تھا۔ لشکر شاہی میں اس کا ورود ہوا ہے، تو بادشاہ پٹیل کے قبضے میں آچکا تھا، اور پٹیل ہندو ہونے کے باعث ملک میں ہندو راج یا کم از کم مرہٹہ بالادستی قائم کرنا چاہتا تھا چاہیے تھا کہ فراقی اس کے یا دوسرے ہندو سرداروں کے ہر طرز عمل کو سراہتا، مگر ہمیں پوری کتاب میں کسی ایک جگہ بھی یہ دھبا نظر نہیں آتا۔ وہ قومیت یا مذہب کی بنا پر پٹیل وغیرہ کا ساتھی بننے کو ہرگز آمادہ نہیں۔ اس کے دل میں تو اس کا درد محسوس ہوتا ہے کہ بادشاہ اپنے حقیقی پُرعظمت درجے

---

(۱) وقائع: ۸۰، ۸۱۔

سے گر پڑا ہے اور اسے واجبی مقام دلانے کی بظاہر کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ چنانچہ جگہ جگہ پٹیل پر چھپے اور کھلے طنز اسی جذبے کے تحت کیے گئے ہیں۔ مثلاً

ڈیگ کا قلعہ فتح ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس کے فاتح، «پٹیل انجم خیل» کو اس کا بخش دینا طے کیا ہے اور خود اس کے دیکھ لینے پر قناعت کرنے کی ٹھانی ہے۔ اس پر فراقی لکھتا ہے کہ «زہی شاہی کہ سلطنت وقف ساختہ و در لباس شاہی کوس گدائی نواختہ»۔

بادشاہ کی حالت | وقائع کے دوسرے دفتر سے مرہٹوں، سکھوں، جاٹوں اور راجپوتوں کے متعلق بہت سے دلچسپ جزئیات کا پتا چلتا ہے۔ نیز اس سے شاہ عالم کی حیثیت بھی اچھی طرح روشنی میں آجاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بادشاہ کی بے بسی اس درجے تک پہنچ چکی تھی کہ امرای دربار ہی نہیں، خدام بھی شاہی رعب و داب نہ مانتے تھے، چنانچہ ایک بار بھرے دربار میں بادشاہ کی بلا اجازت ایک مرہٹہ سردار نے، پٹیل پر کچھ نقدی نچھاور کی تو فراش اور خدام بے دھڑک لوٹنے لگے اور بادشاہ کی نظروں کے سامنے گتھم گتھا ہو گئے ۲۔

---

(۱) وقائع : ۸۹ (۲) ایضاً : ۴۴

کسی بات پر خفا ہو کر بادشاہ درباریوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے، تو منہہ توڑ جواب سنتے، اور اس جواب میں فحش الفاظ تک موجود ہوتے[1]۔

بے بسی نے بادشاہ کو دروغ گو اور دروغ پسند بھی بنادیا تھا۔ خود بھی بڑھا چڑھا کر بات بیان کرتے اور دوسروں سے بھی اسی کے متوقع رہتے تھے[2]۔

آمدنی کی کمی اور خرچ کی زیادتی نے بادشاہ سلامت کے مزاج میں نازیبا کفایت شعاری اور شاعرانہ حسن طلب بھی پیدا کردیا تھا۔ ایک بار نقارچیوں نے حسب حکم کوچ کا نقارہ بجایا۔ پٹیل کی ایما سے بادشاہ نے سفر ملتوی کردیا۔ نقارچیوں نے پچھلے بادشاہوں کے دستور کے مطابق سوا سو روپے «تاوانی انعام» کے طلب کیے۔

بقول فراقی، اس «سلطنت بخش» بادشاہ نے سوا روپیہ باکراہ دیا، اور ان کی واویلا پر فرمایا کہ «یہ بھی ہماری ہی ہمت تھی کہ صدای طبل پر ۲۰ آنے بخش دیے۔ تمھیں یہ بھی کیا برے ہیں، جو زیادہ طلبی کرتے ہو»[3]۔

پٹیل نے ایک مرتبہ پوشاک کی چند کشتیاں مرشدزادوں کے لیے بھیجیں۔ شاہ عالم کی ایک بیٹی بڑی چہیتی تھیں، اور «میاں صاحب» کہلاتی تھیں۔ ان کے

---

(۱) وقائع : ۱۴۱ (۲) ایضاً : ۸۸، ۹۲ (۳) ایضاً : ۹۷

مطلب کا کوئی کپڑا ان میں نہ تھا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ سلامت نے لانے والے کے سامنے فرمایا کہ «چونکہ پٹیل جانتے ہیں کہ ہمیں میاں صاحب سے کتنی محبت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے جداگانہ اچھا سا کپڑا بھیجیں گے»۔ پٹیل نے یہ ارشاد سنا، تو فوراً اعلی درجے کا کپڑا پیش کردیا ۱۔

درباری بھاٹ کے کلام میں بھی اس سے زیادہ کیا حسن طلب ہوسکتا ہے!

اس صورت حال نے عیش و عشرت میں بھی چھچھوراپن پیدا کردیا تھا۔ بڑھاپے میں «عزیزن» نامی ایک معمولی کنچنی پر عاشق ہوکر اسے شرف زوجیت سے مشرف فرمایا تھا، اور «ملکۂ عالم» خطاب دے کر الفاظ کی مٹی پلید کی تھی۔ وہ بدذات روٹھ جاتی، اور کسی طرح نہ منتی، جب تک بادشاہ کو خوب دق اور ذلیل نہ کرلیتی۔ بادشاہ سلامت اس کی ہی نہیں، اس کے بھائی بندوں کی بھی خوشامد درآمد فرماتے اور آخر بہزار منت وساجت اسے راضی کرکے دم لیتے ۲۔

بادشاہ کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ چنانچہ وقائع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں بھی دربار

---

(۱) وقائع: ۱۲۳۔ (۲) ایضاً: ۱۱٦۔

شاعرانہ بذلہ سنجیوں سے خالی نہ رہا۔ بادشاہ خود بھی اس میں حصہ لیتے اور دوسروں کی بھی ہمت افزائی فرماتے رہتے۔

ایک دن غالب علی خان سید تخلص نے تاثیر اصفہانی کے اس مطلع پر غزل لکھ کر سنائی:

باز در عشق تو دارم سر داد و ستدی
کہ دہم افسر شاہی بکلاہ نمدی

سید کا مطلع تھا:

بوسہ خواہم ز ابش، یک دلکی دادہ، صدی
ہست زان سادہ مرا خوش سر داد و ستدی

بادشاہ سلامت نے فرمایا کہ «داد و ستد» سے خواجہ حافظ کا یہ شعر یاد آگیا:

پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت
ناخلف باشم، اگر من بجوی نفروشم

حاضرین میں سے ایک صاحب بولے کہ اس شعر سے تو بے نیازی و استغنا ٹپکتی ہے۔ بہترین شعر یہ ہے:

عنقریب است کہ با خاک برابر گردد
تاج زرین شہ و کاسۂ چوبین گدا

بادشاہ سلامت نے سید کی غزل کے قافیے کے پیش نظر فرمایا "کہ اگر اس شعر کے قافیے کا الف "ی" سے بدل کر: تاج زر بن شہ و کاسۂ چوبین گدی،
پڑھا جائے، تو کیسا ہوگا؟

حاضرین اس لطیفے سے بہت محظوظ ہوئے[1]۔

خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے انتقال کی بادشاہ سلامت کو خبر ملی، تو بہت رنجیدہ ہوئے، اور اظہار ملال کی خاطر ہاتفی کا یہ شعر پڑھا:

او رفت و رویم ما ز دنبال
آخر ہمہ را ہمین بود حال[2]

بادشاہ کے رنج و ملال میں صرف اس کو دخل نہ تھا کہ خواجہ صاحب دہلی کے ایک مشہور صوفی اور درویش تھے، بلکہ وہ اردو زبان کے بڑے مشہور اور صاحب طرز شاعر بھی تھے، اور بادشاہ تصوف سے زیادہ اس صفت کے دلدادہ اور قدردان نظر آتے ہیں۔

شاہ عالم کا سوگوار دربار بعض اوقات برجستہ فقروں اور شگفتہ لطیفوں سے بھی تابناک ہوجاتا تھا۔

پٹیل کے ایک سردار مینڈھا سنگھ نے شاہی لشکر کے قصابوں کو گاو کشی سے روک دیا۔ بادشاہ سلامت

---

(١) وقائع: ٦٠ (٢) ایضاً: ١٠٦۔

نے پٹیل سے اس بارے میں شکایت کرائی، تو اس نے جواب میں عرض کیا:

«حضور والا، آخر مینڈھا ہے نا۔ جان کے خوف سے قصاب سے الجھہ پڑا»۔

بادشاہ سلامت کو یہ فقرہ بہت بھلا لگا۔ ہنسکر فرمایا:

در مسلخ عشق جز نکو را نہ کشند[1]

یہی مینڈھا سنگھہ ایک دن میرزا مینڈھو شاہی میر آتش سے الجھہ پڑے۔ بادشاہ نے صلح صفائی کراکے فرمایا: «آج ہم چاہتے، تو سب کو مینڈھوں کی لڑائی کا تماشا خوب دیکھنے کو ملتا[2]»۔

ایک دن کسی نے دربار میں ذکر کیا کہ مسٹر تلیر فرنگی نے راجۂ جےپور کی ملازمت سے استعفا دیدیا، اور اب آپاجی کھنڈو سے بات چیت کر رہا ہے۔ اس پر ارشاد ہوا: «اگر تلیر ایک ڈالی سے اڑکر دوسری پر جا بیٹھا، تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ پرندے بیوفا ہوا ہی کرتے ہیں[3]»۔

شنکرایت پر پٹیل نے حضور شاہ میں تل شکری پیش کی۔ حضرت نے زنانخانے میں جاکر خود بھی کھائی

---

(۱) وقائع: ۵۷ ۔ (۲) ایضاً: ۸۴ ۔ (۳) ایضاً: ۱۲۰ ۔

اور بیگمات کو بھی کھلائی اس پر ایک منھہ چڑھی بیگم بولیں : « قصور معاف، ھندوستان میں یہ رسم ھے کہ باندی غلام یا گھوڑا خریدتے ھیں، تو اسے تل شکری کھلاتے ھیں، تاکہ وفادار نکلے۔ حضرت نے بٹیل کی تل شکری کھائی ھے، تو وفاداری بھی برنا ھوگی»

بادشاہ سلامت نے فرمایا «بھئی، جب غلاموں کو تل شکری کھلاتے ھیں، تو حدیث میں تو یہ آیا ھے کہ بردوں سے بھلائی کی امید نہ رکھنی چاھیئے، لھذا یہاں بھی وفا کا ذکر عبث ھے ؀۱»۔

طنزیہ جملے | چونکہ یہ روزنامچہ بالکل نجی حیثیت رکھتا تھا، فراقی نے اس میں جابجا طعن و طنز کی نمک پاشی بھی کی ھے یہ طنزیہ عبارتیں پرلطف تو نہیں ھیں، تاھم متعلقہ واقعے کی بدمزگی میں کچھہ نہ کچھہ اضافہ ضرور کردیتی ھیں۔

مثلاً شاہ عالم بادشاہ ھندوستان کی بیچارگی کا اظہار مقصود ھے۔ اس کی سواری کی منظرکشی کرتے ھوے فراقی لکھتا ھے ۲:

بگردون شد آواز کوس رحیل
شہنشہ برآمد بہ تابوت فیل

---

(۱) وقائع : ۱۱۲ - (۲) ایضا : ۸٦ -

اس شعر میں «تابوت فیل» کا چھوٹا سا مرکب کتنا ابھرا معنوی اثر پیدا کر دیتا ہے۔

یا بادشاہ سلامت کا مزاج ناساز ہوگیا ہے، اور بقول فراقی ساری رات اہل لشکر صحت طبع ہمایوں کے لیے جناب باری میں دست بدعا رہے ہیں۔ اس دعا گوئی کی علت بیان کرتے ہوئے فراقی لکھتا ہے کہ «بھلا لشکری دعا کیسے نہ کرتے۔ بادشاہ کے طفیل میں انہیں ایسا سفر جو نصیب ہوا ہے» ۱۔

اس سفر میں جو دشواریاں اہل لشکر کو پیش آئی تھیں، ان کا اندازہ کرلینے کے بعد فراقی کے اس ایک جملے سے «دعا و بددعا» کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے۔

فراقی کے طنزیہ فقروں اور جملوں میں لطافت و نزاکت کم ہونے کی اہم وجہ تو یہ ہے کہ وہ طبعاً «طناز» معلوم نہیں ہوتا۔ جو کچھ کہتا ہے، اس میں آورد یا «زور زبردستی» زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس پر مستزاد یہ ہے کہ فارسی اس کی مادری زبان نہیں ہے۔ محاوروں کی برجستگی اور الفاظ کی موزونیت سے جو تیزی و تندی و برشتگی طنزیہ فقروں اور جملوں میں پیدا ہوا کرتی ہے، وہ فراقی کے بس کی بات نہ تھی۔

---

(۱) وقائع : ٦٦

اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض جگہ لطافت کی کمی کو مطلب کی عریانی سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر مذکورۂ بالا وجوہ کی بنا پر اس میں بھی کامیابی کا دامن ہاتھ نہ آسکا ہے۔ مثلاً بادشاہ کی عیش پرستی و بیگمات نوازی پر چوٹ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ — « بعد بمشکوی خسروی داخل شدہ، عضو مردہ را زندہ کردہ بحوض حیات انداختند و شب را بروز آوردند »[۱]۔

اگر اس جملے کا لکھنے والا کوئی اہل زبان ظریف ہوتا، تو پڑھنے والے بے اختیار ہنس پڑتے، یا رو اٹھتے۔ مگر بحالت موجودہ ان کیفیات کی جگہ خود عبارت کی طرف سے نفرت اور متلی پیدا ہوکر رہجاتی ہے۔

وقائع کے لفظی و معنوی اسقام | فراقی نے وقائع میں متعدد ایسے مرکبات استعمال کیے ہیں جو اصولاً درست نہیں، مثلاً حسب الدرخواست[۲]، دارالرواج[۳]، مجموع الآواز۔[۴]

ہوسکتا ہے کہ یہ فراقی کی ایجاد نہ ہوں، لیکن بہر حال ان سے احتراز کرنا چاہیے تھا۔

بعض عربی و فارسی الفاظ کو فراقی نے لفظی یا معنوی اعتبار سے غلط استعمال کیا ہے، مثلاً « امرا » بفتح میم کو بسکون میم باندھ دیا ہے[۵]۔ یا « ملکہ »

---

(۱) وقائع: ۱ (۲) ایضاً: ۹۵ (۳) ایضاً: ۹ (۴) ایضاً: ۳۴ (۵) ایضاً: ۱۰۔

بکسر لام کو بسکون لام نظم کیا ہے[1]۔ یا «قدوم» کو جو عربی زبان کا ایک مصدر اور اردو مصدر «آنا» کا مترادف ہے، «قدم» کی جمع قرار دیدیا ہے[2]، یا «ہند» کا ہم قافیہ «بلند» کو لکھہ دیا ہے[3]، یا اس شعر میں

چنان شاہ خود غرض و خود مطلبی است
کہ در عصر ما سایۂ ایزدی است

«غرض» بفتح ثانی کو بسکون اور «خود مطلب» کی جگہ «خود مطلبی» تحریر کردیا ہے[4]۔

مستحق یا حقدار کی جگہ «محق[5]» اور «باغی گشتہ» کی جگہ «بغی گشتہ» بھی اس کے یہاں موجود ہے[6]۔ «صعوبت و کعوبت[7]، مقرب حضیر[8]» اور «خلوت عظیم[9]» بھی ناپسندیدہ مرکبات ہیں ایک مقام پر «جزاك اللہ بر آن شاعر» فرماگئے ہیں[10]۔ یہ جدت بھی محل نظر ہے۔

ان لفظی عیوب کے ماسوا متعدد مقامات پر شاید ابوالفضل کے تتبع میں، بیجا معترضہ جملے لکھہ کر کلام میں تعقید پیدا کردی ہے۔ مثلاً ــــ «بعد مختار شدن با اعتقاد الدولہ بہادر لطافت علی خان خواجہ سرا کہ با دو پلٹن

---

(۱) وقائع : ۱۰ (۲) ایضاً : ۹ (۳) ایضاً : ۱۰۱ (۴) ایضاً : ۱۲۲ (۵) ایضاً : ۴۵ (۶) ایضاً : ۲۲ (۷) ایضاً : ۶ (۸) ایضاً : ۱۵ (۹) ایضاً : ۸۰ (۱۰) ایضاً : ۱۱۷ ۔

و چند ترک سوار از طرف وزیر الممالک آصف الدوله محمد یحیی خان بہادر هژبر جنگ که بحضور می ماند، زیاده از امیر الامرای مرحوم اشرف الدوله عقد مودت مستحکم بستهٔ[1]»۔

اس انداز تحریر کو ابو الفضل کے بھی محاسن میں شمار نہیں کیا گیا ہے، چه جائیکه فراقی کو اس کی داد دیجائے۔

ان عیوب سے قطع نظر کرلی جائے، تو یہ کہا جا سکتا ہے که فراقی نے تمہیدی جملوں کے علاوہ ہر جگہ صاف و سادہ زبان میں ادای مطلب کی کوشش کی ہے، اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوا ہے۔

مآخذ دیباچه و تشریحات | دیباچے اور تشریحات کی ترتیب میں جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے، ان کے نام ضروری کیفیت کے ساتھ حسب ذیل ہیں۔

۱- عربی

۱- الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة، للشیخ ابی علی محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی سنه ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء)۔ مطبع محمدی لاهور ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۶ء)۔

---

(۱) وقائع : ۱۳

۲- فارسی

۱- آئینۂ بخت، تصنیف محمد بختاور خان خواجہ سرا متوفی ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۶ء)، مصنفۂ سنہ ۱۰۷۸ھ (۱۶۶۷ء) مخطوطۂ رامپور۔

۲- تاریخ شاھیۂ نیشاپوریہ، تصنیف قاسم علی بن مرزا محمد ھمدانی، مصنفۂ ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ء) مخطوطۂ رامپور۔

۳- تاریخ فرخ آباد، تصنیف سید محمد ولی اللہ بن سید احمد علی فرخ آبادی متوفی سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) مخطوطۂ رامپور۔

۴- تاریخ محمدی، تصنیف میرزا محمد حارثی بدخشی دھلوی مخطوطۂ رامپور بخط مولف۔

۵- تاریخ مظفری، تصنیف محمد علی خان انصاری مصنفۂ سنہ ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷ء) تقریباً۔ مخطوطۂ رامپور۔

۶- تاریخ ھنری، تصنیف سید باقر علی خان بن شاہ کلیم اللہ بخاری دھلوی مخطوطۂ رامپور۔

۷- تحفۃ العالم، تصنیف میر عبداللطیف شوستری متوفی سنہ ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء)، مصنفۂ ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) طبع حیدرآباد ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء)۔

۸- تذکرۂ خوشنویسان، تصنیف غلام محمد ھفت قلمی دھلوی راقم تخلص متوفی سنہ ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۳ء) مطبوعۂ کلکتہ ۱۳۲۸ھ (۱۹۱۰ء)

۹۔تذکرۃ الکاتبین، تصنیف غلام محمد مذکور۔ مخطوطۂ رامپور۔ یہ تذکرۂ خوشنو یسان کا مسودہ ہے، اور چونکہ مطبوعہ نسخے سے کافی مختلف ہے، اس لیے میں نے اسے بھی پیش نظر رکھا ہے۔

۱۰۔تزک جہانگیری، تصنیف شہنشاہ جہانگیر متوفی سنہ ۱۰۳۷ھ (۱۶۲۷ء) مطبع سید احمد خان، علی گڑھ سنہ ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء)۔

۱۱۔تکملۃ الشعرا، تصنیف قدرت اللہ شوق رامپوری متوفی سنہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) مصنفۂ ۱۱۹۲ھ و مکتوبۂ ۱۲۱۸ھ بخط حافظ غلام محمد رامپوری۔ مخطوطۂ رامپور۔

۱۲۔تنقیح الاخبار، تصنیف رای منولال فلسفی بریلوی متوفی سنہ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) نسخہ مولف۔ مخطوطۂ رامپور۔

۱۳۔جام جہان نما، تصنیف قدرت اللہ شوق رامپوری صاحب تکملۃ الشعرا۔ مصنفۂ ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء) مکتوبۂ ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۳ء) بخط عبدالرحمن رامپوری۔ مخطوطۂ رامپور

۱۴۔جنات الفردوس، تصنیف میرزا محمد در سنہ ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء)، مع تتمہ از تجمل حسین مولفۂ ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء) مخطوطۂ رامپور۔

۱۵۔حدیقۃ الاقالیم، تصنیف اللہ یار عثمانی بلگرامی در سنہ ۱۱۹۵ھ، مطبع نولکشور ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء)۔

١٦۔حدیقة العالم، تصنیف میر ابو القاسم الموسوی مخاطب بہ میر عالم متوفی سنہ ١٢٢٣ھ (١٨٠٨ء) مطبع سنگی سراج الملك بہادر حیدرآباد (دکن) سنہ ١٢٦٦ھ (١٨٥٠ء)۔

١٧۔خزانۂ عامرہ، تصنیف میر غلام علی آزاد بلگرامی متوفی سنہ ١٢٠٠ھ (١٧٨٦ء) مصنفۂ ١١٧٦ھ (١٧٦٢ء) مطبع نولکشور کانپور ١٨٧١ء

١٨۔خلاصة التواریخ، تصنیف سجان رای بھنڈاری بٹالوی در سنہ ١١٠٧ھ (١٦٩٥ء) مطبع جی اینڈ سنس، دهلی سنہ ١٣٣٦ھ۔

١٩۔دیوان متین، تصنیف ملا عبدالرضا متین اصفہانی مخطوطۂ رامپور۔

٢٠۔ذکر میر، تصنیف میر محمد نقی میر اکبرآبادی متوفی سنہ ١٢٢٥ھ (١٨١٠ء) مطبع انجمن ترقیٔ اردو، اورنگ آباد سنہ ١٩٢٨ء۔

٢١۔روز روشن (تذکرہ) تصنیف مظفر حسین صبا گوپاموی در سنہ ١٢٩٦ھ (١٨٧٩ء) مطبع شاہ جہانی بھوپال سنہ ١٢٩٧ء۔

٢٢۔سرگزشت نواب نجیب الدولہ، تصنیف سید نورالدین حسین خان بہادر فخری، مطبوعۂ علی گڑھ۔

۲۳۔سفرنامۂ مخلص، تصنیف رای انندرام مخلص متوفی سنہ ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۱ء) مصنفۂ ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) تقریباً۔ مطبوعۂ ہندوستان پریس، رامپور ۱۹۴۶ء۔

۲۴۔سلاۃ الیر، تصنیف ابو القاسم بن محمد علی سمنانی۔ مکتوبہ سنہ ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۷ء) مخطوطۂ رامپور۔

۲۵۔سیر المتاخرین، تصنیف نواب غلام حسین خان طباطبائی۔ مطبوعۂ میڈیکل پریس کلکتہ سنہ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ء)۔

۲۶۔شاہ عالم نامہ، تصنیف غلام علی خان خواص شاہ عالم ثانی۔ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۹۱۴ء۔

۲۷۔عالمگیرنامہ، تصنیف منشی محمد کاظم قزوینی متوفی سنہ ۱۰۹۲ھ (۱۶۸۱ء)۔ مطبوعۂ کالج پریس کلکتہ سنہ ۱۸۶۸ء

۲۸۔عالمگیر نامہ، تصنیف میرزا محمد ساقی مخاطب بہ مستعد خان متوفی سنہ ۱۱۳۶ھ (۱۷۲۳ء) مصنفۂ ۱۱۲۰ھ (۱۷۰۸ء) مطبع الہی آگرہ سنہ ۱۸۷۳ء

۲۹۔عبرت نامہ، تصنیف خیر الدین محمد الہ آبادی در سنہ ۱۲۰۶ھ (۱۷۹۱ء) تقریباً۔ مخطوطۂ رامپور۔

۳۰۔عماد السعادہ، تصنیف سید غلام علی خان نقوی در سنہ ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) مطبع نولکشور سنہ ۱۲۹۷ھ۔

۳۱- عمل صالح، تصنیف محمد صالح کنبو لاہوری، مطبوعۂ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۹۲۳ء۔

۳۲- فرح بخش، تصنیف شیو پرشاد، مکتوبۂ ۱۲۳۵ھ (۱۸۱۹ء) بخط شب لال، مخطوطۂ رامپور۔

۳۳- فردوس اللغات، تصنیف عطاء اللہ عطائی بن میرزا محمد بن نادر نقشبندی بخاری، مخطوطۂ رامپور۔

۳۴- گل رحمت، تصنیف سعادت یار خان بن حافظ محمد یار خان بن حافظ رحمت خان بریلوی، مخطوطۂ رامپور۔

۳۵- گلزار ابراهیم (تذکرہ) تصنیف نواب امین الدولہ عزیز الملک علی ابراهیم خان بہادر نصیر جنگ متخلص بہ خلیل متوفی سنہ ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء)، مصنفۂ ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۴ء)، مخطوطۂ رامپور۔

۳۶- گلستان رحمت، تصنیف محمد مستجاب خان بن حافظ رحمت خان بریلوی مخطوطۂ رامپور۔

۳۷- گلشن بیخار (تذکرہ) تصنیف نواب مصطفی خان شیفتہ متوفی سنہ ۱۲۸۶ھ (۱۸۶۹ء)، مطبع دهلی اخبار دهلی سنہ ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء)۔

۳۸- گلشن سخن، تصنیف میرزا کاظم مخاطب بہ مردان علی خان مبتلا تخلص غازی پوری، مصنفۂ ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء)، مخطوطۂ رامپور۔

۳۹۔لب السیر، تصنیف ابو طالب بن محمد التبریزی متوفی ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء) مصنفۂ ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء) و مکتوبۂ سنہ ۱۲۱۰ھ (۱۷۹۵ء) بخط دیوان شیام آنند و دیوان سدا نند۔ مخطوطۂ رامپور۔

۴۰۔مجمع الملوک، تصنیف محمد رضا بن ابو القاسم در سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) مجلد سوم، نسخۂ مولف، مخطوطۂ رامپور۔

۴۱۔مجموعۂ نغز، (تذکرہ) تصنیف حکیم سید ابو القاسم عرف میر قدرت اللہ قادری دھلوی متوفی سنہ ۱۲۴۶ھ (۱۸۳۰ء) مصنفۂ سنہ ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) کریمی پریس لاھور سنہ ۱۹۳۳ء۔

۴۲۔مرآت آفتاب نما، تصنیف عبدالرحمن ھاشمی مخاطب بہ شاھنواز خان متوفی سنہ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۷ء) مصنفۂ سنہ ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء) و مکتوبۂ سنہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) بخط موھن لال کایتھہ مخطوطۂ رامپور۔

۴۳۔مرآۃ الاحوال جہان نما، تصنیف شیخ احمد بن محمد علی بن محمد باقر اصفہانی، بخط سوازش علی الحسینی۔ مخطوطۂ رامپور۔

۴۴۔مرآت جہان نما، تصنیف شیخ محمد بقا سہارنپوری متوفی سنہ ۱۰۹۴ھ (۱۶۸۳ء) مخطوطۂ رامپور۔

۴۵۔مفتاح التواریخ، تصنیف تھامس ولیم بیل، مطبع نولکشور کانپور سنہ ۱۲۸۴ھ۔

۴۶-مقالات الشعرا (تذکرہ) تصنیف قسام الدین حیرت اکبرآبادی، مصنفۂ سنہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) و مکتوبۂ سنہ ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) بخط امام الدین، مخطوطۂ رامپور۔

۴۷- ملخص التواریخ، تصنیف فرزند علی الحسینی مونگیری۔ مطبع کمیٹی مدارس کلکتہ سنہ ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۷ء)۔

۴۸-منتخب اللباب، تصنیف خافی خان نظام الملکی، کالج پریس کلکتہ، سنہ ۱۸۶۹ء۔

۴۹-نشتر عشق (تذکرہ) تصنیف حسین قلی خان عاشقی عظیم‌آبادی متوفی سنہ ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) مصنفۂ ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) نسخۂ مولف، مکتوبۂ ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۱ء) بخط مخدوم بخش مروت بلند شہری۔ مخطوطۂ رامپور۔

۵۰-واقعات اظفری، تصنیف محمد ظہیرالدین میرزا عالی بخت اظفری مصنفۂ سنہ ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) و مکتوبۂ ۱۳۳۶ھ (۱۹۱۸ء) بخط محمد یحیی مخطوطۂ رامپور

۳-اردو

۱-آثار الصنادید، تصنیف سرسید احمد خان دہلوی متوفی سنہ ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۸ء) مصنفۂ سنہ ۱۲۶۲ھ (۱۸۴۵ء) مطبع سیدالاخبار دہلی سنہ ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء)۔

۲۔اخبار الصنادید، تصنیف نجم الغنی خان رامپوری متوفی سنہ ۱۹۳۲ء، مطبع نولکشور لکھنو سنہ ۱۹۱۸ء۔

۳۔انتخاب یادگار (تذکرہ) تصنیف منشی امیر احمد امیر مینائی متوفی سنہ ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۰ء) مصنفۂ سنہ ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) تاج المطابع رامپور سنہ ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء)۔

۴۔تاریخ اودھ، تصنیف نجم الغنی خان رامپوری، مطبع نولکشور لکھنو سنہ ۱۹۱۹ء۔

۵۔تاریخ پٹیالہ، تصنیف خلیفہ سید محمد حسن وزیر اعظم پٹیالہ، مصنفۂ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) مطبوعۂ سفیر ہند پریس امرتسر سنہ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء)۔

۶۔تاریخ جھجر، تصنیف منشی غلام نبی میرٹھی، مصنفۂ ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۵ء) مطبع فیض احمدی سنہ ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۶ء)۔

۷۔تاریخ فرخ آباد (ترجمہ) تصنیف ولیم آرون کلکٹر و مجسٹریٹ فرخ آباد۔ مطبع حسنی فتح گڈھ سنہ ۱۳۰۴ھ (۱۸۸۷ھ)۔

۸۔تاریخ ہندوستان، تصنیف مولوی ذکاء اللہ دہلوی، مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۸۰-۱۸۷۸ء۔

۹۔تواریخ اودھ، تصنیف سید کمال الدین حیدر مشہدی معروف بہ سید محمد میرزا اثر، مصنفۂ ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۸ء) مطبع نولکشور لکھنو سنہ ۱۸۷۹ء۔

۱۰-تواریخ عجیبه (تذکرۂ صوفیا) تصنیف سید نثار علی بن قاری سید منیر علی قادری رامپوری متوفی سنہ ۱۳۲۰ھ (۱۹۰۲ء) مصنفۂ سنہ ۱۳۰۷ھ (۱۸۹۰ء) و مکتوبۂ ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) مخطوطۂ رامپور۔

۱۱-جنگ نامۂ دوجوڑا، تصنیف خلیفہ محمد معظم عباسی رامپوری، مصنفۂ بعد سنہ ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۴ء) و مکتوبہ سنہ ۱۹۰۴ء بخط عبدالحکیم خان رامپوری۔ مخطوطۂ رامپور۔

۱۲-خم خانۂ جاوید، تصنیف لالہ سریرام دہلوی متوفی سنہ ۱۹۳۰ء۔

۱۳-طبقات شعرای ہند، تصنیف مولوی کریم الدین پانی پتی، مصنفۂ سنہ ۱۸۴۷ء۔ منقولہ از نسخۂ مطبوعۂ ۱۸۴۸ء بخط ولایت حسین خان اثر رامپوری بفرمایش حقیر عرشی۔ مخطوطۂ رامپور۔

۱۴-فتوحات ہند، تصنیف عنایت حسین بلگرامی در سنہ ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۵ء)۔

۱۵-فرہنگ آصفیہ (جلد چہارم) تصنیف مولوی سید احمد دہلوی متوفی سنہ ۱۹۱۸ء مطبوعۂ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۱ء)۔

۱۶-کار نامۂ راجپوتان، تصنیف نجم الغنی خان رامپوری پنجابی گزٹ پریس دہلی سنہ ۱۹۲۳ء۔

۱۷۔گل رعنا (تذکرہ) تصنیف حکیم سید عبدالحی متوفی سنہ ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۳ء)، مطبع معارف اعظم گڑھ سنہ ۱۹۰۳ء

۱۸۔مادھوجی سیندھیا، تصنیف ایچ ۔ جی ۔ کین، سی آئی ای، ایم اے، و ترجمۂ حکیم سید عبدالسلام، ایم اے، مطبع جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد سنہ ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۳ء)

۱۹۔منتخب التواریخ، تصنیف حکیم جواہر لال اکبرآبادی مطبع نولکشور لکھنو سنہ ۱۸۶۰ء

۲۰۔نادرات شاہی (دیباچہ)، مرتبۂ عرشی بسلسلۂ مطبوعات کتاب خانۂ ریاست رامپور، نمبر ۵، مطبوعۂ ہندوستان پریس رامپور ۱۹۴۴ء۔

۲۱ نور اللغات (جلد چہارم) تصنیف نورالحسن کاکوروی بی اے، اشاعت العلوم پریس لکھنو سنہ ۱۹۳۱ء۔

۲۲۔واقعات دارالحکومۃ دہلی، تصنیف بشیرالدین احمد دہلوی در سنہ ۱۳۳۸ھ (۱۹۲۰ء) طبع دہلی سنہ ۱۳۹۲ھ (۱۹۴۴ء)۔

۴۔ انگریزی

(1) Beal's Oriental Biographical Dictionary. London. 1894.

(2) Buckland's Dictionary of Indian Biographies. London. 1906.

(3) Codrington's Manual of Musalman Numismatics. London 1904.

(4) Duff's History of Marhattas. Bombay 1878.

(5) Elliot's History of India. London 1867.

(6) Francklin's History of the Reign of Shah Alam London 1798.

(7) Marhatta Empire (Notes related to Transactions in the) London. 1804

(8) Polier's Shah Alam, II, & His Court. Calcutta. 1947.

(9) Srivastava's Shuja-ud-Daula. Calcutta. 1939.

(10) Thorn's Memoirs of the War in India. London 1818.

کشور پریم کشور
۱۲۰۱

وقایع عالمشاهی یکشنبه ششم شهر جمادی الاول سنه ۱۲۰۶
یکهزار و دو صد و شش هجری هنگام دو پاس روز بر آمده بسواری کشتی
بروی گنگا بسفر مرشدآباد بنگالا از مسوده با هر چند کشور دام اقباله و قدره که
درین مشقت سفر کمر رفاقت من بسته و فرزند مهتر من ست و
از یوم سیوم این ماه پنجشنبه از بلده

عظیم آباد پٹنہ مفارقت برادران و والده و زنش، حفظهم الله تعالی، اختیار کرده، مقابل شد و از غلطی بر آمد۔ کتبه پریم کشور فراقی۔ فقط

رب یسر وتمم بالخیر

یافتاح

حمد وثنا پادشاهی را سزا که سلطنت او نهن بوجود اوست وشاهان روی زمین و خداوندان چتر ونگین را افتخار به فضل او. خداوندی که باوجود انقلاب روزگار که در هر ساعتی شعبدهٔ تازه یی انگیزد، برگزیده های خود را محافظت می نماید. و رحیمی که در مصائب[1] انواع انواع که از گردش زمانهٔ ناهنجار هویدا می شود، عزیزکردهای خود را نگاه می دارد، عجب نیست که جمعیت ظاهر و باطن این هرزه درای را عطا فرماید، تا از قیل و قال بیهوده بار مانده به منهیات[2] نگراید.

و درود وتحیات[3] وسلام زاکیات بران سرور که در شان او «لولاك لما خلقت الافلاك» نازل شده، وصلوات بیغایات و نیاز بی نهایات بر ابن عم و وصی اعظم او که مظهر العجائب وا سد الله الغالب و صاحب ذو الفقار و قسیم الجنة والنار است. صلوات[4] الله علیهما وعلی آله اجمعین!

۱- اصل: مصاعب

۲- اصل بتشدید یای تحتانی و ضم میم با های هوز

۳- اصل: تهیات.

۴ اصل: صلواة

فقیر فراق واضح میگرداند، از اتفاقات در حینی که پادشاه زمان بدرخواست افراسیاب خان سپه سالار هندوستان از دار الخلافهٔ شاهجهان آباد دهلی بمستقر الخلافهٔ اکبرآباد نهضت رایات عالیات نمود، و مخیم سرادق اجلال تلپت، که از تعلقهٔ حصار دار الخلافه است، بود، از اتفاقات بنده بعسکر اقبال وارد شد - می خواست که انموذجی از کیفیت این سفر برطرازد چون محرک این سلسله کسی نبود، لهذا در تعویق میداشت و دیده و دانسته نمی نگاشت - بعد انقضای مادی چند تحریر روز نامچهٔ شاهی واجب افتاد، ظاهر است که کتاب را آغازی می باشد، و تسطیر این وقائع از دوازدهم محرم الحرام سنهٔ یکهزار و یک صد و نود و نه صورت گرفت، لازم گردید که بسبیل اجمال یا بطریق تفصیل احوال تخت نشینیء خلیفهٔ روزگار مثبت شود، بنابر رسم ایما و اشاره بنوشتن آن کمر بست - صیت فرهمایون و شکوه سایهٔ بیچون بر جمیع خاص و عام اظهر است و احتیاج مزیدی نه؛ لهذا موافق طبائع مردم روزگار که بطبیعت (؟) مرغوب است. در خور وقت راست براست صورت تسطیر پذیرفته، به وقائع عالم شاهی موسوم گشت مشتمل بر دو دفتر:

دفتر اول از ابتدای میل بچشم کشیدن احمد شاه بادشاه تا یازدهم محرم الحرام سال هزار و صد و نودونه هجری.

دفتر دویم از اثنا عشر[۱] ماه مذکور بر سبیل تفصیل وقائع عالمشاهی تا یازدهم ربیع الاول سال مسطور

۱- اصل: اثنی عشر

دفتر اول

ابتدای احوال فرخنده اشتمال ولادت با سعادت و ایام شاهزادگی خلیفهٔ روزگار سایهٔ کردگار، بادشاه بن بادشاه، شاه عالم بهادر بادشاه غازی، خلد الله ملکه و سلطنته، بن عزیزالدین عالمگیر ثانی عرش منزل، بن ابوالفتح محمد معزالدین جهاندار شاه، بن ابو النصر قطب الدین محمد شاه عالم بهادر بادشاه غازی خلد منزل، بن ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاه غازی خلد مکان، تا ایام تشریف فرمائی دارالخلافهٔ شاهجهان آباد از ممالک شرقی بدرخواست سرداران جنوب، که دران اوقات بر مملکت هند دست تصرف داشتند، مفصل و مجمل حوالهٔ شاه نامه نویس، که صرف عمر در تحریر آن نموده، می کند، وآنچه ضروری دانست، می نویسد

که چون عمادالملک فیروزجنگ غازی الدین خان، نبیرهٔ آصف جاه که احمد شاه پسر فردوس آرامگاه محمد شاه را دستگیر کرده میل بچشم کشید، و والد حضرت پادشاه زمانه را بیستم شعبان سنه ۱۱۶۷ هزار و یکصد و شصت و هفت بر تخت نشانده کوس وزیراعظمی می نواخت، و از بندگان حضرت، که کوکب اقبال در تا بندگی می نمود،

محترز می بود و میخواست که اسیر کند، و لیکن اتفاق
نمی یافت، آخرش بحویلیء علی مردان خان که برلب جون
واقع و دران اوقات نزول حضرت دران جا بود،
سپاه خود را فرستاده محاصرهٔ آن کرد و بنای جنگ توپ
و تفنگ نهاد- چنانچه حضرت که دران زمانه به عالی گهر
ملقب بودند، باستقلال تمام تا سه چهار روز جنگیدند-
آخرش با ایتهل راو مرهته سازی کرده، و شمشیر زنی نموده،
ازطرف مورچهٔ او برآمده و از متصل ٹیلهٔ مجنون
سربصحرا زدند- بعد آوارگیء بسیار و دشت پیمائی بدیارهشرق
پیوستند- و عمادالملك بعد آواره کردن حضرت در کوٹله
فیروزشاه هشتم ربیع الثانی سنه ۱۱۷۱ الف و مائة و سبعین
واحد عالمگیر پادشاه راشهید کرده، همان روز شاه جهان
ثانی را بر اورنگ خلافت نشانید- چنانچه او یازده ماه
کامرانی کرد وبیست ونهم شهر صفر سال هزار و یك صد
و هفتاد و دو مقید شد-

آمدم برسر تحریر وقائع مبارك- چون ماجرای
شهادت عالمگیر بادشاه بمسامع اجلال رسید، در دیار شرق
بر سریر عرش نظیر نشستند، و سکه و خطبه بنام خود کرده
ارشاد کردند که بندگان حضرت را از امروز «ابوالنصر حامی
الدین محمد شاه عالم» گفته باشند، و والد بزرگ را در
نگارش و تکلم حضرت عرش منزل آرند، وسال احد جلوس
مبارك از غرهٔ ربیع الثانی سنهٔ الف و مائة و سبعین وثلث

بشمارند، وایام سلطنت شاهجهان را که ایام جهلت بوده، محسوب در سنهٔ احد مبارك نمایند. چنانچه بعمل آمد، و بر اشرفی و روپیه و مرادی این بیت مسکوك شد. بیت

سکه زد بر هفت کشور سایهٔ فضل آله
حامی دین محمد شاه عالم بادشاه

آنچه کار نامها و صعوبت و کعوبت اسفار در ایام شاهزادگی و خلافت در دیار شرقی وغیره کردند و برداشتند، تکلف بر طرف که هیچ یکی سلاطین را نصیب نه شد. بیان آن را دفتری باید. لهذا ازان وادی اشهب خامه را باز داشته، بنوید تشریف فرمائی در دار الخلافهٔ شاهجهان آباد گل افشانی می کند که در سنهٔ هزار و یك صد و هشتاد و چهار هجری راجچندر گنپش و بیساجی و تکوجی هلکر و مادهو راو سیندهیه، سرداران جنوب با فوج سنگین از دکن آمده و جنگ نول سنگهه جاٹ زده بدار الخلافه رسیده، شرف آستان بوس مرشدزادهٔ ولی عهد، صاحب عالم میرزا جوان بخت جهاندار شاه بهادر حاصل کردند[1]. چون دران آیام امیر الامرا نجیب الدوله وفات یافته بود، و در تمامیء هندوستان کسی سد آنها نمی توانست شد، عبور دریای گنگ کرده قریب به فرخ آباد رسیدند و بادشاه را طلبیدند. حضرت بدولت، باوجودیکه وزیر الممالك شجاع الدوله و سرداران فرنگ راضی نبودند، از آله آباد کوچ فرموده کرم و کیرا خود را به فرخ آباد

۱ـــ اصل: کرده

رسانده‌اند. و با سران دکن ملحق گشتند. اقبال سلطانی کار
کرد که همدران ایام احمدخان بنگش ازین جهان فانی
بگذشت. از پسرش که مخاطب به مظفر جنگ است، چیزی
بطریق ضبطی گرفته، از فرخ‌آباد بعد تاخت و تاراج سکرتال
و پتهرگڈھ که مقر و مامن ضابطه خان پسر نجیب الدوله
بود. معه سرداران جنوبی کوچ کوچ بنواح دار الخلافه
رسیده، بیست و نهم رمضان المبارك سنهٔ الف و مائة و
ثمانین وخمس سایهٔ بلند پایه بر سکان دار الخلافه افگندند.
و بشاهزادهٔ ولیعهد و دیگر شاهزاده ها و سائر بیگمات که به
تعب هجران شهنشاه زمان گرفتار بودند، جمال جهان آرا
نموده لذت حیات بخشیدند. و بدار الخلافه و جمیع مردم از
سرنو به برکت تشریف شریف شرف حاصل شد. چنانچه
نرسنگداس خوشدل گفته:

بر سر اهل شاه‌جهان آباد ظل گسترد ظل سبحانی [۱]
روز تشریف‌بیست ونه رمضان سال تاریخ «عید رمضانی»
۱۱۸۵

همدران ایام سیف الدین محمد خان و حسام الدوله بحضور
اقتدار کمال داشتند. از گردش روزگار قرعهٔ مراد حسام الدوله
راست افتاد و کارش ازهمه بالا گرفت، بحدیکه بر منزلتش
همگنان رشك می بردند و او مقرب پادشاه بود. میرزا

۱ــ اصل میں اسی طرح ہے، لیکن میرے نزدیك یوں ہونا چاہیے:
بر سر اهل شه‌جهان آباد سایه گسترد ظل سبحانی

نجف خان بهادر بخشی الملك را از اتفاقات به حسام الدوله نقیضی پیدا شد. از انجا که بنا بر کمال تهوری و دلاوریٔ میرزای معزی الیه [1]، حسام الدوله مقابله نمی توانست کرد، باسرداران مرهٹه درستیها ساخته و ورغلانده کار بحدی رساند که با میرزای مذکور و آنها کار بجدال کشید. چنانچه در میدان قلعهٔ کهنه، با آنکه جنوبیان مور و ملخ بودند و میرزا مردم قلیل داشت، جنگ صف کرد و بجان کوشید وشمشیرهای نمایان زده داد دلاوری داد. چون بخت مساعدت نکرد، هزیمت خورده در حویلیٔ اسمیل بیگ چیلهٔ صفدر جنگ مرحوم خود را رسانده مورچال قائم کرد. سرداران مرهٹه که جرات و شجاعت میرزا را دیده انگشت تحیر می گزیدند، نتوانستند که بر حویلیٔ مذکور بریزند. آخر کار بصلح کشید، وباهم ملاقاتها کرده، میرزا را نوکر خود داشته و از بادشاه جدا کرده، بملك تصرف نجیب الدولهٔ مغفور از دار الخلافه با خود بردند، و کار به ضابطه خان پسر نجیب الدوله تنگ کردند. چون دران جنگ از میرزا دلاوریها دیدند، بسیار پسندیدند، و وقتی که بجنوب رفتند، از جانب خود بحضور بادشاه عالم گزاشتند که کامران باشد.

بعد رفتن مرهٹه‌ها حسام الدوله را میرزا باستصواب جهان پناه اسیر ساخت، و روز بروز کوکب اقبال میرز

۱ــ اصل: میرزا معزالیه

درخشان میشد. چنانچه با قبال قبلهٔ عالم وتهمتنیء خود فتوحات نمایان کرده، قلعهٔ اکبرآباد را از تصرف کفار نکبت شعار، یعنی جاٹان شقاوت آثار گرفت و بقلعهٔ دهولپور که برلب چنبل واقع است. نیز عمل و دخل خود نموده، همگی ممالك که درحیطهٔ تصرف جاٹان بود، بقبضهٔ خود آورد وحصار مهندرپور ڈیگه[1] هم در سال هزار و صد ونود مطابق سنهٔ هفدهم جلوس مبارك که دارالراج جاٹان بود، فتح کرد، وقلعهٔ کمبهیر را نیز ازانها گرفته، بعد گرفتن توپخانه آنها بخشید. وسپاه بیکران فراهم آورده وبحضور حاضر شده، همرکاب قبلهٔ عالم لیماق بر ضابطه خان نمود. و غوث گڈه را فتح ساخت و خطاب امیرالامرائی یافت. تاریخ فتح و جنگ که در قصیدهٔ رای پریم ناتهه آرام گفته، درینجا نوشتن مناسب دانست ابیات:

غوث گڈه بی جنگ در یکدم چنان مفتوح شد
کز دهان جمله محصوران صدائی بر نخاست
از پیٔ تاریخ سال فتح، هاتف زد رقم
«ماه شعبان فتح گردید» و سر دشمن بکاست
(۱۱۹۵ — ۴ = ۱۱۹۱ھ)

القصه چون پیمانهٔ عمرش لبریز شد، چند ماه صاحب فراش بوده در زیر قدوم مبارك باجل طبیعی در سنهٔ هزار

۱ــ اصل: دیکه

و صد و نود وشش از جهان گذشت و جان شیرین بآفریدگار سپرد. و تاریخش کاتب الحروف چنان یافته. قطعه:

از جود و لطف، عالم پرورده میر امرا
زین خاکدان فانی در روضهٔ شرف رفت
آن ذوالفقار دوله وان رستم زمانه
هنگام صبح شنبه زین سو بآن طرف رفت
در مه ربیع آخر اثنای عشره ثالث
تیر دعای اعدا ناگاه بر هدف رفت
از جسم پاک روحش چون رفت، فکر کردم
سالش بگفت هاتف: «میر نجف رفت»
۱۱۹۶

و تتمهٔ کوائف کوچ معلی که بصوابدید مجدالدوله که بدیوانیٔ خالصه و خلعت مختار السلطنتی دران وقت مخلع بود، بملک راجهٔ جےپور شد. و بعد تشریف فرمائیء حضرت، مجدالدوله با امیرالامرا راه نفاق پیش گرفته، درانچه کار سلطنت ضعیف شود، (سعی)[1] میکرد، و قریب شصت هزار سوار و پیاده بهم رسانده، و میرزا فرخنده بخت را که نجیب الطرفین و خلف الرشید قبلهٔ عالم بود، همراه خود گرفته، بملک سکهان شقاوت بنیان رفته، و قریب به بٹاله رسیده

۱- اصل میں یہ لفظ یا اس کا مترادف سہوا چھوٹ گیا ہے' ورنہ جملہ پورا نہیں ہوتا۔

از افواج سکھان، بی ظهور جنگ، شکست فاحش خورده در حضور معلی آمد۔ و از اکبرآباد امیرالامرا هم رسیده آستان بوس شد۔ چون از دست موی الیه سینه کباب بود، باجازت پادشاه ویرا دستگیر ساخت که ازین ابیات معلوم می شود۔ لمولفه:

ششم ماه ذیقعده در روز ماه
بدار الخلافه میان سپاه
بتاریخ الف و نود سه و صد[۱]
بشد بند با قطب، عبدالاحد

و خیره سریهای او از شاه نامهٔ همایون معلوم خواهدشد فقیر نوشتن مناسب ندانسته، از انچه ناگزیر است می نگارد که چون امیرالامرا از جهان گذشت، روزگار حیله ها نمود۔ تشریحش آن که او را پسری نبود، و چند کس که هریکی صاحب فوج و حشم بودند، بیادگارش ماندند۔ اولاً اشرف الدوله افراسیاب خان بهادر ثابت جنگ چیلهٔ او که ویرا فرزند میگفتی و علی گڈه و ملك آنرویهٔ دریای جمن، باو داده بود، و دم آخر بقبضهٔ عالم بسپرد و زمان و دیعت حیاتش برباالین او بود۔ دویم بخشی الملك سیف الدوله نجف قلی خان چیلهٔ برادرش که ملك راجپوتیه باو تفویض بود، و دران زمان باسپاه خود بقلعهٔ کانوند بود،

۱- اصل میں عبارت کے اوپر اعداد ۱۱۹۳ بھی لکھے ہیں۔

و بعد گذشتن امیر الامرا خود را پادشاه قبلی نام کرد۔ سیوم میرزا محمد شفیع خان بهادر که با وجود نسبت همشیره زادگیء امیر الامرا، دختر امیر الامرا باو منسوب بود و مملکت پانی پت وغیره باو تعلق داشت۔ چهارم افتخار الدوله محمد بیگ خان همدانی که دهولپور با تمامی مملکت تعلقهٔ آن تا نواح مستقر الخلافه بوی داده بود، و در ایام سابقه بخدمت داروغگیء دیوانخانهٔ امیر الامرا افتخار داشتی و زمان انتقال امیر الامرا در ضلع اکبرآباد بود و باد فتنه ها که بعد رحلت امیر الامرا برخاست، بآب شمشیر فرو نشاند۔

حاصل کلام بعد فوت ذوالفقار الدوله امیر الامرا در حال قبلهٔ عالم جهت استمالهٔ ورثای آن مغفور شاهزادهٔ ولیعهد را فرستادند و مرشدزاده بتسلی خاطر آنها پرداخته تا مسجد جهان نما آمده و نماز جنازه خوانده بحضور رسید، و افراسیاب خان وغیره میت را به شاه مردان رسانیدند۔ من بعد بموجب وصیت و درخواست همشیرهٔ ذوالفقار الدوله ظل سبحانی افراسیاب خان را نائب مناب او کردند، و قامتش بخلعت امیر الامرائی برافراختند، و از روی تفضلات خاقانی ضبطی خانهٔ امیر الامرا هم نکردند۔ ظاهر آنست که در ضبط کردن فسادها میشد۔ رای جهان آرای درین حکمت نمود وطمع به سنگ پاره و حیوانی چند که مراد از جواهر واسپ و فیل باشد، ننمودند۔

بعد مختار شدن با اعتقاد الدوله بهادر لطافت علی خان خواجه سرا که با دو پلٹن و چند ترک سوار از طرف وزیر الممالک آصف الدوله محمد یحیی خان بهادر هژبر جنگ که بحضور می ماند، زیاده از امیرالامرای مرحوم اشرف الدوله عقد مودت مستحکم بسته، سیف الدوله را از کانوند بحضور معلی طلبیده،(به) ۱ خلعت و شمشیر سرفرازی دهانید۔

در خلال این احوال حکم اقدس شد که ولیعهد خلافت بنهجی که مظنه در دل محمد شفیع خان نباشد، ویرا عاجلاً بحضور از جائداد او طلب نماید۔ افراسیاب خان بدریافت این ماجرا با عبدالمجید خان که گرگ باران دیده بود، بدرستی پیش آمده، عهود اتفاق طرفین باهم مستحکم بست۔ چون آمد آمد محمد شفیع خان دید و خود را در پلهٔ میزان مقابله نتوانست سنجید، مجدالدوله را از قید بر آورده بملازمت بادشاه رسانید، وخلعت مختاریش دهانیده بحویلیش بگذاشت که ازین ابیات مفهوم می شود۔ لمصنفه:

چون بتائید خدا شد مختار
مجد الدوله بهادر بجهان
یوم اثنین باوقات سعید
شاد شد خلق زفیض سبحان۔

۱۔ اصل ندارد۔

هاتف غیب چنان داد ندا
سال و تاریخ «دویم مه رمضان»
(۱۱۹۶ھ)

وخود به تلی گڈھ رفت - و محمد شفیع خان به شهر آمده توپخانهٔ ذوالفقار الدوله را که تا آنوقت در تصرف افراسیاب خان نیامده بود، اول متصرف شد، وبعد آن بخدمت همشیرهٔ ذوالفقار الدوله که مادرش بود، حاضر شده رسم عزاپرسی و قدمبوس بجا آورد - هرچند خواست که بادشاه تفضلات نماید، میسر نشد - چون دید که بی چشم نمائی شاهد مدعا بکنار نمی آید، سحرگاه یکشنبه ششم شوال ظفر تمثال سنهٔ هزار و صد و نود وشش هجری از حویلیء قمر الدین خان سوار شده به نجف قلی خان که بحویلیء مجد الدوله با مجدالدوله بود، جنگ کرده آنها را با شیورامداس و نراینداس دیوان امیر الامرای مرحوم دستگیر ساخت وهمان روز بلکه همان زمان حضرت قدر قدرت خطاب «امیر الامرا بخشی الممالك ناصر الدوله رستم دوران میرزا محمد شفیع خان بهادر ذوالفقار جنگ» وخلعت هفت پارچه و مالای مروارید و جیغه و سرپیچ مرصع و کلگی و پرحاله و نوبت و اسپ و فیل و سپر و شمشیر باو عنایت کردند - لمولفه:

چون مقابل شد بفوج تیغ زن فوج عدو
بود مانند ثریا، شد بنات النعش آن
قصه کوته، شد بدست غازیان قید و اسیر
چار سالار عظیم الشان فوج دشمنان

نام شان ظاهر مبادا، زین همی گویم نهفت
واحد العین و غلام سرکش و دو کافران
شد معین یزدان و چون شد یاور او پنجتن
پادشاه نامور گردید از دل مهربان
میر امرا کرد و بخشیء نخستین هم نمود
خلعت و شمشیر خاصش داد و عقد گوهران
جیغه با کلگی و سرپیچ مرصع، فیل و اسپ
لطف کرد و اختیارش داد بر هندوستان
نیز این مطلع که از نظم فراق روشن است
پادشاه هند را بگذشت بالای زبان
آن که همتایش نباشد، هیچ شاه و مرزبان
ناصرالدوله بهادر صاحب عزاست و شان

همدران ایام چندی نمک حرامان ناصرالدوله بصوابدید محمد یعقوب خان عرف کلو خواص که مقرب حضیر و به افراسیاب خان متفق بود، به لطافت علی خان پیوسته کمر بخون ناصرالدوله بستند. بلکه صبحی با لطافت علی خان و پادشاه بارادهٔ فاسد و گرفتن آن بیچاره که از حیلهٔ آنها غافل بود، یورش بر حویلیء قمرالدین خان که مسکنش بود، نمودند. و حضرت بدولت و اقبال تا مسجد جامع که بر قلهٔ کوه در وسط شهر است، فیل سواره رسیدند. چون او واقف شد و فرصت مقاومت قبلهٔ روزگار ندید، گرم و گیرا عبدالاحد و شیورامداس را گرفته گریخت، و خود (را)[1]

۱ـ اصل ندارد

نزد افتخار الدوله که دران ایام به کامان که از تعلقات راجهٔ جے پور است، چسپیده بود، رسانید۔

چون در کف لطافت علی خان و آن خیره سران شاهباز نیامد، بحکم آن که بو تیمار غنیمت است، سیف الدوله را از قید بر آورده خلعت از حضور دهانیدند۔ سیف الدوله کار بعقل کرد و رخصت از بادشاه حاصل ساخته به کانوند رفت و کناره گزین شد۔ و پول فرنگی که مایهٔ فساد بود، ازو جدا شده رفیق لطافت علی خان گشته، باتفاق او مزاج بادشاه را بران آورد که بر محمد بیگ خان و محمد شفیع خان نهضت موکب همایون شود۔ چنانچه حضرت را از قلعه بر آورده به خضر آباد که مقتل محمد دارا شکوه پسر فردوس آشیانی است، رسانیدند، و هر روز مشاورهٔ کوچ بیشتر و جنگ در پیش آوردند۔

و افتخار الدوله، ناصر الدوله را از مغتنمات دانسته و جمیع امورات را گذاشته با فوج سنگین و ارادهٔ پرخاش با مفاسد لعین از مخیم خود به شاهجهان آباد کوچید۔ و افراسیاب خان بمقتضای هوشیاری بسبیل هنڈویات چیزی برای اخراجات ناصر الدوله فرستاد و نوشت که چنانچه بندهٔ ذو الفقار الدوله بودم، الحال از شمایم۔ ناصر الدوله و افتخار الدوله به خضر آباد رسیده بوساطت محمد یعقوب خان از حضور درخواست ملاقات لطافت علی خان و پول نمودند۔ اگرچه

در اول بملاقات راضی نشدند، آخر برهنمائی ادبار از لشکر باتفاق محمد یعقوب خان برآمدند. و ازان طرف هر دو سردار جرار سواره رسیدند.

مع القصه، در نواح تغلق آباد سر سواری لطافت علی خان و پول را محمد بیگ خان دستگیر کرده، یك روز و شب کار بر موکب همایون تنگ داشت. و نیز محمد یعقوب خان را مقید کرد. بعد آن چون پرده از روی کار افتاد، قبلهٔ عالم صلاحاً محمد شفیع خان را خلعت مختاری از سر نو دادند، و او جهان پناه را در ارك مبارك داخل ساخت. و بفرمودهٔ ناصر الدوله در غرهٔ محرم سنهٔ هزار و صد و نود و هفت محمد بیگ خان در میدان کوٹله فیروزشاه که مقتل حضرت عرش منزل است، چشمهای لطافت علی خان از چشم خانه برآورد و سر پول از تن ناپاکش جدا ساخته، کارش تمام ساخت. و محمد شفیع خان بعهد امیر الامرا شد. اما ویرا از قبیل نوکران شمرد و ایفای عهدی که باو داشت، نکرد. غیرتش بران آورد که پیش ناصر الدوله نماند. در صورت خفگی بجاگداد خود رفت و دران جا رسیده ارادهٔ بغی در پیش گرفت.

محمد شفیع خان دران نزدیکی عقد نکاح با دختر ذو الفقار الدوله منعقد ساخته، و عبد الاحد خان را بحضور با امیر الدوله زین العابدین خان برادر حقیقی گذاشته و شاهزادهٔ عالم میرزا سلیمان شکوه را از حضور تعینات خود کنانیده، برای

تنبیه مخالفان و درستیء امورات محمد بیگ خان کوچ بمستقر الخلافه نمود. و افراسیاب خان نیز با ایشان آمده متفق شد. و لوازم رسوخیت و محبت بجا آورد، و بباطن با محمد بیگ خان عهد و مواثیق مستحکم کرد که «ترا بر مسند سروری می نشانم. بطوری ناصرالدوله را بکش.»

ناصرالدوله با مرشدزاده (به)[1] تعلقهٔ دیگر رسید و ازان طرف محمد بیگ خان هم رسیده، مابین میدان دیگه و کبهیر خیمه زد. ناصرالدوله هیچ باو تفقدی ننمود وخواست که مواد فسادش تحلیل کند. لیکن طبیب قضا شربت اجل برای ناصرالدوله درست ساخت. همه تدابیر فراموش کرده، بگفتهٔ افراسیاب خان که مصلح درمیان ناصرالدوله و افتخارالدوله شده بود، آخر روز سه شنبه بیست و پنجم شوال سال مذکور مطابق سنهٔ ۲۵ بیست و پنجم جلوس معلی فیل سواره بعد درستیء تصفیه برقسمیه فرقان مجید و امامین علیهما الصلوة و السلام از دیگه برای ملاقات افتخارالدوله برآمد. واو نیز فیل سواره ازان طرف رسید. بعد سلام وعلیك چون محمد بیگ بالای حوضهٔ فیل دست درازی برای مصافحهٔ شفیع خان کرد، دستهای او را مستحکم گرفت. میرلطیف که در خواصیء همدانی بود، بایمای او دست آزمائی کرده، بیك پیش قبض قابض روح محمد شفیع خان شد. بعد آن

۱ـ اصل ندارد

فیل بسان با لاش محمد شفیع خان فیل را به دیگه رسانید. و افراسیاب خان جنگ حکمت نموده، چون شب شد، بر جنگ روز قرار داده به دیگه آمد. و همدانی بخیمهٔ خود رفته و ازان جا کوچ کرده، بزیر کبهیر خیمه زد. یك دو روز هنگامهٔ مصلحتی با همدانی داشته باهم مصالحت کرده. همدانی را گفت که بجا ئداد خود برود. چنانچه او بر طبق گفتهٔ افراسیاب خان بعمل آورد. و افراسیاب خان یك چندی دران ضلع مانده، با مرشدزاده در شاهجهان آباد رسیده، مراسم فدویت پادشاه چنانچه باید بجا آورد و امیرالامرا گشت. و سیف الدوله را نیز از کانوند طلب داشته با لطافت علی خان و سیف الدوله ومجدالدوله چندی جام نشاط می پیمود و پادشاه را خشنود میداشت. و از همدانی یعنی افتخارالدوله، مطمئن نبود.

در ایام حکومت اشرف الدوله و مجدالدوله کاری که بنیان خلافت را حرکت داد، بظهور آمد. و اینها از اتفاقات آنست که شاهزادهٔ ولیعهد را باستصواب رای جهان نما که با ناصرالدوله موافق بود و بعد کشته شدن او مختار مهام سلطنت، مزاج اقدس را از جانب مرشدزاده منغص ساخته در انتهاز قابو بودند که شاهزاده را مسلسل کنند. شاهزاده بدریافت این ماجرا در قصد خروج از دولت خانهٔ بادشاهی شد، و هشت ماه اخفای راز ومدارا با مخالفان کرد. چون مکرم الدوله علی اکبرخان بهادر برادر تاج محل بیگم والدهٔ

ولیعهد خلافت باتفاق عبدالرحمن خواص که عامل جاگیرات مرشدزاده بود، بعضی از سرداران گوجر را جهة همراهیء شاهزاده فراهم آورد۔ شاهزاده مغلق سلطان بیگم را که حلیلهٔ جلیله و از یک سال محرم راز بود، کشف اراده کرده، از حجرهٔ خوابگاه بشب ۲۳ بیست و سوم جمادی الاول سنه ۲۶ بیست و ششم درحالی که طوفان باد و باران در طغیانی بود و از شدت ظلمت ابر هیچ معاینه نمی شد، چهار گهڑی از شب مذکور رفته، بجای زیرجامه جانگیه پوشیده و بر کمر بند لنگ ابریشمی که مولوی فخرالدین مرشد آنحضرت داده بود، پیچیده، و بر بالای کلاهی رومال شال تحت الحنک بسته، و دوشالهٔ سیاه بردوش گرفته، قریب به پنج گهڑی شب بر بام خانهٔ خود برآمده، بام بام تا بفیض نهر رسیده، چون از رفقا کسی را نیافت، عود ببام خانهٔ خود فرمود و نزدیک ببام خانه عبدالرحمن را یافته، قریب بفیض نهر ثابت خان را دیده، از منفذ دیواری که گذار یک کس داشت، بپائین آمده، باستعانت نردبان رلیسمان از قلعه بزیر آمده، بهر نوع خود را بمیدان نیله برج افگندند۔ و از انجا بمشورهٔ مکرم الدوله رو بمشرق نهادند، و از معبر قمرالدین نگر عبور گنگا کرده روانهٔ پیشتر شدند۔ و در اثنای راه جماعت سنگهه گوجر مادیانی و در رامپور فیض الله خان زمیندار رامپور دوهزار روپیه و دو زنجیر فیل و چند راس اسپ و چند منزل خیمه با لوازمهٔ باربرداری

پیشکش کرد۔ و شنبه ۳ سیوم جمادی الثانی به مقام بریلی راجه
صورت سنگه و راجه جگن ناتهه دامادش مشرف ملازمت
شده، فیل ماده و پنجهزار روپیه گذرانیده، خسر بدوپتهٔ
خاص و داماد بدوشاله سرفراز شد۔ و هفتم ماه مذکور بمنزل
شاهجهان پور عرضداشت وزیر الممالك و امیر الممالك عماد الدوله گورنر
مستر هشتینگس بهادر جلادت جنگ مع نقل شقهٔ خاص که بنام آنها
مشعر برآمدن مرشدزاده بی استرضای اقدس صادر شده بود،
از نظر گذشت، و همان وقت جوابی که رفع تشویش شان
کرد، بقلم آمد۔ و سیزدهم صدر راجه گوبندرام از طرف
وزیر و کپتان اسکانت از جانب عماد الدوله با عرائض
موکلان آمده، سه زنجیر فیل با عماریٔ سایبان دار و هودج
نقره و بان و نشان کپتان از طرف موکل نذر کرد۔ و
در منزل مهان بدریافت خبر آمدن هر دو امیر برسم استقبال
مکرم الدوله مامور آوردن آنها شد۔ چهاردهم شهر مذبور
نواب وزیر چهار فیل با عماریٔ نقره و پنج اسپ و ماهی
و مراتب و نشان و بان گذرانیده، همان روز بعطای شایسته
هر دو سردار سر مفاخرت بر افراشتند۔ و هیجدهم
مرشدزاده داخل لکهنؤ و بدولت خانهٔ وزیر رونق افزا شد،
و دو فیل و دو اسپ و یك منزل پالکیء نقره و خوانهای
جواهر و اقمشه و اسلحهٔ پیشکش وزیر قبول کرده، بمکانی

که برای استراحت معین بود، داخل گشتند.

مجدالدوله و شرف‌الدوله هرچند خواستند که فوجی بتعاقب شاهزاده رود، لیکن بنابر عدم پروانگیء قبلهٔ عالم بظهور نیامد. آخرش بتخریب همدانی کمر عداوت بکمر زده هر روز دیگ خیال می پختند. و آن طرف همدانی مردم کثیر فراهم آورده، دست بغارت و ملک گیری کشاد. چون موافق عهود از افراسیاب خان هیچ ندید، قلعهٔ کامان را گرفت و غارت کرد، و با راجهٔ جی‌پور صریح راه دشمنی پیدا کرد. ازانجا که افراسیاب خان میخواست که چیزی از همدانی بظهور آید که جای گفتن باشد، چون همچو کاری که بی اشارهٔ او و امر معلی شد، عرض کرد که همدانی بغی گشته. اگر چندی چنین ماند، خدا داند که کارش تا بکجا کشد. بهتر این است، حضرت بدولت به اکبرآباد تشریف فرمایند. اگر او ربقهٔ اطاعت در گلو انداخته حاضر شود، بهتر؛ والا درانجا رسیده تنبیه او قرار واقعی کرده شود. و ازان طرف مادهو راو پٹیل را که فتح گوالیار کرده است، در بندگی طلبیده، باتفاق یکدیگر باقبال خاقانی ملک گیریها می نمایم.

چون مجدالدوله پادشاه را برین آورد که کوچ نکنند و خود را پیرمغان تصور کرده، در جلسهٔ که صباح آن اسیر شد، بالمشافهه اشرف الدوله وسیف الدوله را دشنامهای مغلظهٔ صریح داد وگفت که «پادشاه کوچ نخواهند کرد، خیال

محال بگذارید » چون دران وقت چندی مردم اینها همراه نداشتند ، سخنش ناشنیده نگاشته از حویلیٔ او بجاهای خود رفته ، صباح سپاه خود فرستاده دستگیرش کرده ، وپادشاه را داخل خیمه ساخته ، وسیف الدوله را صوبه دار شاهجهان آباد کرده ، از شانزدهم شوال المعظم سال هزار و صد و نود وهشت کوچ بکوچ براه کنار دریا بمستقر الخلافه رسیده ، نماز عید الفطر در جامع مسجد اکبرآباد خواندند ۔

بشمار صحیحه موافق زبانیٔ اشرف الدوله از شانزدهم مذکور تا روز عید چهل فیل و چند هزار اسپ ونرگاوان و شتران عرابه کش و بار بردار و مردم بیشمار از تاب آفتاب و تحط گرسنگی و تشنگی مردند۔ صعوبت و کعوبت سفر مفصل نوشتن را دفتر جداگانه باید۔ لهذا دست از نگارش آن باز داشت۔

و همدرین سفر آشامیدن عرق الفیل نصیب لشکریان و همه مردم اردو بلکه جهان پناه شد۔ وجیفه حکم نظیفه بهمرسانید۔ تفصیلش چنین است که بمنزلی هنگام فرود لشکر فیل خاصه بآب خوردن برساحل جون رفت۔ از اتفاقات کحال اجل بچشمش سرمهٔ مرگ کشید ، و بحر جهان را درعین دریا بنظر او خشک گردانید۔ وصباح همانجا مقام کردند۔ بوئی که بمشامها از و رسید ، ازان چه نویسد که اکنون بیاد آن دماغ پراگنده می شود! حکم شد

که به تبر و تیشه اعضای فیل جدا کرده از دریا بر آرند، تا آب جسمش که بآب دریا ملحق شده، بتناول مردم نیاید. از انجا که قوت برش از تعب گرسنگی و مشقت سفر بدست مردمان نمانده بود، فرمان جهانبان قوت دست نیفزود. ناگزیر همان آب مردار چون آب گوار باقبال خدیو روزگار بنوشیدن آمد و حرام حلال شد.

چون افراسیاب خان بدجمعیء تمام حضرت را بقلعهٔ اکبرآباد نشانید، اول راو خوشحالی‌رام وکیل راجهٔ جےپور را رخصت کرد که فوجی فراهم آورده شریك محاربه شود که فتنهٔ افتخارالدوله را بانصرام[1] رسانده شود. چنانچه او هم قریب به هشت هزار مردم جمع ساخته، طرفی برای تنگ ساختن آذوقه بر مردم لشکر همدانی مشغول شد. بعدآن عبدالاحد خان را با قطب الدوله خویش او به علی گڈھ فرستاد، و خود از قبلهٔ عالم رخصت شده، از فتحپور که مرقد سلیم چشتی در آنجاست، پیشتر رفته شروع جنگ با همدانی کرد، و همدانی هم مقابل شد، و جنگ توپخانه و قراولی روزانه می گشت.

همدران اثنا عبور چنبل کرده و به دهولپور و تمامی جایداد افتخارالدوله عمل و دخل ساخته، حسب الطلب افراسیاب خان و جهت تنظیم و تنسیق امورات شاهی، مادهوراو سیندهیه پٹیل با یك لك سوار و پیاده و توپخانهٔ

۱ــ اصل: بهانسرام

فراوان متفق به لشکر افراسیاب خان شد، و با همدگر ملاقاتها کرده بدفع همدانی کمر بستند، و کار بر او تنگ ساختند. لاکن او در خود داری و جنگ قاصر نبود. هراس را بخود راه نداد، با آنکه جنوبیان از طرفی و راجپوتیه از جانبی و افراسیابیان از مقابل جنگ می انداختند. هفدهم ذیحجه سال مذکور که افراسیاب خان جنگ صف قرار داده، تمامی سرداران لشکر را بر جنگ فرستاده بود و میفرستاد و خود انتظار ساعت می کشید و غافل از سر پنجهٔ شاهین تقدیر چون کبك دری با امیر الدوله قهقهه میزد. چنانچه شمس الدین حافظ شیرازی می سراید. بیت:

دیدی این قهقهٔ کبك خرامان . حافظ
که ز سر پنجهٔ شاهین قضا غافل بود .

قریب یك نیم پاس روز برآمده باشارهٔ امیر الدوله مدهو بیگ نامی چرهٹه که برسر افراسیاب خان استاده بود، جمدهر جانستان زده، خون شفیع خان از افراسیاب خان گرفت و در انجا شمشیر چلید و نامبرده کشته شد و دوسه کس دیگر زخمی شدند، و فرصت یافته امیرالدوله گریخته خود را به پٹیل رسانید و بر ماجرای کشتن افراسیاب مطلع ساخت. چون ترکی تمام شد، قریب بود که برلشکر افراسیاب دست بیفتد، بلکه غارت شود. پٹیل اعظم کار بهوشیاری و سرداری کرده، خود سوار شد و محاصرهٔ لشکر افراسیابی کرده محافظت

کرد، وسه روز کار بر همدانی تنگ ساخته آذوقه در لشکرش نگذاشت بحدی که او بی جنگ صلح قبول کرده، توپخانهٔ فیلها به پٹیل داده، قریب بفروکش پٹیل آمده خیمه زد و پٹیل راجه نراین داس را که دیوان و مختار خانهٔ افراسیاب خان بود، دلاسا کرد وحسب العرض راجهٔ مذکور ومهاراجه همت بهادر که مخرب همدانی بود، امیرالدوله را اسیر کرده بگوالیار فرستاد. وعرایض و مردم خود بحضور مبارک فرستاده، قبلهٔ عالم را نزد خود طلبید.

چون خبر کشته شدن افراسیاب خان بمسامع اجلال رسید، غم سخت نموده، این دوبیت که مشعر تاریخ از فراق است، بر زبان فیض ترجمان راندند:

روز طرب نهان شد و ز خلق کامرانی
رخ در نقاب بنهفت دلدار شادمانی
چون عمدهٔ امیران شد کشته، گفت هاتف
افراسیاب ما مرد، هیهات، ناگهانی!
(۱۱۹۸ھ)

بعد رحلت افراسیاب خان قابو یافته و حسب الطلب قبلهٔ روزگار عبدالاحد خان از علی گڈھ خود را بمستقر الخلافه رسانید. لیکن شجاع دل خان خسر افراسیاب خان، که بعد افراسیاب خان خلعت قلعه داریٔ اکبرآباد و سرفرازی یافت، بحضورش نیاورد، و ویرا قید با قطب الدین خان کرده نزد خود داشت. چون جهان پناه بوجوه از شجاع دل

مطمئن بودند، همگی اسباب سلطنت و مرشدزاده ها و مخدرات همایون را آنجا گذاشته، برسم جریده از اکبرآباد کوچ فرموده، بنواح فتحپور مذکور رسیدند. پٹیل چنان بندوبست کرد که متنفسی از لشکر افراسیابی بلشکر همایون نمی توانست آمد، تا بملازمت سرداری چه رسد.

حاصل سخن که یکشنبه بیست و نهم ذیحجه پٹیل بملازمت معلی رسیده، بعنایت خلعت هفت پارچه و شمشیر و سپر و اسپ و فیل وجیغهٔ مرصع و مالای مروارید مباهی شده، بهمه همراهیان خود در خور پایهٔ آنها و میرزا جنگلی پسر شجاع الدوله وزیر الممالك مرحوم خلاع فاخره از حضور دهانید و بر مقاصد دلی کامران گردید.

و بعرض مقدس رسید که امشب راو خوشحالی رام را چهار گهڑی شب باقی مانده شخصی بزخم جمدهر کشته سلامت رفته.

دوشنبه غرهٔ محرم الحرام سنهٔ الف و مائة و تسعین و تسع بارشاد پٹیل همراه اپاجی کهندو، راجه نراین داس و همت بهادر و سلیمان خان وغیره سرداران مغلیهٔ لشکر بی سر شرف عتبه بوس معلی حاصل نموده شمشیرها و خلعتها یافتند.

دوم محرم الحرام سه شنبه نهضت موکب معلی و کوچ لشکر ها شد، و بموضع سید پور مخیم اجلال اتفاق افتاد.

عساکر ملحق شدند۔ و عشرۂ محرم محترم دران مقر کردند و رسم عزای امامین، صلواة الله تعالی (علیهما)[۱]، اهل لشکرین، یعنی افواج شاهی وجنوبی، باتفاق باهم داشتند۔

الحمد لله سبحانه که برسم اجمال بقسمی که دل میخواست دفتر اول وقائع عالمشاهی تا تاریخ ۱۱ یازدهم شهر محرم روز پنجشنبه سنۂ ۱۱۹۹ هزار و صد و نودونه ترقیم شد۔ انشاء الله العزیز آینده دفتر دویم مفصل بقلم خواهد آمد۔ و السلام

۱ـ اصل ندارد

دفتر دویم

آغاز دفتر دویم و قائع عالمشاهی به ثنای پادشاهی است که بتدبیر وزرا محتاج و بدعای فقیر و رای امیرش احتیاج نه۔ عم احسانه! اگر آن شهنشاه کشور حقیقی اورنگ خلافت مجازی را بوجود سلاطین نیاراستی، شش جهت مملکت جهان بی نظم و نسق بودی و نظام اقالیم سبعه از یک دیگر بر افتادی۔

واجب است بر هر ذیحیات خصوص بر ملوک که ادای شکر و سپاس او و اطاعت بر گزیدۂ بارگاه کبریایش که عبارت از نبی و ولی صلعم است، از فرائض دانسته بکاری که مامور اند، دران مصروف باشند، و بهر حال سر رشتۂ عدالت از کف نگذارند . که در محل خوف و رجا نیفتند، و روز ناحیۂ خود را بنظر تحقیق وامعان ملاحظه کرده باصلاح حال کوشند، تا در مقام عقاب و ثواب روی رهائی بینند۔

ازانجا که این حکایت را پایانی و این روایت را فرصت بیانی نیست، لهذا ازان وادی عطف عنان شبدیز خامه می نماید، و بقول املح الشعرا نظامی تمی عمل می کند:

شب رفت ، حدیث اندکی کن
یك را دو مکن ، دو را یکی کن

ای عزیزان ، خدارا گوشی بگفتارم گذارید و از دعا دریغ مدارید!

وقائع اثنا[1] عشر محرم الحرام یوم جمعه سال تسع و تسعین و مائة و الف هجری، مطابق سنهٔ ستة و عشرین جلوس معلی، مقام متصل موضع سیدپور تعلقهٔ فتحپور سیکری مرقد سلیم حشتی قدس سره العزیز

هنگامی که خسرو خاور برتخت نیلیء سپهر بر آمد، شاه عالم بار نمود. بار یابان حضور پرنور شرفیاب آستانه شدند. بعزم بساط بوس مادهو راو بهادر سیندهیه که ملقب به پٹیل و سرآمد سرداران جنوبیه است، و از ولایت وسیع مالوه بنابر تمشیت امور عملهٔ شاهی بمعسکر ظلی الهی آمده، و چگونگیٔ احوال آمدنش بقلم آمد، از مخیم خود سوارشد. چون نهیب صولت خنجر گذاران پایه تخت برجمیع امرای بارگاه گردون اشتباه خصوصاً پٹیل که نو وارد است، و بسبب کشته شدن افراسیاب خان سپه سالار هندوستان بزخم جمدهر جانستان برقلوب خواص و عوام مستولی است، بنابر فرط احتیاط که لازمهٔ حزم و هوشیاری و خبرداری است، مردم خود جوق جوق فرستاد، تا بمحافظهٔ خیام فلك احتشام نوعی پردازند که بی اجازت آنها احدی را مجال درآمد و برآمد نباشد. بعد آن بجناب خلیفهٔ

---

[1] اصل: اثنی

روی زمین حاضر شده مجرا کرد. چون بسبب لنگیٔ پا که
در معرکه زخم برداشته و در ایستادن معذور است، از راه
اشفاق خسروانه حکم قضا توأم شرف نفاذ یافت که بنشینند.
چنانچه حسب الامر بجا آورد. من بعد خلوت بمیان آمد و بزم
کنگاش[۱] تزئین یافت که جز پٹیل تا دو گهڑی دیگری
حاضر نبود. سخنانی که متنفسی بران مطلع نه شد، بمیان
بود. بعده پٹیل مرخص شده برآمد، وجمیع مجرائیان شرف
رخصت یافتند، و حضرت قدر قدرت داخل محل مبارك
شدند. فقط

روز سه شنبه، سیزدهم شهر صدر که آفتاب جهانتاب
بعزم تسخیر ربع مسکون برآمد، حضرت بیدار شدند
و امر شد که شتران و نرگاوان بار بردار اردوی معلی بچرا
نروند. چنانچه راجه شنکر ناتهه بهادر نائب نظارت، حسب
الحکم بجا آورد و در لشکر ظفر پیکر اشتهار شد که پیش
خیمه بطرفی روانه می شود. چون مردم بی سرانجام قحط
اند و اذیت رسان غربا موسم سرما رسید، و بسبب تقاطر
باران شدت زمهریر کثیر بود، جماعهٔ نقیر و قطمیر رجوع
بجناب واهب العطا و مستجیب الدعا نمودند که از شر
کوچ نگاه دارد و از سرما محافظه نماید. چنانچه سمیع العلیم
هم چنان کرد که روارو نشد وچند رضائی و چهینٹ بابت
زمستانی فرستادهٔ پٹیل بشاگرد پیشه تقسیم کردند، و عالمی از

---

[۱] اصل: کنکایش

..رما نجات یافت - شاه نظام الدین که از حضور نزد پٹیل برای تفحص روانگیء پیش خانه رفته بود، آمده از طرف پٹیل عرض نمود که یك دو روز در کوچ توقف باید فرمود که زن انبا مرهٹه طفلی نرینه زائیده، در کوچ اذیت خواهد یافت - ارشاد شد، «بسیار خوب و مستحسن - اشتران و نرگاوان را بچراگاه بفرستند» - بعده عمله و فعلهٔ حضور حاضر شده مجرا نمود - بس که هجوم ابروباد بود، پٹیل بمجرا نیامد وعرض کرده فرستاد که بگاه غلام حاضر خواهد شد -

از روی اخبار بسمع اجلال رسید که پٹیل تقید مزید براجه رایندا‌س که مختار خانهٔ افراسیاب خان بوده، می نماید که کواغذ ممالك محروسه بفهماند که ۰۰ افق مرضیء اقدس بجا آورده شود - و بوکلای راجه رنجیت سنگهه بهرت پور گفته که ایفای وعده در داخلات مبلغ خطیر بخزانهٔ عامره وا توابِ کلان و آمدن موکل بحضور والا زود نماید، والا قلعهٔ بهرتپور که بران می نازد مسمار[1] کرده خواهد شد - و بسرکردههای افواج مهاراجه دهراج گفت که معاملهٔ ملك جےپور که دست برداشته از چندی به همدانی محمد بیگ خان مقهور معزول وغیره داده اند، قرار واقعی بدهند، وگرنه انباجی را بتاخت و تاراج ممالك ایشان فرستاده می شود، و بغتةً[2] عساکر نصرت مآثر کوچ بکوچ متوجه

۱- اصل: مضمار

۲- اصل: بغتتا

آن طرف می گردد. چنانچه آنها بمو کلان خود عرائض نوشتند.

و اخبار شاه جهان آباد عرض شد که سکهان وخیم العاقبة بمحاصرۀ ارك وشهرپناه دار الخلافه و نگذاشتن غلات در شهر قصور نمی کنند. نواب ناظر و سیف الدوله بهادر هر چند تیر تدبیر مدافعۀ آن گروه شقاوت پژوه شب و روز بر نشان می افگنند، بهدف نمی رسد. و گرانیء غله نیز بشهر بسبب نیامدن رسد و بنجاره است. و کوجران هم از شرارت باز نمی آیند. ارشادشد : «مرضیء الهی چنین است که عالمی نیاساید. پس تردد و تفکر عبث است. رضای مولی اولی». بعد آن داخل محل شدند و مجرائیان بر آمد گشتند. فقط.

چهار دهم ماه مذکور روز یکشنبه بوقت طلیعۀ صبح، حضرت بیدار گشتند، و مجرائیان بشرف مجرا امتیاز یافتند. شب بعلت برودت هوا مزاج اقدس اعلی گرانی داشت، لهذا بخوابگاه توجه فرمودند. مقرر بود که هم درین روز به پٹیل خلعت مختاری (داده)[1] شود. اپاجی کهندو سر آمد سران عظیم الشان پٹیل و آنند راو نرسی وکیل پٹیل بدربار دُربار آمدند. حضرت به دیوان خاص تشریف آوردند و آنها

۱- اصل ندارد

باریاب شدند. از طرف پٹیل بعد کورنش عرض کردند که امروز ساعت پوشیدن خلعت نیست. بنابران از دولت حضور معذور. امر شد: «مابدولت هرچند می خواهیم که عجالةً[1] پٹیل بهادر مختار شوند، لیکن موقوف بروقت. پیش خیمه برخ قلعهٔ دیر روانه نمایند.» چنانچه بعمل آمد.

مولوی عطاءالله خان بهادر خانسامان که چندی صاحب فراش بوده، درین ولا صحت یافته بود، باز بسبب سوء تدبیر مکث بیماری بهمرسانده، بعرض رسید که امشب بخار کرده بی اختیار بزبان کرامت ترجمان گذشت که «حال شکم پرستان چنین باشد.» همان زمان محمد زمان بین نواز ملازم پٹیل که بسرکار او در زمرهٔ قوالان و مطربان ممتاز است، و بنوازش سازی که صدای طنبور و ستار و بین و قانون و رباب و سارنگی و دیگر مزامیر[2] ازان بر می آید و از مخترعات پٹیل است، دست کار دارد، آمده ملازمت نمود، وهمان ساز مجموع الآواز نواخت، وچندی صحبت نغمه وآهنگ درست داشت. چنانچه پسند بادشاه مشکل پسند آمد، وبتحسین سر افراخت، و بعد آن بجلدوی مجرایش دوشاله عنایت شد.

اشتهار یافت که خادم حسین خان پسر افراسیاب خان مقتول از علی گڈه بحضور می آید. فرمودند «پدرش چه کرد

---

۱ اصل: عجالتاً ۲ـ اصل: مضامیر

که ازو خواهد شد» - آنگاه رونق افزای محل شدند و مجرائیان برآمدند - فقط

خامس عشر[1] شهر مذکور یوم الاثنین زمان طلوع نیر جهان افروز پادشاه گیهان پناه بیدار شدند، و مجرائیان بشرف بار افتخار حاصل کردند -

بموقف عرض ایستادگان پایهٔ تخت همایون رسید که پیش خیمه از مخیم سرادق اجلال چار کروهی جریبی بزمینی که چاه‌های شیرین موفور و خارهای متنوعه اقسام خار خسك و خار کنار صحرائی و مغیلان وغیره دارد، نصب شده - و بخانهٔ پٹیل مهاراجه انوپ کر همت بهادر وراجه رایندداس و حیدرعلی خان افراسیابی وصمصام الدوله ملك محمد خان رفته سخنان طیبت آمیز تا دیر باهم داشتند و همت بهادر مرح کر (؟) را بفیروز آباد جایداد خود وگلزار خوجه را برای آوردن قبائل خود به اکبرآباد فرستاد -

حکم شد، «خاصهٔ معلی روانهٔ پیشتر شود - فردا بمبارکی کوچ اعلی است» - حسب الفرمان قضا توامان بعمل آمد -

پٹیل عرض کرده فرستاد که بسبب اختلاف هوا طبیعت غلام ناساز است - لهذا از سعادت حضور پرنور لاچار معذور و مقصور - بامداد در رکاب ظفر انتساب حاضر گشته اکتساب سعادت دارین خواهد نمود -

---

[1] اصل: خامش ، عشر

از روی اخبار بمسامع اقدس رسید که حارس ارک مستقر الخلافۂ اکبرآباد بر دیو سفید ایذای شدید روا میدارد۔ فرمودند «او موذیٔ عالم بود۔ منتقم حقیقی عادل است»۔

من بعد بمحل خاص تشریف شریف ارزانی داشتند، وحضار بزم مبارک برآمدند۔ فقط۔

شانزدهم ماه مسطور سه شنبه امشب یك پاس باقی مانده از خواب نوشین چشم منوم حضرت اعظم وا شد۔ حکم شد که از گهڑیالی تفحص نمایند، شب چه قدر است؟ عرض شد، شش گهڑی باقی است۔ آن گاه بنواختن کوس کوچ امر فرمودند۔ چنانچه

برآمد زنقاره آواز کوچ
که کوچ است اولی، مقام است پوچ

چون صدای نیره غلغله در شش جهت افگند، عالمی که چون بخت اعدای دولت قاهره بخواب بود، بیدار شد۔ و هنگامی که علمدار شرق بتسخیر ممالك غرب رایت جهانگیری بر افراخت، پادشاه افلاك خیم کیوان حشم بر فیل سوار شد. و طبل رحیل بلند آوازه گشت۔ سپهدار جنوب با افواج[1] دریا امواج[2] خود در سواری حاضر شده سعادت ابدی حاصل کرد و گروها گروه سواران نیزه گذار و شمشیر

۱ـ اصل: بافواج

۲ـ اصل: مواج

بازان ٹپه‌دار او شامل بهیر و بنگاه شاهی و محافظهٔ اردوی معلی کنان[1] شرائط عبودیت و جانسپاری بعمل آوردند. و طرف چپ فوج بی سر و توپخانهٔ لاحصر می آمد. از رعب پٹیل متنفسی ازان جماعه، چه از سپاهی و چه از سردار، جرات نیانت که بحضور می تواند آمد. قریب یك نیم پاس روز برآمده هفت کروهی قلعهٔ دیر متصل موضع بنهکوڑا تعلقهٔ بیانه در دولت خانه که برخ بهاور است، همقران نصرت و ظفر داخل شدند.

اپاجی کهنڈو و آنند راو نرسی معروض داشت که به میر منزل امر شود که باتفاق سواران ما چند سوار بفرستد که برخ بهاور جای پیش خیمهٔ معلی تجویز کرده بیایند. فرمودند: «خوب» و برای فرود آمدن عساکر گردون مآثر بدین منوال حکم والا شد که عقب لشکر فیروزی پیکر پٹیل بهادر، و فوج چون مور و ملخش گرد خیمهٔ مبارك. و بر جرانغار میجر برون فرنگی، و بر برانغار[2] و جناح سپاه بی سر و مغول و همت بهادر و توپخانهٔ نجفی. و بر یمین و یسار[3] پٹیل، رتن لعل و جوراج مهنت و پسر و برادر خوشحالی رام وکلای مهاراجه سوائے پرتاپ سنگهه جےپور که بجمعیت هفت هشت هزار پیاده و سوار است، و کشوری والدهٔ رنجیت سنگهه بهرت پور، و چنداول پٹیل راو راجه پرتاپ سنگهه ماچهری قروکش نمایند.

۱ـ اصل: کنسان کنسان ۲ـ اصل: بیرانغار ۳ـ اصل: یثار

و عرض شد، انباجی مرهٹه بسپاه خود کوچ نکرده۔ اغلب تا پس فردا ملحق بعسکر اقبال گردد۔ بگفتهٔ پٹیل بدرستیء معاملهٔ بهرت پور و بپاس مزاج زوجهٔ خود که طفلی زائیده، حرکت نساخته است۔

چون کثرت خار و جای ناهموار که در خیمهٔ سپهر اقتدار بسیار بسیار بانظار حضار سایهٔ کردگار آمد، غضب سلطانی کار کرد، و عرق قهر بحرکت آمد۔ بداروغهٔ فراش خانه قلندر بیگ خان یك چشم و دیگر شاگرد پیشه عتاب صریح و غصهٔ برملا شد که نوبت رحلت تازیانه و مقرعهٔ خاصه رسید۔ آخرش بخیر گذشت و عفو که خاصهٔ مزاج وهاج است، نشو و نما نمود۔ بسبب تکدر تا بشام کسی حاضر نگشت، و درون محل با مخدرات مشکوی خسروی که هریکی ماهیست در حسن و آفتابی است در خوبی، بزم نشاط و انبساط را بزیب وزین مزین داشت۔ پهر شب رفته قرنای مقام ندای مقام مقام بگوش صغارو کبار رساند فقط

چهار شنبه هفدهم ماه مذکور، بمقام موضع پنکهورا[۱]۔ چون قرص مهر برطبق نیلی سپهر برآمد، شاه عالم پناه بفر کیقبادی و اسکندری و اقبال بابری و تمری بار عام نمود، و پیش خیمه را به بهاور روانه فرمود۔

سه صد و بیست و نه روپیه و یك آنه بابت صرف یك ماهه ناشتهٔ مرشد زادههای آفاق از طرف رام نراین و هرنراین پسران رام رتن مودی سرکار سپهر اقتدار که

۱ــ صفحه ۳۲: "پنکهورا

معزز و مفتخر با عزاز و الطاف خاقانی است ، از نظر گیهان خدیو گذشت۔

و قریب یك پاس روز برآمده باتفاق پٹیل راو راجه پرتاپ سنگهه ماچهری و همت بهادر و راجه نراینداس وغیره امرای حضور انور ذخیره اندور تقبیل آستان فلك ترجمان شده ، استسعاد ملازمت حاصل کردند۔ به پٹیل بنابر موکل او که سوائے مادهوراو نام دارد و در شهر پونا ست ، خلاع فاخره و دستار سربسته و جیغه و سرپیچ مرصع و مالای مروارید و سپر و شمشیر و ماهی و مراتب و علم و طوغ و نوبت و خطاب مختار الملکیء چار دانگ هندوستان و قلمرو خاقان عالم ستان ، و بابت ملازمت و رخصت وطن راو ماچهری خلعت ششپارچه و جیغه و سرپیچ جواهر و مالای مروارید و شمشیر و حکم عنایت فیل و اسپ از پیشگاه عتبه بوسان بارگاه عالم پناه مرحمت شد۔ عنایات خسروانه فرق آنها باوج ماه و مهر رسانید۔ بعد آن پٹیل وغیره عمله فعله برآمدند۔ و پٹیل بخانه رسیده از عنایت سرور موفور شلك توپخانه نمود۔

و بعرض اقدس رسید که همت بهادر و نراینداس نذور به پٹیل گذرانیدند۔ من بعد قبلهٔ عالم و عالمیان حرمت افزای ارباب حرم محترم شدند۔

هژدهم شهر مذبور پنجشنبه که بر اورنگ خضرای سپهر خسرو خاور جلوس نمود ، پادشاه ذره نوال بر

سریر شهریاری نشسته بار عام فرمود- حضار پایه تخت فلک اقتدار سعادت مجرا حاصل کردند- خاصهٔ معلی روانه شد- قریب بدوپاس روز برآمده، پٹیل بدولت بساط بوس مشرف گشت-

بعرض اقدس رسید که راو راجه پرتاب سنگهه ماچهری بقلعهٔ الور کوچیده رفت- بسفارت او جیون خان در اردوی والا بلشکر پٹیل مانده- ضیافت پٹیل بخانهٔ میجر برون فرنگی است- چنانچه از حضور پرنور برآمده همان جا رفته است - بعده بمشکوی خاص الخاص تشریف بردند- فقط-

جمعه نوزدهم ماه مرقوم

برآمد چو برطاق نیلو فری
سپهدار مشرق به نیک اختری

طبل رحیل صدای «انا فتحنا لك فتحاً مبیناً» بسمع صغار و کبار رسانید. و رایات عالیات روانهٔ پیشتر کردند، جیواجی پنڈت بخشیء پٹیل و زایاجی پٹیل و اپاجی کهندو سرداران عمدهٔ سپهسالار دکن با تمامی فوج و نامداران خود در سواری سعادت ابتدای حاصل ساختند- قریب یك نیم پاس روز برآمده در دولتخانهٔ اقبال نشانه که متصل موضع هلینه تعلقهٔ بهاور بود، بمبارکی رونق افزا گشتند-

عرض شد، چهار و نیم کروهی جریبی معسکر ظفر پیکر کوچ کرده آمد۔ برحیندرپور عرف کبهیر و بهرت پور دوازده سیزده کروه، و مهندرپور عرف دیکه شانزده کروه، و دیر سه کروه، و بهاور چهار کروه رسمی ازین جاست۔

جمیع عساکر جنوبی و نجفی و راجپوتیه وغیره بمسل خود ها فرود آمد۔ و عقب خیام فلك احتشام تالابی پخته که به عمق آن فکر دقیق نرسد، در غایت عذوبت و صفا ملبب است۔ شام گاه حکم والا صادر شد که سقایان بهمگی اردوی معلی بمشکهای پرآب گشت نمایند و بر آلاوها اگر آتش بفروزند، آبپاشی کنند که دود نشود۔

شخصی معروض داشت که دود آه آنها را که پوششی ندارند و طاقت درست کردن رخت زمستانی نیست، علاجی ضرور۔ دیگری گفت: «کانون دل آنها که مشتعل می باشد، همان کافیست»۔

آنگاه درون محل تشریف ارزانی ساخته حرمت افزای مخدرات همایون شدند۔

برآمد چو بر چرخ ماه منیر
ملك خفت در خوابگه بر سریر
ز قرنای شاهی برآمد خروش
که فردا مقامست، ای اهل هوش
بخفتند هریك به آرام گاه
بآسودگی از رحیل بگاه

شنبه عشرین شهر صفر، خسرو فلک چهارم چون بر تخت سپهر جلوس نمود، وارث ملک کیخسرو بر اورنگ کیانی نشسته خاص و عام را بشرف بار اختصاص بخشید.

حکم شد که اغذیه و اشربه که یاد. از مائدهٔ آسمانی دهد و لطیف تر از آب کوثر باشد، باحتیاط تمام برای نیاز و فاتحهٔ حضرت حسنین و شهدای کربلای معلی، صلوٰة الله علیهم اجمعین، تیار نمایند.

بعرض همایون رسید که سرداران مغول لشکر نجفی و افراسیابی و همت بهادر و راجه نرایند اس بخانهٔ پٹیل رفته اند. سوال و جواب معامله از وکلای راجهٔ جےپور بمیان است اگر در دوسه روز انفصال می یابد، چندی مقام عساکر فلک احتشام همین جا خواهد بود، والا به جےپور کوچ می شود.

به متصدیان خلافت احکام فرخنده انجام نزول اجلال یافت که کواغذ محالات خالصهٔ شریفه و جمیع کارخانجات معلی درست کرده از نظر اقدس بگذرانند. آخر روز بطرف عیش محل آنندراو نرسی حاضر شده فرد مطالبات پٹیل بنظر اعلی گذرانید. چنانچه بدستخط خاص مزین شد، و ارشاد گردید که «مختار السلطنة عظمی پٹیل را فرمودم». همان وقت پٹیل و رانی خان بهائی و میرزا رحیم بیگ مصاحبانش و همت بهادر و راجه نرایند اس در حضور والا آمده مجرا

نمودند۔ خلوت و جلوت تا شام ماند۔ به پٹیل ارشاد شد که «مابدولت را بمحالات هیچ کار نیست. که بسبب خشکیء سه ساله و هنگامهٔ مفسدان محاصل خوب ندارد۔ ملك داند و شما۔ مرا زر نقد می باید»۔

بعد آن پٹیل وغیره مرخص شدند۔ و حضرت اعلیٰ در محل معلی تشریف ارزانی فرمودند۔ چون طلای بیغش مهر در بوتهٔ مغرب گداخت و ماهیء سیم گون ماه از تحت زمین بدریای لاجوردی سپهر بر آمد و پاسی از شب گذشت، قرنای مقام بلند آوازه گردید و ندای «لاحركة» بسماع عالمیان رسانید و خلق از وساوس رحیل آرمید۔ فقط

بامداد یکشنبه بیست و یکم محرم محترم که عطیه بخش عالم از مطلع کرم طالع شده بر اکناف گیتی لمعات نور افشاند، مظهر تجلیات الهی بر کرسیء نقره جلوس نموده به پرتو[۱] اقبال لازوال فروغ بخش کور باطنان گشتند۔

پٹیل با توابع خود و همت بهادر و راجه نراینداس حاضر گردیده بذیل اعطاف و ظل الطاف جا یافتند۔ از روی مرحمهٔ خاقانی و نوازش سلطانی بعنایت فاخره چهار تب خدمت وکیل المطلقی و مختاری امورات پادشاهی و مورچهل و نالکی و خطاب «مختار الممالك وکیل مطلق عمدة الامرا فرزند عالی جاه مهاراجه دهراج سری ناتهه مادهو

---

۱ اصل: پرتوه

راو سیندهیه بهادر منصور زمان » در همگی راجهای هندوستان که هیچ یکی از راجگان عظیم الشان را بچنین خدمت و چارقب از عهد صاحبقران امیر تیمور گورگان، انار الله برهانه، الی آن سرفرازی نشده و هیچ هنودی بداین موهبت عظمی مفتخر نگردیده، پٹیل را افتخار و اعتبار در روزگار بخشیدند، و فرق عبودیت او را بفلک الافلاک رسانیدند۔ و رانی خان بهائی مصاحب عمدهٔ او به نیمه آستین و جیغه و سرپیچ مرصع سربلند شد۔ و اپاجی کهندو به نیمه آستین و پسر آنند راو نرسی وکیل پٹیل بخلعت پنج پارچه به هم چشمان سرفرازی یافت۔

در سلامگاه هنگام بجا آوردن آداب بساط بوس شکرانهٔ عنایات خسروی آنند راو نرسی چند مشت گلهای نقره برسر پٹیل روبروی بادشاه عالم نواز بطریق نثار به یمین و یسار بینداخت۔ و فراشان و خادمان و بوابان [۱] حضور انور دست بگل چیدن کشادند۔ و طرفه تماشای افتادن و استادن و دست بغارت کشادن آن جماعهٔ طامع که صورت غریب و عجیب بود، بانظار نظارگیان منظور نظر اقدس آمد۔ بعده براجه دیارام بهادر نائب خالصهٔ شریفه و مولوی عطاء الله خان بهادر خانسامان و دیگر عمله و فعلهٔ حضور کرامت ظهور اجازت شد که نزد پٹیل رفته حاضر

---

۱ ــ اصل : نوامان

شوند، و برای نوشجان فرمودن خاصهٔ مبارك بمحل تشریف بردند.

پٹیل در کچهری برآمده نشست و شلك توپخانهٔ خود کنانید، و نذور مختاری گرفت، و شادیانه نوازان پالکی سوار بفرودگاه خود رفت.

شامگاه عرض شد که تمامی مغلیهٔ افراسیابی و راجه نراینداس و همت بهادر نزد پٹیل رفته اند. و خادم حسین خان پسر افراسیاب خان مقتول که پنج ساله است، بامید دولت آستانه بوسی و یافتن منزلت پدر می آید. و بمستقر الخلافهٔ اکبرآباد رسیده. ارشاد شد که «محقق است. اگر حق او تلف نشود، بسیار خوشنما خواهد بود».

بعد آن در مشکوی معلی داخل شده با ماهرویان مشکین مو و خرشید طلعتان نیکوخوی نرد نشاط باختند مقامر روزگار چون مهرهای کواکب بر تختهٔ لاجوردی برچید، از قرنای لشکر نفیر مقام بلند گردید. اهل عسکر نقد هوش باخته، بخواب آشنا شدند. فقط

دو شنبه بیست و دویم ماه صدر که از افق اجلال نیر اقبال طالع شد، مظهر تجلیات انوار لم یزلی بلمعات اقبال جهان مطاع آفتاب شعاع عالم را منور ساخته، بفروغ ناصیهٔ جلال باکمال زنگ زدای بواطن تیره درونان شدند. سوار مهر ربع عرصهٔ فلك چون طی کرد، برای فرود

آور دن خیمهٔ بار عام حکم معلی شرف نفاد یافت ـ بعد فرود آمدن بار گاه گردون اشتباه امر شد که «امروز پیش خیمه پیشتر می فرستادیم ـ چون روز چندن باقی نمانده موقوف داشتیم ـ فردا پیش خیمه و خاصه برود و صباح آن سمت جے پور که راجهٔ آنجا در ادای زر معامله استادگی می کنند، متوجه می شویم» ـ

بعرض همایون رسید، پٹیل بنظم و نسق مهمات عمدهٔ سلطنت مشغول است، و از مستقر الخلافه قبائل و پسر و لواحق محمد بیگ خان همدانی راهی گشته بمقامات پیپله که پنج کروهی بهرت پور و چار کروهی درگاه سلیم چشتی، قدس الله سره العزیز، است، ملحق باو شدند فرمودند: «خوشا نصیب همدانی که به تبعه و لحقهٔ خود بدین روز سیاه به پیوست، مابدولت از دارالخلافه و مستقرالخلافه و مرشدزاده ها و بیگمات دور دور میگردیم به بینیم، گردش چرخ دوار چه می خواهد» ـ

حینی که حصهٔ چهارم شب منقضی شد، جهان جان و جان عالم آسایش نمود، و از قرنا صدای مقام برآمد و خاص و عام اردوی کرام خاطر از و سوسهٔ کوچ پرداخته بخفتند ـ فقط

مورخاً ثالث و عشرین یوم الثلثا ـ حسب الحکم معلی پیش از طلوع بیضا نقارهٔ پیش خانه والا شد ـ بگاه که حضرت

خلیفهٔ روی زمین بیدار شدند، مجرائیان و اپاجی کهندو بشرف باریابی حضور سعادت موفور دریافتند. اپاجی چیزی در گوش مبارک از طرف پٹیل عرض کرد و گذارش نمود که پیش خیمه روانه گردید. حکم فرمودند، «خاصه نیز برود». چنانچه خود بدولت بخوابگاه متوجه گشتند. و اپاجی کوس خاصه بلند آوازه کنانیده بفرودگاه خود رفت.

بعرض رسید، امروز جلسهٔ عظیم و کلای راجه جےپور بخانهٔ همت بهادر و پٹیل بود. هیچ سخن معامله برکرسی نه نشسته. باید دید که چه صورت میگیرد.

شبانگاه بآرامگاه آرام فرمودند و مردم گوش بصدای کوس رحیل همه شب بخفتند. پهر شب باقی مانده کوس کوچ نواختند، و مردم به تهیهٔ رحیل پرداختند. فقط

سحرگه روز چهار شنبه بیست و چهارم مرغ زرین بال مهر پر پرواز کشاد، و همای دولت سرمدی بلندی گراگشت، خسرو انجم سپاه بسواری فیل از مخیم سرادق اجلال روانه شد. بدستور افواج جنوبیان وغیره در رکاب جهانیان مآب بود. قریب یك نیم پاس روز برآمده بدولت خانهٔ معلی که متصل بقلعچهای رام گڈه و بالاهیڑی نزدیك بقریهٔ ویران که چغد هم از غایت وحشت ازانجا کناره میگرفت، و رخ جےپور نصب بود، داخل گشتند.

بعرض اقدس رسید که موکب همچو کوکب شش کروه رسمی آمد، پیش خانه را چه امر؟ حکم شد که صبح خیمهٔ بارگاه عام ایستاده کنند و دوسه مقام همین جاست. بحضار منازل شناس مخاطب شدند که «نام این ده ویران چیست»؟ حاضرجوابی معروض داشت که «حضرت، الواین». لطیفه خیلی پسند شد.

شخصی بعرض رسانید، پٹیل برای اخراجات حضور اثنا[1] عشر مایة الف روپیه سالیانه نزدیك خود مقرر می کند، و امروز صد هزار روپیه در خزانهٔ والا داخل نموده. فرمودند: «این قدر بس است. الله بس، و باقی هوس».

از تشدد هنگامهٔ گروه شقاوت پژوه سکهان و گوجران که بنواح دارالخلافه طوفانی برپا نموده اند، مذکور شد. ارشاد کرامت بنیاد کردند که «بالفعل پیش نهاد همت والا آنست که نظام عالم نموده آید خصوصاً ملك راجپوتیه که از مدتی پایمال مواکب غارتگران شده. بعده تنبیه جماعه

کمینی کرده خواهد شد. و اگر خود بخود به نیروی اقبال ابد اتصال بدارفنا می شتابند، تدبیر چه ضرور، والا بروقت هرچه مقترن صلاح و صوابدید خواهد بود، ظهور می تواند گرفت. چون پادشاه دانا خداوند تعالی در آنچه بهبود انام

---

[1] ـ اصل: اثنی

است'، می کنند، ما بدولت عمل برآن می نمائیم. مشیت الهی چنین است که مفاسد آرام بیابند، پس لازم افتاد که پرورش آنها شود. لیکن چون شیخ مصلح الدین سعدی فرموده، بیت:

نکوئی با بدان کردن چنانست
که بد کردن بجای نیک بختان!

دیده و دانسته از تربیت آن فریق اغماض بعمل می آید. هرگاه که خواهش ایزدی بوضع دیگر خواهد بود، در دفع آنها ازین طرف قصور نخواهد رفت. حالا در تنبیه آنها کوشیدن منکر از تقدیر شدن»

بعد آن که آفتاب بحجاب ظلمات رفت و شب تیره مقنعهٔ سیاه برخ عروس روز فروهشت، امر شد که دیشب دزدان از مردم که همراه پیش خیمه آمده بودند، شش نرگاو و سی و نه اسپ دزدیده بردند. امروز محافظه کما ینبغی نمایند. و بنواختن قرنای مقام حکم کرده بمحل تشریف بردند. و از نوای قرنا از تشویش کوچ ارباب لشکر خاطر جمع ساخته بخواب بر بستر خواب صاحب فراش شدند. فقط

پنجشنبه بیست و پنجم که بر حصار چرخ دوار نیر ذوالا قتدار نمودار شد، پادشاه نامدار بیدار گشت. بعرض رسید که از دولتخانهٔ معلی سه کروه رسمی قلعچهٔ پالی بر قلهٔ کوه

۱- صواب: مردان

واقع شده- راجپوتان این ضلع که کلانوت قومی معروف از راجپوتیهٔ پچھواهه است، درانجا متحصن و متمکن- و از دیرگاه سر اطاعت از راجهٔ جےپور پیچیده بادای زر معاملهٔ واجبی از راه بدذاتی تن نمی دهند- بد خواست وکلای راجهٔ مذکور که رتن لعل و دودراج مهنت نامدارند و نندرام بخشئ او بایمای پٹیل چند پلاٹن و فوج افراسیابی با پنج ضرب توپ بسر کردگی صمصام الدوله و ارسلان جنگ و دیگر نامداران مغول رفته بدان قلعچه چسپیده هنگامهٔ توپ زنی گرم دارند-

بتجویز جای پیش خیمه بمیر منزل حکم شد- از روی اخبار دریافت گشت که بهکیل سنگهه با فوج عظیم سکهان شقاوت شعار بنواح دارالخلافه آمده، و وکیل راجهٔ جےپور نزد آنها و در هنگامه پردازی مصدر تقصیرات عظیمه می شود- پس از تامل فرمودند: «چند هزار سوار جنوبی به پٹیل گفته بتادیب آنها می فرستیم»-

هرکاره بعرض اقدس رسانید، انباجی که چند روز پیش ازین آمده بود، همین وقت تمامی فوجش و محمد بیگ خان همدانی با دو هزار سوار و پیاده عقب لشکر پٹیل آمده ڈیره کرده- و پریروز که خواهر و پرستاران پٹیل از گوالیار آمدند وسی ویك کشتی میوه وغیره از حضور پرورش معمور بآنها مرحمت شده بود، بپاس تعظیم و تحریم

حضور بخواجه سرائی که برسانیدن کشتی ها رفته بود، دوشاله و چیزی نقد دادند. همت بهادر و راجه نراینداس نزد خواهر پٹیل رفته، همت بهادر بعلاقهٔ درویشی دعای خیر و راجهٔ مشار الیه یك اشرفی نذر کرده، بهر دو خلعت و جواهر بخشید تلیر فرنگی که درین ولا ملازم راجهٔ جیپور شده متعینهٔ سپاه و وکلای راجه است، امروز پنج نفر مغلیه بکشتن او کمر اتفاق بسته، یکی دست بقبضهٔ جمدهر ساخته، در حینی که روزانه وی ببستر خواب غلطیده بود، دلیرانه بسینه اش نشسته می خواست که کارش تمام کند. جام حیاتش چون لبریز نگشته بود، تلیر از زیر او زبر شد و آن اجل رسیده ها را دستگیر کرده سر توپ کرد. و چون معلوم کرد[۱] دریافت که در جماعهٔ کدام رساله داری که نیز نوکر راجهٔ جیپور بود. آنها علاقه داشتند، و او قریب دو صد مردم دارد، فی الفور سوار شده همه را غارت نمود.

حضرت ارشاد فرمودند: «معاذالله از جمدهر بازان این وقت، و الحفیظ از خنجر گذاران عهد ما». و بداروغهٔ اخبار حکم شد که باوجود چندین نزدیك بودن پٹیل بعد سه روز خبر آمدن خواهرش و عطای اقدس و انوپ کر و نراینداس بعرض رسید.

هنگام شام ایلچی کهندو و انندراو نرسی حاضر شدند. در وصف پٹیل کبت و دوهره که از زبان کرامت ترجمان

۱ــ اصل: گشت

کاوحی من السماء نازل شده بود، نویسانده برای رسانیدن نزد پٹیل بآنها عنایت شد۔ چون مصراعی که آن خالی از لطف نیست، راقم وقائع بدائع داخل این کتاب می نماید:

مادھو، ایسی کیجیو، سب کی تجھه کو لاج

چون عروس مشرق بحجلهٔ مغرب رفت، شاه عرائس بمشکوی قدسی رونق افزا شدند، و ندای مقام از قرنا برآمد و لشکریان بخواب آشنا گشتند۔ فقط

جمعه بیست و ششم

سحرگه که برطاق نیلوفری
نمودار شد خسرو خاوری

از مطلع خوابگاه جهان پناه طالع شدند۔ بنوازش کوس پیش خانه و خاصه امر فرمودند۔ نصف النهار پٹیل بحضور انور آمد تا دیر جلوت و خلوت بود۔ در مدح جناب معلی کبت من تصانیف خود خواند۔ بشرف قبولیت رسید۔ بھاو پندی دیوانش به نیابت او از پیشگاه حضرت ظل اللهی سرفرازی یافت۔ و بھاو تسلیم این عهدهٔ عظیم بجا آورد۔

بمبالغه برای فرستادن فوجی به تنبیه جماعهٔ لعین بدارالخلافه به پٹیل فرمودند۔ عرض کرد، عنقریب از معاملهٔ راجهٔ جےپور دلجمعی می شود۔ آنگاه بتادیب آنها و نظم و نسق آن ضلع مردم کار آزموده می فرستد۔ و عرض داشت،

دیشب متحصنان قلعچۂ پالی قلعه خالی کرده بدر رفتند. افواج منصوره بدو گڈھی دیگر چسپیده بطرفة العین آنها را گرفت. یك قلعچۂ خام مهوه که درمتانت و استحکام عدیل ندارد، حالا دلیران معسکر فیروزی بتسخیر و محاصرۂ آن پرداخته توپها میزنند. بعد فتح آن دو سه قلعۂ دیگر از کلانوتانست، باقبال عدو مال افتتاح آن بعمل می آید. آنگاه بالاهیڑی و رامگڈه مسار خواهد شد. و اگر حارس آن قلاع ربقۂ اطاعت در گلو نداخته، بعفو شاهی کار خواهد افتاد.

از اخبار بسمع کبار رسید که مرشدزاده ولیعهد صاحب عالم میرزا جوان بخت بهادر با چند پلاٹن هشتین صاحب بعزم آستانه بوسی بلکھنؤ آمده. و بسبب تشدد هنگامۂ مقاهیر ابواب شهرپناه دارالخلافه یکپاس روز برآمده مفتوح و پیش از غروب نیرعالم افروز مسدود میگردد. گاذران برای پارچه شوئی بکنار جمن نمی توانند رفت. هرگاه گذار قصار نباشد، بقواصد و مسافر چه رسد. فرمودند: «تدارك بعمل می آید».

شخصی از نهضت رایات بدارالخلافه استفسار کرد. ارشاد شد: «این سخنی است که جز پٹیل مطلع این راز دیگری نیست. انکشاف این مقتون صوابدید نی».

قریب یك نیم پاس شب گذشته امر شد که بیگمات وغیره و نواب مبارك محل که بنابر اختلاف هوا صاحب

فراش اند، به اسلام آباد متهرا بیایند و همانجا توقف کنند.
اگر طبیعت بیگم صاحبه خوب شود، بهتر. و الا امر است،
بدهلی بروند، و دیگر در متهرا باشند. و برای معالجهٔ بیگم صاحبه
حکیم امامی شرف رخصت یافت.

عرض کردند. شجاع دل خان خسر افراسیاب خان، چون
خادم حسین خان بقلعهٔ مستقر الخلافه از علی گڈھ رسید، او را
بحویلی و انساه (؟) فرود آورد و شلك توپخانه که خلاف معمول
است، نمود. بر طبع اقدس گران گذشت. فرمودند:
«طفل بی تقصیر و یتیم و او متکبر و عبید احمد خان. مابدولت
باو نیکی کردیم. او را همین می بایست. چه طور «لا خیر فی عبید»
باطل شود! منتقم حقیقی پاداش نکوئیء مابدولت از خسر
مقتول خواهد فهمید.

ما کار خویش را بخداوند کارساز
بسپرده ایم، تا کرم او چها کند.

بعرض رسید، پسر غلام مرتضی خان بڑیچ با دو هزار
مردم نوکرئ پٹیل اختیار کرد، و بسیار التفات پٹیل بر او
مبذول نمود. فرمودند: «دیگران، نجفی و افراسیابی، همین
قسم متابعت پٹیل می نمایند». و آرامگاه آرام فرمودند. فقط

شنبه بیست و هفتم

نمایان شد چو خور بر چرخ نیلی
بلند آوازه شد کوس رحیلی

صدا چون شد بلند از کوس شاهی
نهیب افتاد از مه تا بماهی
خداوند نگین و افسر و تاج
روان شد با سپاه بحر امواج[1]

خضرت برفیل سوار و سرداران نامدار و جنوبیان نیزه گذار وغیره در بندگی بودند. پهر روز برآمده بخیم اجلال که نزدیک رام گڈھ بود، داخل گردیدند.

عرض شد، دونیم کروه جریبی کوچ شد باستعانت و کمک دلاوران که بقلعۀ خام مهوه چسپیده، افراسیابی و مردم قلیل جنوبی با چند ضرب توپهای کلان حسب الایمای پٹیل شریک محاربه شده اند و مستحفظان می جنگند. بهیرو بنگاه عساکر که نزدیک قلعچه شده میگذشت، ناگهانی بضرب گولۀ توپی ۳ سه نفر لشکر همت بهادر پرید. سپاه افراسیابی و نجفی متصل بالاهیڑی فرود آمده معاملۀ جےپور رو بانفصال آورده.

چون مزاج قدسیۀ طاهره دختر خدیو بحر و بر که ملقب به میانصاحب است، علیل گشت، همه حضار مرخص گردیدند. و بعجالةً[2] و مضطرباً حضرت بسرادق اجلال تشریف بردند. شبانگاه نقاب ظلمت که برخ روز روزگار فروهشت، شبگرد بگردش آمد و عالم بیدار باقبال حضرت نامدار بخفت. فقط

۱- اصل: مواج   ۲- اصل: عجالتاً

یك شنبه بیست و هشتم ، مقام زامگڈه

صبح که آفتاب جهانتاب اشعات نور بر سکان گیهان برافشاند، قبلهٔ روزگار از مطلع افتخار بیدار گردیده حضار نامدار را بشرف بار امتیاز و اعتبار بخشید۔

احوال مزاج طاهرهٔ قدسیه میانصاحب بعرض رسید که نسبت دیروز خوبست و شب بخوبی آرمیدند۔ بحضرت صحت بخش حقیقی، عم احسانه، سجدات شکر و سپاس بتقدیم رسانیدند که به میانصاحب شفای عاجل و اکمل عطا کرد۔

تا یکپاس روز برآمده شتران و نرگاوان باربردار حسب الامر بچراگاه برفتند و حکم شد، بی حکم نرفته باشند۔

هرکارهها معروض داشتند که همت بهادر و فوج مغول و جماعهٔ کگی پٹیل بانفتاح قلعچهٔ خام مهوه سعی بلیغ دارد

شب بناسازیٔ هوا و قلق خاطر که از جانب میانصاحب داشتند، خاصه تناول نفرموده بودند۔ بنابرآن پیش از وقت دست باطعمه و اشربه دراز کردند۔

بامدادان مینڈها سنگهه کیدان مارپلٹن پٹیل قصابان اردوی معلی را ممانعت و مزاحمهٔ گاوکشی بپاس طریقت خود کرده چندی را دست و پا نرم ساخته بود۔ چنانچه بفرمان قضا توامان حضرت، شاه نظام الدین نزد پٹیل رفته گفت که «چه حرکت از مردمان شما بظهور آمد»؟ پٹیل

از بس که اطاعت و انقیاد را فخر و سعادت می داند، کیدان مذکور را طلب داشته بسیار تشنیع ساخت، و عرض کرده فرستاد که «او میندهاست۔ از خوف جان بقصاب آویخت که نشود ویرا بمسلخ برد»۔ این لطیفه خیلی بحضور خوش آمد و جهان پناه مصرع سرمد خواندند[۱]۔

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند

گذارش کردند که رباعی اصل[۲] مطربان لشکر فرحت پیکر پٹیل امروز می سرایند۔ رباعی۔

ناقوس شوی بلند آوازه شده
صد شکر که دین هندیان تازه شده
در بارگه پٹیل عالم پرور
سرهای ملیچهه تاج دروازه شده

تا شب چنین مقدمات نشاط در بزم خسروی مذکور می شد۔ بوقت معهود حضرت عالم پناه و خلق الله آرام کرد۔ فقط

بیست و نهم، دوشنبه

از افق مشرق ستارهٔ روز طلوع نمود۔ پادشاه انجم سپاه بملاحظهٔ مواکب چون کواکب بر منزل جهان نما

۱۔ اصل میں یہاں بیت کی علامت ہے۔
۲۔ اصل میں اسی طرح ہے۔

برآمد۔ انباجی کہنڈو بعضی مقدمات برسم اخفا بسمع معلی گذارش کرد۔ عرض شد، بپاس عہد و مواثیق، انباجی در خدمت پٹیل سوال و جواب محمد بیگ خان ہمدانی می کند چنانچہ بمرضیء پٹیل موجودات مردم او نویسانده، دوہزار و یک صد پیاده و سوار بشمار آمد۔

بابت تولد پسر انباجی فرستادۂ راو راجہ پرتاب سنگھہ ماچھری ده اشرفی و پارچۂ پوشاکی جہت مولود و زن مسعود انباجیء محمود آمده و انباجی دستار خود و خلعت براو راجہ فرستاد۔

نصف النہار پٹیل شرف مجرا حاصل کرد۔ چون ہنگام آسایش اقدس بود، چند مقدمہ عرض نموده اجازت رفتن بخانۂ انباجی جہت مبارکباد تولد پسرش و دادن خلعت نیابت خود و دیوانیء خالصۂ شریفہ براجہ نراینداس گرفتہ، فی الفور مرخص شده بڈیرۂ انباجی رفت۔

شام بعرض عالی رسید کہ براجہ نراینداس، پٹیل نیابت خود و خلعت شش پارچہ و جیغہ و سرپیچ مرصع و مالای مروارید و اسپ و فیل و دیوانیء خالصہ معہ مختاریء دولت خانۂ حضور و متصدیان خالصہ و رام نراین پسر رای رام رتن مودی سرکار والا کہ بہوش و ذکا و سرانجام امورات عظمی و دولتخواہیء جناب معلی باوجود صغر سن رسانت، و بدل میکو شد، خلاع مہربانی داد و

بخانهٔ انباجی مهمان و محفل رقص بمیان. و قلعچهٔ مهوه فتح نشده، و سلطان سنگهه برادر راجه لکه دهیر که ازو جداست، برای معاملهٔ خود رجوع به همت بهادر آورد، و لکه دهیر در بالاهیڑی بعزم نبرد و مقابله و محاربهٔ دلاوران فیروزی نشان نشسته. چنانچه اله یار بیگ خان وغیره مغول بچند توپ بدفع این بنج مست مورچال از بالاهیڑی قائم کرده شروع نبرد کردند. و از پلاٹن افراسیابی و سواران جنوبی از شوره پشتیء طرفین نوبت نبرد و کشت رسیده بود. اما بخیر گذشت.

ارشاد شد: «تا بکی؟ اگر همین صورت از جانبین است، روزی عالمی تبه خواهد گردید».

شب تب لرزه ملازم شد و اهل عساکر دست بدعای شفای حضرت همه شب تا بسحر نخفتند فقط.

سه شنبه سلخ که طلوع بیضا شد، اطبا بحضور حاضر شده بعد ملاحظهٔ نبض ادویه تجویز نمودند.

مذکور شد، دونقب قریب بقلعچهٔ مهوه رسیده بود. درونیان خبردار شده دفع آن کردند. و دونقب دیگر نزدیک رسیده. معاملهٔ جےپور بیازده صد هزار روپیه انفصال یافت. منجملهٔ آن چهار صد هزار روپیه نقد و تتمهٔ را اقساط. برای آوردن مبلغ موافق اقرار نزد راجهٔ جےپور گوبندانند المعروف به جوراج که به جےپور رفته تا حال نیامده. و

راجه نراینداس دستخط بر کواغذ خالصه کرد، و متصدیان باو رجوع آوردند.

چون مزاج اقدس گرانی داشت، درون محل تشریف داشتند. هلال مبارك فال چون جمال نمود، حضرت ملاحظه کرده چشم بر آئینه کشادند و برسم معمول در میزان نشستند، و حرفی چند بر زبان آوردند که «پٹیل از اوضاع مردم این دیار آگاه نیست. و در حرمت و اعزاز مخرب ما شده. لیکن چون مابدولت او را مختار فرمودیم. اگر نیك و بد ازو سرزند، سخن بطرف ما میرسد، نه بدو. خود کرده را درمان نباشد». مجرائیان را جواب شد. فقط.

چارشنبه غرهٔ صفر، ختم الله بالخیر والظفر، سال حال که خورشید اقبال و اجلال درخشان شد، از مشرق آفتاب برآمد. حضرت بیدار شده با حضار اطبا امر فرمودند و بتجویز آنها ادویه نوشجان ساختند.

سید الشعرا میر منشی غالب علی خان سید تخلص وغیره باریابان بزم همایون تا دیر مذکور شعر و شاعری بحضور داشتند. و بر این مطلع میرزا محسن تاثیر اصفهانی:

باز در عشق تو دارم سر داد و ستدی
که دهم افسر شاهی به کلاه نمدی

غزلی که سید الشعرا گفته آورده بود، بخواند. چون مذاق سخنش از فهم ناقص اعلی تر است، لهذا مطلع غزلش

که نیز بیت الغزل اوست، مرقوم می نماید، تا جمیع شعرای حال و استقبال و صاحب طبعان که درین فن کمال بهم رسانیده اند، آنرا بنظر امعان ملاحظه ساخته برسائی طبعش پے برند و تحسینها کنند۔ فرد:

بوسه خواهم زلبش، یك دلکی داده صدی
هست زان ساده مرا خوش سر داد و ستدی

حضرت پادشاہِ آفتاب تخلص فرمودند که چون مذکور داد و ستد است، شعر شمس الدین خواجه حافظ شیراز بیاد آمده۔ بیت:

پدرم روضهٔ جنت بدو گندم بفروخت
نا خلف باشم، اگر من بجوی نفروشم

دیگری بعرض رسانید که ازین شعر بوی استغنا بمشام میرسد۔ لهذا فردی خوب بیاد آمد۔ بیت:

عنقریب است که با خاك برابر گردد
تاج زرین شه و کاسهٔ چوبین گدا

حضرت نظر بقافیهٔ غزل سیدالشعرا نموده فرمودند که «اگر الف گدا را بیا بدل کرده گدی بخوانند، بسیار مستحسن»۔

الحمد لله که همچو مذکور شعر و شاعری که در هیچ وقتی نشده باشد و فهم خاقانی و انوری بدان نرسیده، سنهلاً در محفل معلیٰ مذکور می شود۔

درین ولا سرگروه درویشان، سید احسن الله احسن تخلص که استعداد شعر فارسی و هندی دارد، مطلع طبع زاد بخواند:

اس طرح میرے دل میں داغ تو نے جھڑک رکھے
جس طرح گل کو گلفروش پانی چھڑک رکھے

آن گاه باه سرد و خاطری افسرده بتکدر تمام قبلهٔ خاص و عام فرمودند که «مختار السلطنة انجم خیل اگرچه برسوخ عقیدت لاف عبودیت بجان میزند، معلوم نمی شود که بصلاح وقتِ مخرب دولت خانهٔ ما را برداشته، یا خیال کورنمکی بهمرسانده. هرچند مابدولت بتقید مزید فرمودیم که بحضور ما که بحقیقت دریائیست عظیم، اگر بوتیمار را رسانیده دهند، زندگیء او بطعمهٔ ماهی شود؛ والا حیاتش در پنجرهٔ سنگی خلاف عقل. این هم نمی تواند کرد و وعده ها بعمل می آرد».

آخر روز آنند راو نرسی بعد ادای کورنش و تسلیم موکل عرض کرد که امروز پٹیل بسبب درد کمر که بهمرسیده حاضر نگردیده. امر شد: «جون وی بفرزندی مابدولت مشرف شده، عجب بودی که مزاج اقدس گرانی بهمرساند و وی بصحت باشد. دردکمر مضایقه ندارد».

بعرض رسید، امروز کوچ همت بهادر و مردم نجفی و افراسیابی به بالاهیڑی مقرر بود. چنانچه همت بهادر رایات و خیمهٔ خود فرود آورده فرستاده بود، و خود سوار می شد.

لیکن درین اثنا گفتهٔ پٹیل باو رسید که فاصله از اردوی معلی و لشکر ما بسیار خواهد شد. کوچ مناسب نیست. از همین جا بجنگ باید رفت. چنانچه فسخ عزیمت همت بهادر کرد. ظاهرا وکیل لکهه دهیر سنگهه از بالاهیڑی آمده. و می گویند. منجملهٔ معاملهٔ جےپور صد هزار روپیه نزد وکلای جےپور آمده. بگفتهٔ آنها کوچ نشد. هرکارها که بزبان جنوبی «پٹیتیان» گویند، جای خیام چپ و راست قلعهٔ بالاهیڑی چهار پنج کروهی اردوی همایون دیده، بر وفور چاههای شیرین و زمین هموار به پٹیل اظهار کردند. پٹیل در جواب هیچ نگفت. و مستحفظان قلعچهٔ مهوه در محاربه قصور نمی کنند. امشب صد مردم از رفقای آنها در قلعه داخل شدند. نقبی از خندق گذشته بزیر برجی رسیده. باید دید که کی آتش داده پرانند.

فرمودند: «تانی و تاخیر در چنین جاها نامناسب. اما هرکسی مصلحت خویش نکو می داند».

بعده درون محل بظاهر به تپ و بباطن بتکدر تشریف ارزانی فرمودند چون چادر نیلی عروس روز پوشید، عالم بلباس خواب در آمد و کول از کثرت سرما بر رو کشید. فقط.

پنجشنبه دوم ماه مذکور که نیر عالمتاب طالع شد، حضرت عالم پناه بیدار شده باحضار اطبا فرمان دادند. شب نسبت بروزهای دیگر مزاج وهاج خوب ماند.

بعرض رسید، فوج دریا موج ببالا هیڑی چسپید و متحصنان بدلیری تمام شب و روز برآمده بر مورچال ریزش می نمایند و قلعچۀ مهوه بدستور می جگند. شمام عرض شد که محمد بیگ خان همدانی با پسر و برادر زادۀ خود و کریم قلی خان پسر منیر الدوله مرحوم بخانۀ انباجی آمده بود. بعد رفتن همدانی جیون خان بهادر وکیل راو ماچهری نزد انباجی آمده صحبت گرم کرد. بنظم و نسق محالات آنروی جمن و تنبیه مفاسد بایمای پٹیل بابوجی ملهار دیوان انباجی میرود. مردم افراسیابی قدری قلیل برای آوردن خادم حسین خان به اکبرآباد رفته اند. فرستادۀ گوبندا ننند چیزی زر نقد نزد پٹیل صاحب منجملۀ معاملۀ جےپور رسید. و خودش سرانجام زر موافق قرار داد ساخته بصبح و شام از جےپور میرسد. بنابرین کوچ بیشتر موقوف ماند. و مستحفظ قلعۀ آکره به شجاعت قلبی دیگ خیال می پزد.

ارشاد گشت:

مازیاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود، آنچه مابنداشتیم

اخبار دارالخلافه معروض شد. بخشی الملک سیف الدوله از چندی صاحب فراش است. و تاب مقاومت کفار یعنی سکهان شقاوت شعار بخود نیافته بصوابدید وقت در گنجهای تعلقۀ دهلی سواران سکهان طلبیده نشانده و «راکهی» یعنی

جامداری آنها مقرر کرده داده۔ بسبب مصالحه غله در شهر ارزان است و روز بروز می شود۔

فرمودند: «مردم که ارادهٔ جهاد داشتند، مردند۔ سیف الدوله سیف به نیام و آرام کرد۔ انشاء الله از پٹیتیان جنوب سر اشرار بخار بباد پٹه های آبدار برباد میدهم، و از آنها کار میگیرم۔ میدانم که او بمقتضای هوای زمانه سازش کرده مفر و مقر خود آنها را ساخته۔ اقبال ما و افضال خدا باید۔ و پٹیل انجم خیل بما موافق، گو عالمی باشد منافق»۔

آنگاه درون خوابگاه شبگیر بدلبر بینظیر آرام فرمودند۔ و بصدای قرنای مقام صغار و کبار بخاطر جمع بخفتند۔ فقط۔

جمعه سیوم شهر صدر، در حین طلوع کوکب گیتی افروز حضرت از خوابگاه برآمده باطبا نبض ملاحظه کنانیده، بر شب بیداری که بسبب کسل طبیعت خواب نیامد، بآنها اطلاع بخشیده، موافق تجویز طبیبان عیسوی دم ادویه نوشیده، و قدری خاصه تناول ساخته، آرام کردند۔ مجرائیان را جواب شد۔

قریب یک پاس روز برآمده بعرض رسید که امشب به بابوجی ملهار پٹیل نامدار سیله و دستار بابت رخصت و مختاری محالات بار داد، و قریب بنصف شب گوبندانند مهنت بفوج راجهٔ جےپور آمد۔ صمصام الدوله بانفتاح قلعچهٔ مهوه سعی بلیغ دارد۔ لیکن هنوز مدعا دور است۔ و از بالا هیڑی

جنگ توپ و تفنگ شروع شد.

امروز بسیار مزاج وهاج از منهاج اعتدال بر کران ماند. الهی، ببرکت دعای نیم شبی و ورد سحری صحت عاجل و کامل بقبلهٔ دین و دنیا عطا نما که نظام عالم بوجود مقدس وابسته است. عالم السر والخفیات می داند که تمامی خلق بهمین ورد همه شب کار داشتند. و چرا ندارند که همچو سفر بطفیل خاص نصیب هریکی است. فقط.

چهارم شنبه. چون بحکمت کاملهٔ حکیم دانا از خم شب فلاطون روز برآمد، پادشاه بیدار شده باطبا رجوع فرمود. الحمد لله ببرکت انفاس ریاضت کیشان شب بآرام (و) [۱] بآسایش گذشت، و مجرائیان مجرا حاصل کردند.

قریب بنصف النهار پٹیل برسم عیادت و عبادت آمده، پس از ادای مراسم کورنش و تسلیم ٹنکه های نقره و مس که از روپیه و فلوس عبارتست، بنابر صدقه و خیرات دافع بلیات بحضور پیشکش کرد. امر شد: «مرادی تقسیم و روپیه بخزانه داخل نمایند».

از روی عنایت و نوازش خاقانی دوهرهٔ هندی که طبع زاد همایون است، بخط انور مزین کرده طرهٔ دستار پٹیل نامدار کرده، همان دوهره را بر زبان صدق بیان آوردند:

۱ــ اصل ندارد

ملك مال سب کھوے کر، پڑے تمھارے بس
مادھو، ایسی کیجیو، آوے تم کو جس

آن گاه سدا شنکر ناگر منشیء پٹیل معه بالاجی، برادر زادۂ خود، عتبه بوس شد و سه غزل که در مدح بندگان جناب گفته آورده بود، ببانگ بلند بخواند. راقم و قائع بدائع چند بیت ازان هر سه غزل می نگارد. حصول ازین تحریر آن که اهل سخن بامعان نظر پی برند که در بزم شاه عالم چنین مردم قابل حاضر می شوند، و درین عصر چنین صاحب طبعان هستند که بخیال بندیء آنها فهم نظیری و انوری نرسید.

شاه عالم را طلوع صبح دولت آفتاب
ذره پرور، قدردان، عالی گہر، والا جناب
چون کمر بر انتظام سلطنت بر بست چست
راو مادھو آمده حسب الطلب جلدو شتاب

بعقل پیرو بدولت جوان چو صبح امید
شه و جناب شه ما چو مطلع خرشید
سران بدرگه شاه جهان شه عالم
زانفعال نمک سرنگون بلرزه چو بید
چو صید در پیء عزم فرار بال آراست
کمان کشید و پر تیر بر نشانه رسید [1]
غبار ظلم زدود [2] و کف کرم بکشاد .

١ـ اصل : رنید   ٢ـ اصل : زداد

بگاه قهر هلاکو، بمهر چون جمشید
بعرض بنده سدا شنکر این نیاز حقیر
دعای دولت و عمر است یادگار نهید

صد شکر و سپاس فضل قادر
کافسرده هوا شده نکوتر
مختار مهام شاه عالم
مادهو راو سیندهیه بهادر
بر نظم نظام سلطنت بست
مردانه مهان سر سپهدر
عادل نوشیروان ثانی
درخلق و صفا چو مهر انور
از مهر جهان جوان و از مهر
بزدود غبار ظلم یکسر
پرورده نمك دعای دولت
گوید بزبان عجز ناگر
تا دور فلك دبیر و شه باد!
فیروز بطالعی مظفر

از حضور باو و برادر زاده اش یك یك دوشاله و یك دوشاله صلۀ غزلیات مرحمت شد۔ و بدرخواست مختارالسلطنة پٹیل قرار یافت که شقجات و فرامین معلی اول از نگاه سداشنکر گذشته، بعده باطراف شرف اصدار یابد۔

و بوسیلهٔ بیرم خان ، محمد حسن مغل مثنوی خوان بحضور مشرف شده بدو شاله مباهی گشت ـ و شامگاه همراه آپاجی کهنڈو باپو جی ملهار حاضر گشته بخلعت پنج پارچه و رخصت بنابر نظم و نسق محالات و تنبیه جماعت مفاسد به پنج هزار سوار جنوبی و همین قدر مردم افراسیابی و پلٹن معزز کردند ـ ارشاد شد : « دران چه کافهٔ انام آرام یابد ، بعمل آرد ـ نشود ، دلی ازو بیازارد » ـ

بعرض رسید ، امروز رای رتن لعل وغیره وکلای راجهٔ جےپور شام بدربار پٹیل مانده نوشت و خواند معامله خاطرخواه پٹیل کردند و انفصال بوجه احسن گشت ـ وقت رخصت پٹیل پنج کشتی خلعتی برتن لال داد ـ مفصل تعداد مبالغ معاملهٔ مسطور و اقرار نقد و اقساط بعد ازین مذکور خواهد شد ـ

پادشاه بتفریح تمام درون محل تشریف برده پردگیان سرادق اجلال را بنوید این که چیزی در معاملهٔ جےپور بدست خواهد آمد ، فرحت اندوز جاوید ساختند ـ و متوقع برین که معلوم شود ، بچند معامله شد ، از غایت نشاط بشمار درم و دینار خیالی شب را بروز آوردند ، و جمیع مردم اردو بتفریح گیهان خدیو بآرام خسپیدند ـ فقط ـ

یک شنبه پنجم ماه صدر که اشرفی مهر نمودار شد ، وارث چهل خانه گنج قارون بیدار شده ، بعد ملاحظه کنانیدن نبض و تناول ادویه مجرائیان را بشرف مجرا سرفرازی بخشید ،

و بنابر پاس طبیعت و یوم النوبه خاصه نوشجان نفرمود. بفضل حکیم برحق نوبت تب و لرزه نیامد.

شام آپاجی کهنڈو پهاندیٔ نیشکر و رنگترهها از طرف پٹیل بحضور گذرانید. آواز صدای توپها بسماع جهان پناه رسید. بتفحص آن امر شد. بعرض رسید که راو راجه پرتاپ سنگه ماچهری با پانزده ضرب توپ و سه پلٹن و سه هزار سوار و همین قدر پیاده معه بختاورسنگه پسر متبنای خود از وطن آمده هراول عسکر ظفر پیکر فرودگاه نمود، و شلك توپهای او شد. بمتابعت پٹیل درفشی چون نشانهای پٹیل که سرخ و درمیان آن مار سفید تعبیه است، درست کرده نصب نموده. ارشاد شد: «معنیء متابعت چنین باشد».

چون خاصه نوشجان نشده بود و ضعف و نقاهت معلوم میشد، در خیمهٔ خوابگاه تشریف برده آسایش فرمودند. و اهل عساکر مطمئن از وساوس کوچ آرام نمودند. فقط.

دوشنبه ششم که طلوع نیراعظم شد، خلیفهٔ روزگار حضار را بمشاهدهٔ جمال با کمال عزو افتخار بخشید. تا دیر در محفل همایون مذکور شعر و شاعری بود. شخصی که در علم تاریخ مهارت و ترکیب باستانی عبور دارد، بسبیل مذکور بیت شاهنامهٔ فردوسی بخواند:

جهان را جهاندار دارد خراب
بهانه کند کین افراسیاب

عرض شد، مفاسد لعین و مقاهیر بیدین با فوج سنگین هنگامه پردازیٔ بعضی اهل بغض و کین قریب بدار الخلافه رسیده، کوس حرام نمکی می نوازند، و نظم و نسق تعلقات درون و برون شهر پناه دار الخلافه خلاف اسب (؟) خود که غارت شعار آنها ست، می نمایند ظاهرا خیال ملکداری بسر آنها افتاده باشد. اللهم[1] احفظنا من البلیات!

و معاملهٔ جےپور به بیست و پنج صد هزار روپیه و معاملهٔ بهرتپور بدو صد هزار روپیه و پنج توپ کلان که موقوف بر پسند پٹیل داشتند، انفصال یافت. امروز راو ماچهری معه پسر ملاقات به پٹیل کرد. خلعت شش پارچه و مالای مروارید وجیغه و سرپیچ مرصع و اسپ پٹیل به پسر راو مذکور داد.

امشب چندی راجپوت تیغ گذار از قلعچهٔ مهوه که مفتوح نشده، برآمده از مردم مورچال صمصام الدوله پنج سر بریده و نقب که نزدیک بقلعه رسیده بود، آن را خراب ساخته و آتش داده باز بقلعچه رفتند.

حضرت ارشاد کردند: «انشاء الله العزیز، بابوجی ملهار زود دمار مخالفان را بنواح شاه جهان آباد رسیده برمی‌آرد. خدا بکنند که مابدولت زود بدهلی رسیم. بی آنکه در انجا

۱— اصل : الله

رایات عالیات برسد، بندوبست آنجا خاطرخواه نتواند شد. خیر، آنچه مقدر است، می شود۔ تردد و تفکر عبث کردن»۔ و مصرع چهارم رباعیء طبعزاد اقدس بر زبان آوردند:

«اب تو آرام سے گذرتی ہے»[۱]۔

چون ربعی از شب گذشت، قرنای مقام بلند آوازه گشت، و حضرت درون خوابگاه و هر یکی بمقر خود بخواب رفتند۔ فقط۔

سه شنبه هفتم که بتسخیر ربع مسکون خسرو فلک چارم برآمد، و شاه کواکب از مقابله‌اش ناپدید شد، سلطان السلاطین بیدار شدند۔

بموقف عرض رسید، باقبال خدیو کیهان ستان شب متحصنان قلعچهٔ مهوه بیرون رفتند، و فتح نمایان شد۔ بعد فیصلهٔ معاملهٔ بالاهیڑی و ذو سه قلعچهای دیگر خبر کوچ اردوی معلی به مهندرپور عرف دیکه در لشکر پٹیل شهرت دارد۔ بابوجی ملهار کوچ یك کروهی از عسکر مظفر کرده رفت۔

بوکیل پٹیل موافق دریافت اخبار شامگاه ارشاد کردند که جماعت بخار نابکار و کفار شقاوت شعار، اعنی گروه بی شکوه سکهان طرف ریواڑی تاخته دست بغارت کشادند،

۱- پوری نظم حسب ذیل ہے:

صبح تو جام سے گذرتی ہے　　شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے　　اب تو آرام سے گذرتی ہے

و در گنجهای بادشاهیء تعلقهٔ دهلی سواران آنها نشسته عملداری می کنند. و درون شهر صد دوصد سوار آنها بدلجمعی می آیند. سیف الدوله زمانه سازی می نماید. والا در شهر بفساد آنها یك دانهٔ غله بنظر نیاید. تدارك این زود بعمل باید آورد، و چنان باید کرد که ظلال عاطفت ما بر ساکنان دهلی بیفتد».

عرض کرد که «چنین قرار یافته، چهاردهم این ماه پیش خیمه برود، و بسه کوچ دائرهٔ دولت بدیکه رسد، و چند مقام، تا آمدن بیگمات و کارخانجات از مستقر الخلافه و غسل جمنا و زیارت بلدهٔ متهرا و معبدهای بندابن که پټیل صاحب و اننده بائی که خواهر اوست، در[1] انجا خواهند رفت، همان جا خواهد شد. بعد آن کوچ بکوچ موکب همچو کوکب و پټیل انجم خیل بنواح دهلی میرسد. و عنقریب بابوجی ملهار پیش از رسیدن افواج قاهره تا به دیکه تنبیه آن جماعت مخذولان می نماید. اندیشه نباید فرمود».

ارشاد کردند: «آنچه پټیل بهادر قرار داد، اولی و انسب.

صلاح ما همه آنست کان صلاح تراست

در صورت توقف و اهمال اغلب که «دل» که عبارت (از)

---

[1]- اصل: و ازانجا

فوج سنگین سکهان است، برسد. آن زمان محاربه با آنها سخت مشکل خواهد افتاد که تیر تفنگ آنها جواب تیر جزایر میدهد، و اسپهای خوب دارند، ویک یک سوار دلیرانه مقابل شده کارنامهٔ رستم را برهم میزنند. ما خود از آنها برنمی توانیم[1] آمد مگر بیاوریٔ سپاه شما و استعانت فضل کس بیکسان».

قریب یک پاس شب گذشته عرض شد که همراه انباجی محمد بیگ خان همدانی با پسر و برادر زادهٔ خود دو گهڑی شب رفته مشرف ملازمت پٹیل شد و هفت اشرفی و چهار چهار مهر پسر و برادر زادهٔ او نذر کردند. پٹیل صاحب بسیار دلجمعی کرده رخصت آن روی دریای چنبل نمودند. و از روی مهربانی هفت کشتی پارچه و جیغه و سرپیچ مرصع و مالای مروارید بهمدانی و پنج پنج خوان خلعتی به پسر و برادرزاده‌اش عنایت ساختند. بعد آن جهان پناه آرام فرمودند. فقط.

چهار شنبه هشتم، بعد طلوع مهر بر سپهر پادشاه بیدار شده مجرای حضار پای تخت گرفتند. دو جوڑی نرگاو ناگوری آمده بود. به طالب علی خان خواجه سرا داروغهٔ اصطبل و گاوخانه امرشد که قیمت آن مشخص کنند.

وقت شام بینی رام اخبارنویس سوای مادهوراو حاکم پونا که تعین آپاجی کهندو است، و پنج کشتیء تمباکو بهیلسه از طرف آپاجی کهندو بحضور انور آورده بود،

۱ــ اصل: توانم

ملازمت نمود، و بعنایت دوشاله سربلندی یافت. آنگاه ظل الله ... سایهٔ بلند پایه بر اهل حرم، در حرم سرا تشریف برده، افگندند و مردم لشکر بآرام بخفتند. فقط.

پنجشنبه نهم، هنگام طلوع شاه خاور وارث تخت اکبر بیدار شده، بعد ملاحظهٔ نبض بحکما اگرچه احتیاج دوا نبود، لیکن بپاس یوم النوبه ادویه بتجویز آنها نوشجان فرمودند.

بعرض رسید، بمحاصرهٔ بالامیڑی فوج مغلیه وغیره که بود برخاسته آمد. ظاهرا انفصال معامله شد. سه کروهی عسکر مظفر بابوجی ملهار کوچیده رفت. محمد بیگ خان همدانی را که بده هزار روپیه درماهه و محافظت قلعهٔ پولی که قریب ترور من المضافات صوبهٔ دارالفتح اجین است، پٹیل صاحب مرخص و مامور کردند. کوچ یک کروهی بدان طرف نمود.

انار و رنگتره و لیموی شیرین رام نراین بحضور گذرانید. مهربانیها نمودند و برغبت تمام گرفتند. ازان جمله دو خوان به پٹیل و حصهٔ رسد بمرشدزادهها بخش شد و باقی نگاهداشتند. میر منیرعلی که برسانیدن خوانهای مذکور مامور گشته بود، از نزد پٹیل آمده عرض داشت که بغلام خلعت میداد، فدوی نگرفت. فرمودند: «مضائقه چه بود؟»

... پسر میر فضل علی خان مرحوم داروغه میر منزل امر شد، جای پیش خیمه رخ دیگه دیده بیاید. حسب الامر

مکان تجویز کرده کیفیت آن مفصلا اظهار نمود. سخنهای دست بغارت کشادن سکهان مذکور می گشت. فرمودند: «بسزای اعمال می رسند.» شخصی عرض کرد: «نواح دار الخلافه تا بکی مضرب خیام فلك احتشام میشود؟» ارشاد کردند: «بحسب ظاهر بقول فراق:

اگر همچنین است لیل و نهار
بدهلی شود موسم نو بهار»

الحمدالله، باوجود روز نوبت طبیعت حضرت قدر قدرت خوب ماند. بپاس مزاج هیچ تناول نساخته باندك شوربا اکتفا کردند. چون کوکب نورانی بقصر ظلمت رفت، و سلطان کواکب بر منصهٔ سپهر برآمد، شاه بانوان بمشکوی همایون تشریف برده جهان بانو را جهان جهان نشاط و عالم عالم انبساط بخشیدند، و هریکی بعالم خواب به خیال مرغوبه های خود و ادعیهٔ وصال آنها از درگاه جامع المتفرقین بفکر شب بسر بردن و مطالعهٔ این بیت سعدی شیرازی مشغول شد:

سعدیا، نوبتی امشب دهل صبح نکوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنهائی را

فقط.

جمعه عاشر که از افق مشرق خورشید نمایان شد، حضرت بیدار گردیدند. عرض شد، باغوای مردم مفسد همدانی فسخ عزیمت رفتن بولی کرده بمردن قرار داده بود.

آخر بفهمانیدۀ مقربان و دانایان خود کوچ به دهولپور کرده رفت و عبور چنبل نموده بپولی میرود. عزیزانش و کریم قلی خان وغیره از رفاقتش باز ماندند. کریم قلی خان قریب بڈیرۀ میجر برون فرنگی که در بندگی از طرف هشتین است، فرود آمده جواب سوال نوکری به پٹیل می نماید.

تاریخ ختم التحریر بوستان که بخط نسخ حضرت نوشته اند، سیدالشعرا دوازده بیتی گفته آورد. راقم وقائع نظر بطوالت کلام ابیاتش نمی نویسد و مختصر بر مادۀ تاریخ می کند: «شاه عالم نبشت».
۱۱۹۹

کوچ ازین مخیم اجلال بمشورۀ جنوبیان بعد سیزدهم این ماه می شود. محمد یعقوب خان عرف کلو خواص چند خوان پوش چهینٹ درست ساخته گذرانید. فرمودند: «مردم سلف سفیه بودند و معرا از هوش که سقرلاتی و زربافی و اقسام اقسام می کردند. ارسلاحٹی(؟) می بایست. و چهینٹ و کهاروه هم از تکلف است». زهی پادشاه و زهی فهم او!

بعد آن بر زمان معهود بآرام گاه آسایش نمودند و همه مردم بآرام پادشاه بیارمیدند. فقط.

شنبه یازدهم که از پرتو شعاع بیضا جهان روشن شد، جهاندار نامدار بر منزل جهان نما بملاحظۀ عساکر چشم دوربین کشاد. چون باد ناموافق می وزید، و بوی کثیف [1]

۱- اصل: کسیف

بمشام شریف میرسید، از بنگله فرود آمده در خیمهٔ مبارک نشست۔ حضار به باریابی استسعاد یافتند۔ بزبان کرامت ترجمان ار بوی بد مزابل مذکوری رفت۔ خوشا بوئی که شاه ازوی بگوید!

عرض شد، همدانی به بهاوز رسید و بابوجی ملهار پیشتر کوچیده۔ شخصی از روانگیء پیش خیمه استفسار نمود که امروز نرفت۔ فرمودند: «شب اننداراو نرسی می گفت، صبح پیش خانه رود؟ گفتم، بعد سیزدهم این ماه»۔

بعد آن که آفتاب غروب شد و ماه برآمد، شاه بخفت و خلق بقصهٔ کوچ و مقام افتاده سر ببالین خواب نهاد فقط۔

یك شنبه دوازدهم بگاه [۲] جهان پناه بیدار گشته و بر بنگلهٔ جهان نما برآمده تماشای طلیعهٔ مهرانور نمودند۔ و حضوریان چشم بر آفتاب کشادند۔ از کثرت مقامات گفتگو بود و بر این بیت رسید:

پاکیزه تر از آب نباشد چیزی
هرجا که کند مقام، گندیده شود

ارشاد شد: «معسکر مظفر که بچشم اعتبار حکم دریای ناپیدا کنار دارد، از وفور مقام مکدر و گندیده تر شده۔ حقا، مشام از بوی مزبله های لشکر پراگنده می گردد۔ اما باید شمید»۔

---

۲ ۔ اصل : پگاه پگاه

آخر روز بابوه که داروغهٔ زنانهٔ پٹیل است، با خانسامانش آمده از طرف پٹیل هژده کشتیء پشمینهٔ کهنه که پانزده دوشاله و پنج کمربند و سه رومال شال بود، گذرانید۔ حضرت از مغتنمات شمرده نامبرده ها را بدوشاله ها و گوشبند سر افرازی بخشیدند و فرمودند: «هرچه از دوست میرسد، نیکوست»۔

و منتظر آمدن پٹیل نشسته بودند که درین اثنا آپاجی کهندو حاضر گردیده عرض کرد که پٹیل بجناب فیض مآب می آمد، لیکن نزد او رای رتن لال وکیل مهاراجه دهراج آمده، باو بابت زر معامله که نقد و قسط مقرر کرده اند، سوال و جواب می کند و برتن لال گفته که زر قسط بدهد تا بحضور ملازمت شما کنانیده شود۔ چنانچه معه زر و مشار الیه فردا حاضر خواهد شد۔ بادشاه که انتظار آمدن پٹیل می کشید، ازین سخن افسرده خاطر گشته مقالات گله آمیز به آپاجی کردند که «شما خوب نوکری و بندگیء خاوند خود می کنید و در آنچه نظام دولتخانهٔ ماست (سعی)[1] نمی نمائید»۔ عرض کرد که «رد سخن معلی مناسب نمی داند، والا زیاده از فدویت پٹیل در بندگیء معلی حاضرم»۔ من بعد برآمده رفت۔ و حضرت درون بارگاه عزیز تشریف بردند و اهل اردو خوابیدند۔ فقط۔

۱ــ یہاں اصل میں کوئی لفظ رہ گیا ہے، مثلاً "سعی یا کوشش" ورنہ جملہ بے معنی ہوا جاتا ہے۔

دوشنبه سیزدهم، بادشاه بیدار بخت بوقت طلوع مهر بر تخت نشسته ایستادگان پایهٔ خلافت را بمجرا ممتاز کرد۔

بعرض رسید، معاملهٔ بالاهیڑی به بیست و پنجهزار روپیه شد، و رتن لال هنڈویات صد هزار روپیه بشرط رسیدن دیکه به پٹیل داده و باقی جواهر و اقمشه بدیکه رسیده میدهد۔

یکپاس روز باقی مانده، پٹیل عتبه بوس شد و خلوت عظیم تا شام بماند۔ حضرت تعریف رانیخان بهائی بسیار فرمودند۔ قرار یافت، فردا خاصه و پیش خیمه به دیکه برود، و پس فردا کوچ معلی گردد۔ بعده پٹیل مرخص گشته برآمد و خود بدولت حرف کوچ گویان درون حرم سرا رفته، حرمت افزای محرمان اسرار شاهی شدند و اردوئیان بخواب رفتند۔ فقط۔

سه شنبه چهاردهم پیش از طلوع مهر بر سپهر موافق مشورهٔ دیروزه حکم نقارهٔ پیش خیمه و خاصه شد و صدای آن بلند آوازه گشت۔ بامدادان که پادشاه جهان باورنگ خلافت جلوس فرمود، آپاجی کهندو آمده مجرا کرد و از جانب پٹیل عرض نمود که امروز خاصه نباید فرستاد۔ برای جهان آرای که آئینهٔ غیبی است، منکشف شد که این سخن باغوای همت بهادر است۔ القصه بدریافتن این ماجرا کراهت فرموده بکمال آزردگی ارشاد کردند که «مطابق اقرار دیروز کوس

پیش خانه و خاصه گشت و روانگیء آن بعمل آمد. چه ممکن است که خاصه باز گردد و کجا گنجایش که فردا کوچ بفرمایم! اگر امری ضرور به پٹیل رو داده باشد، همین جا مقام دارد و صبح کوچ بکنند. پس فردا خود را بمعسکر مظفر برساند».

و همپای آپاجی کهندو پسند نائب نظارت را فرستادند که به پٹیل حکم رساند که «خاصه رفت و عدول حکمی چه فائده؟ صباح پس فردا در مقام پیشین بخاطر آن فرزند کوچ نخواهم فرمود. در طلبیدن خاصه که چندان کار نیست، ظاهرا بنظر عوام سبکیء سلطنت معاینه می شود. حرمت دودمان شاهی داشتن خوبست».

بقسمی که مذکور شد پسند رفته گفت. پٹیل پذیرفت و معروض داشت، «آنچه مرضی است غلام ازان کناره گزین نی. همرکاب در بندگی بوده سعادت حاصل می کنم. چه ممکن که فدوی مقام نماید، حرمت سلطنت نیفزاید؟ در مقام پیشین فهمیده می شود. ازینجا خاصه فرستند و کوچ کنند».

سبحان الله! سبکی و گرانسنگیء خلیفهٔ روزگار وابستهٔ کوچ و مقامست. اگر شد، مدارج عالی، والا سفلی نصیب گشت.

پسند بحضور آمده همه مذکورات بسبیل تفصیل عرض داشت. لله الحمد و المنة که غیرت سلطانی چنان کار کرد که

باوجود اصرار سپهدار جنوب خاصه رفت و حکم بر نگشت۔ پاسی از روز باقی مانده پٹیل با وکلای جے پور بدربار جهاندار آمد و ملازمت آنها کنانید۔ رای رتن لال سرکردهٔ فوج مهاراجه دهراج راج راجندر سوائے پرتاپ سنگهه بهادر از طرف مهاراجه دهراج یك صد و پنج اشرفی و از جانب خود پنج مهر و همین قدر بخشی نندرام و راو چتربهوج پسر کلان راو خوشحالی رام مرحوم که بزخم کاردی کشته شد، نذر گذرانید، و همراهیان آنها بقدر مدارج خود روپیه ها پیشکش کردند۔ از حضور معلی خلعت فاخرهٔ شش پارچه با مالای مروارید آبدار و جیغه و سرپیچ به رتن لال و خلاع پنج پارچه و چهار پارچه با مالای مروارید و جیغه و سرپیچ به نندرام و چتربهوج و به ده توابعین آنها دوشاله ها و گوشبند از روی مرحمت و نوازش عنایت شد۔ بعد آن به پٹیل بهادر تا دوگهڑی روز مانده خلوت بود۔

درین جلسه همت بهادر و راجه نراینداس استسعاد حضور دریافته بودند۔ بلکه خاقان عظیم الشان آنها را باستفسار خیریت و بعد مدت بحضور چرا آمدند پایهٔ مقدار بر افزود۔ پٹیل رسوخ فدویت و عقیدت اوشان منقوش خاطر انور تا دیر نمود۔ حصهٔ بخاطر داشت انجم خیل استماع میفرمودند۔ چین جبین مبین بر احوال ضمیر منیر اطلاع باهل ذکا می بخشید۔ باوجودی که پٹیل از آنها می گفت، هر دو بپا می نگریستند و سر بر نمیداشتند، و معاینهٔ جمال باکمال از انفعال نمی

توانستند کرد، تا بعرض و معروض چه رسد. ختم کلام پٹیل برین ساخت که «خادم حسین می آید. بمنزلت پدر مشرف شود. خانزاد افواج را در بندگی گذاشته بملك خود خواهد رفت».

ارشاد شد: «از قیل وقال آموخته گفتن چه سود؟[۱]» سخنان مشوره معلوم نگشت. اما بوئی بمشام رسید که از اکبرآباد می گفت. باید دید بعد رسیدن مهندرپور چه بعمل می آید.

قریب بشام پٹیل بفرودگاه خود و پادشاه در محل رفت و شب بآرام گذشت. یك پاس شب باقیمانده کوس کوچ غلغله بشش جهت افکند. فقط.

چارشنبه پانزدهم که بر خنگ سپهر سوار یکه تاز مهر سوار شد،

شهنشاه بنشست بر پشت فیل
روان گشت افواج چون رود نیل
سپاه جنوبی و افراسیاب
همی رفت در بندگی با شتاب

قریب بنصف النهار ورود موکب مسعود بموضع تپهیه تعلقهٔ بهاور گشت و دولتخانه که متصل آن نصب بود، از داخل شدن شاه عالم پرور شرف حاصل کرد. عرض کردند،

۱ــ اصل: حسود

چهار و نیم کروه جریبی که هشت کروه کسری[1] کم رسمی باشد، از مخیم اجلال موکب اقبال آمد و بسبب نشیب و فراز به بی نسقیء تمام عساکر و سرکرده های سپاه گردون اشتباه فرود آمده اند. بنابر شعاب جبال و کریوه های بلند و مغاکهای پست و رود و جنگل و کثرت اشجار خاردار و طرق ناهموار مردم اردو و بهیر و بنگاه و عسکرین به بی ربطی چون غلهٔ مخلوط آمیخته طی مسافت ساختند. پتیل و دیگران بی مثل[2] فرو کش نموده اند.

بابوجی ملهار که بهمین نواح ڈیره داشت، دو کروه پیشتر لشکر شاهی خیمه زد. تا بدیکه و متهرا پیش پیش خواهد بود. بعده بمحاذات می تواند رفت.

مینڈها سنگهه کمیدان مارپلٹن پٹیل که با پلاٹن خود حارس خیام گردون احتشام است، بمعین الملک امین الدوله جلیل الدین خان بهادر میرآتش عرف میرزا میڈو بسبب قرب جوار نزاع برپا کرد، و گفت: «ڈیرهٔ خود بردارند». امین الدوله بحضور حاضر شده گذارش ساخت که او باستادگیء خیمهٔ غلام ممانعت می کند. سزاول حضرت بموی الیه تعین شد که مزاحمت نکنند و ارشاد گشت که «بهندی زبان معنیء اسم موی الیها گوسفند جنگی باشد. اگر مابدولت امروز می خواستیم، تماشای سرزدن آنها معاینه می شد».

۱- اصل: کثری ۲- اصل: مسل

بعرض رسید، به رحیم گڈه رحیم خان بهادر خسر امین الدوله بسبب منازعت توسل حدود مردم چتربهوج رفته از دیروز محاصره کرده موضع را آتش داده بودند، و جنگ بمیان از طرفین می شد. چون رحیم خان در بندگی حاضر شد، بحسب ایمای شاهی صد سوار پٹیل رفته مردم چتربهوج را واپس آورده دفع محاربه کردند.

صمصام الدوله جریده در رکابست. فوجش از رامگڈه نیامد. مشهور است، تا ادای زر اقساط جےپور در ضلع راجپوتیه خواهد ماند. شام بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام شد و شب آرام فرمودند. فقط.

شانزدهم پنجشنبه مقام تهیه نقارهٔ پیش خیمه و خاصه آخر شب و اول روز شد. صبح حضرت بیدار شده بر منصهٔ شاهی جلوس فرمودند. عرض کردند، پیش خانه و خاصه رفت. دوپاس روز برآمده بموقف عرض رسید، همین وقت خادم حسین خان بهادر ملحق بمعسکر مظفر گشته بخیمهٔ پدرش در سپاه نجفی فرود آمد. طفلی است پنج ساله که بوی شیر از دهنش بمشام می آید. فرمودند و آه سرد کشیدند: «خوشا نجف خان که امیرالامرائی ما بتوسلش و غلامش رسید، و غلام زاده امیدوار قدرت کردگار! در چنین امورات اختیار نیست».

الحمدلله که پادشاه نیك و بد کارها بهر حال بخدا می سپارد و خود را مجبور می داند. ببرکت چنین نیت بیست و

شش سال است، کوس شاهی می نوازد. و الا مجال بود که در چنین انقلابات که بهیچ وقتی نشده، بحفظ می بودند. محض عنایات الهی و هوش و عقل را درین اوقات جای دخل نی.

آخر روز پٹیل در جناب اقدس حاضر شد، از منازل پیشین مذکور داشت. تا شام جلوت و خلوت ماند. بعد آن بخیم خود مرخص شده رفت. بهیر و بنگاه او وغیره که بسبب فرود آمدن بدهکی بغیر مثل[1] سراسیمه از دیروز می گشت، بهزار خرابی امروز بفرودگاه خود ها رسیدند و میرسند. و اغلب فردا بکوچ شامل شوند. من بعد حضرت بخوابگاه آشایش نمودند. فقط.

جمعه هفدهم

چو بر آسمان خور پدیدار شد
شهنشاه از خواب بیدار شد
بگردون شد آواز کوس رحیل
شهنشه برآمد بتابوت فیل

پس از طی راه یك پاس روز بر آمده بموضع مسالی تعلقهٔ کٹھومر که دولت خانه نصب بود، جهان پناه داخل شدند. عرض گردید، کوچ سه کروه پاو بالا جریبی گشت. بدست راست نزدیك باردوی معلی پٹیل و خادم حسین خان با توپخانه و سپاه نجفی و افراسیابی بفاصلهٔ یك کروه جریبی هراول

۱ـ اصل: مسل

لشکر مظفر و راو راجه یسار هراول لشکر فیروزی اثر و پیشترش رای رتن لال با فوج راجهٔ جےپور و بدست چپ پسر و برادر مرتضی خان بڑیچ و چنداول انباجی وغیره مردم جنوبی فرود آمده اند.

جهت تجویز جای پیش خیمه بمیر منزل حکم شد. شام آمده عرض داشت، مکان خوب قریب بقریهٔ جنوتهر که دیکه پنج کروه ازان جا می ماند، هست. بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام مزین کردند. بسرادق اجلال میفرمودند: «امروز این قدر خاك راه باوجودی که بر فیل بلند سوار بودم، بدهن انباشته شد که حرف بر نمی آید». شوخی حاضرجوابی گستاخی گفت که «در رهگذرها بجز خاك چه باشد؟ آدم خاکی را گلهٔ خاك جائز نیست». خاکت بدهن، مگر تو مستی؟

وقت معهود بخواب رفتند. پاسی شب بود که نقارهٔ روانگیء پیش خانه و پیش از طلیعهٔ آفتاب کوس خاصه بلند آوازه شد. فقط.

شنبه هژدهم صفر.

نیر جهان افروز نمودار و جهاندار بیدار شد. از روانگیء[1] خاصهٔ معلی و یورش سکهان بنواح کرنال و جهیرولی

۱- اصل: و خاصهٔ معلی

آن روی دریای جمن که بیست و پنجهزار سوار هنگامه پردازیها می کنند، بعرض رسید. حکم والا شرف نفاذ یافت: «نگارش شود، تیاریٔ دیوان خاص نمایند». لیکن حل این معما نشد که به تیاریٔ دیوان خاص مستقرالخلافه یا دارالخلافه امر گردیده. زهی تاثیر کلام ملک الملوک که بفهم هیچ کسی نیامد!

وکیل پٹیل از طرف موکل عرض نمود که «معلوم شده، سیف الدوله بدهلی پا در رکاب نشسته. حضرت بهمین اضلاع رونق افزا باشند. غلام بسه روز به شاهجهان آباد میرسد».

فرمودند: «ما بدولت این قدر کمزورنیم که پٹیل پنداشته. اگرچه شش کروهی ضابطهٔ کوچ شاهی است، اما برفتن شهر پانزده کروهی راه آماده ام. و سیر شهر دیکه را موقوف داشتم. بیرون خیمه خواهم زد».

خوشیء بندگان عالی این است که در حضور انور حضوریان راست و دروغ از کثرت سکهان و مفسدان که بنواح دهلی چنین و چنان است، می گفته باشند، تا باستماع این اخبار پٹیل زودتر بشهر با خدیو جهان پرور توجه کند. مشهور است، مابین دیکه و برسانه یا بنزدیکیء متهرا مقامات شود. زمان مقرر آرام نمودند. و شب بآسایش همه مردم غنودند. فقط.

نوزدهم یك شنبه

بامدادان که شاه شرق بعزم ممالك غرب رایت برافراخت، بحکم قضا توام نوبتی کوس کوچ نواخت۔ ملك بسواریٔ پیل یك پاس دو گھڑی روز بر آمده بقریهٔ جنوتھر که چهار کروهی دیکه باشد، بدولت خانهٔ اقبال نشانه داخل شد۔ عرض کردند، موکب اقدس چهار و نیم کروه جریبی طی مسافت از مخیم اجلال کرد۔ پٹیل با سپاه خود قریب بخیمهٔ مبارك دست راست و خادم حسین خان با لشکر پدرش و تمامی سران مغول همچو غول و توپخانهٔ نجفی و همت بهادر و رای نراین داس دو کروه پختهٔ رسمی هراول اردوی معلی و چپ هراول بتفاوت یك میل راو راجه و پیش از توپخانهٔ نجفی رای رتن لال فرود آمد۔

از هنگام داخل شدن بخیمه تا وقت خواب هیچ مذکور تازه در بارگاه جهان پناه نبود۔ حضرت را کمال شوق دیدن مهندر پور و بخشیدنش بقلعه گیر که مراد انجم خیل است، بهم رسیده۔ زهی شاهی که سلطنت وقف ساخته و در لباس شاهی کوس گدائی نواخته!

القصه بعرضیء نقارخانه دستخط مقام شد۔ و پاسی چون از شب گذشت، قرنای مقام ندای مقام بلند کرد و عالم بیدار بخواب رفت۔ فقط۔

بیستم دو شنبه

بامدادان شد طلوع آفتاب
پادشه بیدار شد بر تخت خواب

بعرض رسید، خیل افراسیابی و توپخانهٔ نجفی و همت بهادر و راجه نراینداس با خادم حسین خان و رتن لال بهیئت مجموعی نصف شب به دیگه کوچیده رفت. باستماع این ماجرای حیرت افزا انواع اندیشه گذشت که پیشتر چرا رفتند. کسی از قلت آب که در فرودگاه آنها بود، بر زبان می آورد، و دیگری گمانهای فاسد بر آنها می بست. پادشاه بیخبر گفت: «الغیب عندالله. نمیدانم، چرا رفتند آنها». آخر معلوم شد که اجازت از پٹیل حاصل کرده رفته اند.

عرض شد، جای پیش خیمهٔ همایون و پٹیل که رام باغ و بعده که یك لهره (؟) قرار یافته بود، بنابر تکاثر زراعت که محافظهٔ آن لازم افتاد، و در صورت پائمالی نزاع صریح با خیل مذکوره می شد، موقوف ماند. و متصل موضع برج که سر راه متهرا است، تجویز یافته. باوجودی که از رفتن آن گروه و عزم اوشان تصدیق تحقیق نشده بود، دوگهڑی روز بر آمده حکم کوس پیش خیمه و خاصه گشت، و به دیگه روانه گردید. من بعد از کثرت هنگامهٔ سکهان بر زبان اقدس و دیگران گذشت. و بند اخبار دارالخلافه نزد پٹیل فرستادند. مندرج بود که بنواح شهر گوجران و مفسدان

تاختند. چنانچه از زیر نیله برج دو فیل سیف الدوله بردند.
یکی گریخته بشهر آمد و دویمی را نگذاشتند. ابواب شهر
سوای دو دروازه همه بخشت و گچ مسدود کردند. غلات
بفضل رازق، عم احسانه، بشهر ارزانست، والا زندگیء
غربا و اغنیا با وصف چنین هنگامه ها محال بودی. بسبب قحط
عظیم و خشکیء سال که باضلاع لاهور و دوآبه است غریب
و غربای متوطن آندیار و قریب چهل هزار پیاده و سوار
بسر کردگیء تاراسنگهه غیبا[1] و دیگر سرداران عمدهٔ گروه
بی شکوه بدین حدود چون بلای ناگهانی رسیده با رادهٔ
فاسد رخ باین طرف دارند.

پٹیل بعد مطالعهٔ اخبار عرض کرده فرستاد: «در صورتی
که هنگامه چنین است، غلام شب باش به دهلی میرسد.
حضرت بر پشت ما کوچ شش کروهی خواهند فرمود.
و اگر این اخبار عاری از لباس راست است، بالفعل
بمقامات دیگه نظم و نسق این مملکت و برهمزنیء مخالفان و
مخربان سلطنت نموده بطرفی که آبش و خور خواهد بود، می
توانم رفت».

ارشاد شد: «ما بدولت پانزده کروهی بضرورت کوچ
می فرمایم، و از پٹیل که فرزند عالیجاه است، جدائی نمی
گزینیم. اگر چندان احتیاج به تشریف ما نخواهد شد، در

۱- اصل: غیبا

هوڈل مقام خواهم فرمود. بکوچ کردن اطراف مختص بشهر کاهل نیستم. حالا بدیکه میرسم. آنچه شدنیست در انجا ظهور می گیرد».

بسمع باریافتگان بارگاه فلك اشتباه در آمد، بابوجی ملهار که بمحالات رفته بمتهرا کوچید، ظاهرا عبور جون خواهد نمود. صمصام الدوله که فوجش به رام گڈه مانده و خود جریده آمده، درین نزدیکی از دیکه بتحصیل زر بقیۀ معاملۀ جےپور و تنخواه خود که پٹیل نموده است، بضلع راجپوتیه روانه می شود. و «چٹهی» که عبارت از نوشته باشد، برای مستحفظان و متحصنان شهر و قلعۀ دیکه که مردمش هستند، بمهر خود نزد پٹیل فرستاده. مضمونش این که دیکه تفویض مردم پٹیل کنند و بوضع ایشان گذرند، و دست از تصرف بردارند.

آنچه افواه متفق شدن سیف الدوله به ضابطه خان بهادر و سکهان اشتهار یافته، معلوم شد، غلط محض و افترای مردم مفتری است. از دوسه روز معروف و مشهور که محمد بیگ خان همدانی بپولی برفت و با چند سوار بطرفی گریخت لیکن دروغ است. و او بپولی کوچ بکوچ میرود. سبحان الله، سخنانی که از صدق معرا باشد و در صد یکی راست نبود، در بزم شاهی بل بر زبان ظل آلهی بگذرد. حق این است که پادشاه عالم پناه خود از کذب و دروغ اجتناب

ندارد۔ مردم مجبور اند۔ الناس علی دین ملوکہم۔ اگر دروغگوئی و هرزه درائی را بگیرند و بسزا رسانند، کسرا یاراست که سخن ناراست بر زبان آرد۔

پنج گھڑی روز باقیمانده پٹیل بحضور انور حاضر شده شرف مجرا حاصل نمود۔ تا بشام مشوره بود۔ هیچ کس بر آن ماجرا وقوف نیافت۔ قریب بغروب آفتاب پٹیل بڈیرهٔ خود برفت، و حضرت این دو بیت بسلک نظم کشیده بخواب تشریف بردند:

بباید دید تا فردا چه گردد؟
شب است آبستنی، آیا چه گردد؟
زمانه هست بر وضع دگرگون
خدا داند که حال ما چه گردد؟

پہر شب باقی مانده کوس کوچ بلند آوازه شد۔ فقط۔

سه شنبه بیست و یکم

بهنگام طلوع کوکب روز حضرت بیدار شده بعد ادای نماز و وظیفه اجرای حکم بنوازش نقارهٔ دویم نمودند، و چون روز روشن شد، طبل سیوم نواخته بحوضهٔ فیل نشسته رو براه آوردند۔

بلند آوازه شد کوس رحیلی
رسید آوازه اش تا چرخ نیلی
بملک بر فیل لاغر چون روان شد
بسوی دیکه فوج شه دوان شد

پیش خانه بر شتران بار شد۔ و پادشاه بیدار گردید و باحضار وکیل پٹیل حکم رسید۔ چنانچه بحضور بار یافت و باو خلوت و کنگاش بمیان آمد۔ و طبال طبل دویم نواختن شروع کرد که فرمان واجب الاذعان بنقارچی شد که «نقاره منواز، و بگفتهٔ کدام سزاوار بدام بر کوس ثانی چوب زدی؟»

وجه مانع کوچ این که وکیل پٹیل از طرف موکل معروض داشت که جائی که خیمهٔ معلی است، زمین خوب و پاکیزه دارد. چه ضرور که حرکت از ان جا میفرمایند۔ اگر قرب غلام منظور افتاد، چندان مسافت نیست۔ و اگر از نزدیکیء سپاه بی شماه اندیشه لاحق شد، ایما شود که جوق جوق مردم خود فرستد۔ تا خاطر خواه محافظت دولتخانهٔ والا نمایند۔ و اگر قلت چاه‌ها ست. فدوی دویست بیلدار میفرستد، تا حفره‌ها و چاهها بکنند و آب بر آرند۔ سوای ازین شقی اگر باشد، امر گردد که احقر بجا آرد»۔

بعده پیش خیمه و کوچ موقوف ماند۔ زهی پادشاه که کوچ او پوچ و مقام او ناکام! و خهی ظل الله که سکون و جنبشش وابستهٔ گفتار دیگری! اگر وحشی درین وقت بودی، یك گروه را ازین شعر خود بر آوردی:

پادشاهان و گدایان دو گروه عجب اند
که نبودند و نباشند بفرمان کسی

یا مصراع اول چنین گفتی:

چون گدایان نه شهانند معرا ز خرد

و فقیر قـراق خوش گفته:

شاه عالم بجهـان بوده وهم خواهد بود
تابع حکم کس و ناکس و فرمان کسی

موافق معمول قدیم بابت مقام بعد نواختن کوس رحیل
که پادشاهـان اولی العزم صاحب السیف و الفیل یك صد و
بیست و پنج روپیه رسم جریمـانه به نقـارچیـان انعام می
کردند، پادشاه سلطنت بخش یك روپیه پاو بالا بآنها مرحمت
نمود. هـرچند بیچـارهـا چون کوس بلند آوازه شور و
غوغا کـردند که خلاف دستور سلف بعمل نیـاید، و آنچه
آئین پیشین اسـت، دران فرق نشود، نشنودند و در جواب
فـرمودند: «آن ورق برگشت، و آن دفتر را گاو خورد
و آن دوکان برچیده شد.

جم گذشت، از جام او بـاقی نماند
آن قدح بشکست و آن سـاقی نماند

این هم مقتضی همت والا نهمت ما بدولت است که در چنین
اوقات بصدای طبلی بیست آنه بخشیدیم. شما را چه بدست که
افغان و وای ویلا می نمـائید. این را مفت دانید، و شاق
طلبی و زیـاده طلبی مکنید، و برین مصرع معروف عمل
سازید: هـرچه گیرید، مختصر گیرید».

قـریب یك نیم پـاس روز بر آمده شاه نظام الدین که
نزد پٹیل بگفتن فسخ عزیمت کوچ رفته بود، بحضور آمد و

عرض داشت که بخاطر جمع همین جا مقام باشد که از دوریٔ بندگان عالی در دل پٹیل اندیشه نیست۔ انند راو نرسی وکیل پٹیل از جانب موکل یك قتیٔ انگور ولایتی، و پنج ناسپاتیٔ بوسیده گذرانید۔ از لطافت و کثافت آن بفصاحت و بلاغت تکلم شد۔ و فرمودند: «نخست مارا می بایستی که میوهٔ ولایتی به پٹیل فرستادمی۔ لیکن درین ترسیل ازو سبقت گشت۔ مضایقه ندارد»۔

چون اندك بود، بکسی تقسیم نشد۔ و برای تناول خاص نگاه داشتند۔ و دوبط که میر شکار سرکار شکار کرده آورده بود، به پٹیل فرستادند۔ عرضیٔ نواب ناظر منظور علی خان بهادر و اخبار از شاهجهان آباد آمد و از نظر کرامت اثر گذشت۔ بعد تسطیر هنگامهٔ کثیر شورش مفسدان عرض داشته بود که قبلهٔ عالم تشریف ارزانی فرمایند، یا فوج سنگین تعین نمایند۔ بعد مطالعه به آغا پسند نائب نظارت عرضی و اخبار بجنس عنایت شد که پٹیل را مطالعه کرانده بیارد۔ و زبانی گوید: «آن فرزند عالی جاه را بمختاریٔ ممالك هند و خانهٔ خود سرفرازی بخشیدم۔ فکر دارالخلافه نمایند و سهل نه پندارند»۔ در جواب عرض کرد که «بیست و هفتم این ماه تحویل آفتاب جهانتاب ببرج جدی موافق تقاویم هندیست، و در زمرهٔ ما مردم این روز در ایام سال بنابرین که سر آفتاب بشمال می شود، متبرك تر۔ و از اتفاقات بلدهٔ فاخرهٔ متهرا که معبد عظیم است، نزدیك رسیده۔ غلام

رفته زیارت آنجا و غسل جمنا کرده خواهد آمد۔ بعد آن قرار واقع بندگیات خاقانی می نماید»۔

عرض شد، صمصام الدوله دو هزار گولهٔ توپهای کلان بر عرابها از حصار پختهٔ دیک[1] بار کرده و امروز بملک راجپوتیه می رود، و فوجش که به رامگڈھ و بالاهیڑی مانده، باو متفق شده زر معاملهٔ جےپور تحصیل خواهد نمود۔

حضرت از قرب خیل مدبر کشیده خاطر و آنها نیز متنفر۔ لاکن چون نزدیکیها بمیان آمد، برای بدنامی که زبان زد عوام شود، آنها کوچ نتوانستند ساخت، و خود بدولت را چه افتاد که خیمه بردارند۔ اگر چه تفاوت از اوشان منظور بود و هست، بگفتهٔ پٹیل ازان عزم درگذشتند۔

بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام شد و قرنای مقام غریو مقام بلند کرد۔ زمان مقرر در خوابگاه رونق افزا شدند۔ فقط۔

روز پنجشنبه بیست و سوم

نمودار بر چرخ شد آفتاب
ملک گشت بیدار در قصر خواب
خدا را نموده نیایشگری
بجرائیان کرد خواهش گری

۱۔ اصل میں اس جگہ یہی املا لکھا ہے۔

رسیدند در پیشگاه حضور
گروهی که بودند از فتنه دور

قریب بیک پاس روز بر آمده آپاجی کهنڈو و بابوبا نائب نظارت پٹیل بشرف مجرا بار یافته بعرض رسانیدند که پٹیل می آید۔ ارشاد شد: «روز بسیار برآمد۔ آخر روز بوقت خود بیاید»۔ پنج گهڑی روز مانده، پٹیل بمجرا آمد۔ خلوت عظیم تا یك گهڑی باو شد۔ رانی خان بهائی و آپاجی کهنڈو شریك کنگایش بودند۔ بر سخنان مشوره جز اینها هیچ کسی اطلاع نیافت۔

خبر بابوجی ملهار استفسار نمودند که کجا رسید۔ پٹیل عرض نمود: «جاسوس غلام خبر آورده که بهفت کروهی متهرا ڈیره دارد»۔ ارشاد شد: «در پرچهٔ اخبار نوشته آمد که بمتهرا رسید و کشتیها بنابر عبور جمن فراهم می نماید۔ بعد تحویل مهر بجدی که شما آن را شنکرایت می نامید، غسل حون نموده آن روی آب خواهد شد»۔ و بجنس پرچهٔ اخبار به مطالعهٔ پٹیل آوردند۔ بعد آن پٹیل برآمد گردید۔

و بعرض رسید که شتران انباجی و اهل لشکر سواران میواتی از چراگاه حی کرده بردند و تدارك نشد۔ فرمودند: «ازین گفتن چه حصول؟ ما نیز تدارك نمی توانم کرد»۔ آنگاه بمشکوی خاصه رفتند۔ و خاص و عام بخفتند۔ فقط۔

جمعه بیست و چهارم، صبحی

علم بر کشید آفتاب بلند
بگردید بیدار دارای هند

پس از ادای نماز و وظائف مقرری باحضار مجرائیان امر شد۔ چنانچه هر یکی حاضر گردیده، در خور پایهٔ خود جا یافت۔ آنگاه از قلعهٔ دیگه که از بنای برجیندر سجان سنگهه است، و در استحکام و متانت شهرهٔ آفاق، و در سال هفدهم جلوس میمنت مانوس مطابق سنه هزار و صد و نود هجری ظاهرا بیاوریٔ اقبال خاقانی و دلیریٔ دلاوران نجفی و تردذات نمایان ذوالفقار الدوله میرزا نجف خان، و بحقیقه از غضب آلهی و آخر شدن آذوقه فتح شد، مذکور بمیان آمد که انفتاح همچو حصار از قدرت کردگار گشت، والا اگر صد میرزا جمع می شدند، هیچ نمی توانستند کرد۔ چون غرور و کبر در سر صنادید این دیار و دهاقین نکبت شعار جا یافته بود، خدای تعالی که کبر و پندار بجز جنابش سزاوار دیگری نیست، از دست نحو ضعیفی دمار از نهاد شان بر آورد، و بر سپاه و غلات و خزانه و ملك و قلعجات که بران می نازیدند، از تصرف آنها بدر برد و بدیگری سپرد۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء! اگر بتشریح از حصار و شهر پناه نگارش شود، کتابی علیحده شود۔ چون در محفل شاهی مذاکره شده، بطریق اجمال اندکی از بسیار می نگارد۔

بگفتن نمی آید این حرف راست
بیا و ببین، تا به بینی، چه جاست

القصه سه طرف شهر پناه بجرهٔ آب واقع شده ، و غربیء آن کوهی است بخندان بلند و بخندان پست ، شهر پناه خام نه کروهی با خندق کلان است ، و فصیل در بلندی بحصار نیلی و خندق به پستی به طبق هفتمی میرسد ـ مرحله ها کلان کلان که هر یکی نامی جداگانه دارد ، بفاصلهٔ نیم کروه و بعضی قریب بگرد شهر پناه ، و مرحلهٔ عظیمی پخته نزدیک بکوه مذکور بر پشتهٔ کوه مسمی به شاه بور و ازو بیشتر متصل به گوپال گڈھ که مرحلهٔ خامیست ، نسبت بدیگر مرحله بزرگتر باغیست موسوم به رام باغ که شمال رویه است ، درش ناتیار و آنچه بود خراب شد در محاربهٔ نجفی ، چهار دیوار بلند و پخته و درون باغ سمت شرقی و غربی دو بنگلهٔ عالی پخته و جنوبی نشمینی وسیع و فراخ و بلند ، عمارتش سنگی و در وسط صحن باغ چبوترهٔ کلانی مثمن از سنگ سفید بانسی و چاهها نیز در باغ واقع شده ، نهر چوبر و سبزهٔ پاکیزه دارد ـ درختان اقسام اقسام در انجا ست ـ اگرچه گل و ریاحین و میوه بنابر خرابی ندارد ، اما خالی از کیفیت نیست ـ و ابواب حصار شهر پناه فراوان و موسوم با سمی ، کومبیهر دروازه و دهلی دروازه و علی هذا القیاس و در وسط شهر قلعهٔ پختهٔ ریخته یعنی بهراو که گلهٔ توپ و تفنگ برو کار نکنند ، با خندق پخته که به عمق او پی نمی توان برد ، و برج و بارهٔ بلند و بزرگ و مستحکم مختصر است بمختصری که از اختصارش زبان خامه شکایت کند ـ بابش شمالی است درونش حویلی مختصر ویک بنگله ـ عمارت قابل تعریف

ندارد۔ و زمین آنجا پست و بلند و برون قلعه طرف شمال تالابی کلان و وسیع و پخته که بعمق او هیچ غواصی بل فکر مهندسی نرسد ،۔ آبش در غایت عذوبت و صفا۔ شرقی و شمالیء آن شارع عام و غربیء او باغ که پهلو به بهشت زند با حدود شمالی و جنوبی حق این است باغی دلنشین و مکانی پسندیده۔ درون باغ مکانهای متعدد، مختص برلب تالاب نشیمنی است قابل پسند۔ وصف خیابان و انهار و آبشار و فوارهها کجا گنجایش که بقلم آید۔ درختان بار دار بسیار باوجود این خرابی لائق سیر و تماشا، و عقب باغ تالابی خام ملبب از آب مصفا و مشرف بران عمارات عظیم و حجرهها و بنگلهها، همه عمارت کار سنگ و هنودانه و دهقانه نه امرایانه، و جانب جنوبیء تالاب پختهٔ مذکور تا حد شرقی محلها و حویلی های کلان بود و باش مهندر و برجیندر و پرتهی اندر و جگت اندر که بدن سنگهه و سجان سنگهه و جواهر سنگهه و رتن سنگهه بودند، هست۔ از دکاکین و راستهٔ بازارش و عماراتی که در شهر واقع است و همه ویران چه نویسد۔ نام آدم ندارد و از ویرانیش هوش چغد پرواز می کند۔ لیکن مردم خال خال به جواهر گنج بنظر می آیند۔ چون جواهر سنگهه و پدرش دهلی را ویران کرده بود، منتقم حقیقی انتقام گرفت۔ گفته اند: «خانهٔ ظالم تباه»۔ چنانچه ملاحظه شد۔ اختتام کلام برین دو رباعیء بلبل نیشاپوری یعنی عمر خیام:

دیدم چغدی نشسته بر گنبد طوس
در پیش نهاده کلهٔ کیکاؤس
با کله همی گفت که افسوس ، افسوس
کو بانگ جرسها و کجا نعرهٔ کوس !

افتاد گذارم چو بویرانهٔ طوس
دیدم چغدی نشسته برجای خروس
گفتم: «چه خبرداری زین ویرانه؟»
گفتا: «خبر اینست که افسوس افسوس!»

آخر روز انندراو نرسی دو پهاندیٔ نیشکر و رنگتره ها و هندبانه از طرف پٹیل گذرانید. بدرجهٔ قبولیت رسید. از حضور تهانهای لاهی و کمخواب و کناری وغیره در خور رخت زنانه برای زن رانی خان بهائی که جناب اقدس خواهرش خوانده اند ، به انندراو عنایت شد که باو برساند.

چون روز رفت و شب آمد ، بآرامگاه پادشاه تشریف برده با مرغوبه ها طیبت آغاز نمودند و گفتند: «امروز این قدر بخواهر فرستاده شد». گستاخی گفت: «مثلی بود ، فلانی خسر پورهٔ رانی خان. این وقت سخن بر کرسی نشست که رانی خان بزنهٔ جهان پناه گشت». حضرت داد سخن دادند و سر بکنارش نهاده خفتند. لشکریان نیز با ستماع چنین عمده خطابی که بخاقان اعظم شد ، شادان و فرحان غنودند. فقط.

روز شنبه بیست و پنجم

بادشاه فلك چهارم بر تخت نیلی بجهت سیر عالم برآمد و داور شش جهت و هفت اقلیم، مالك تخت و دیهیم بیدار شد. افندراونرسی وغیره باریابان جناب جهانیان مآب بشرف مجرا رسیده سعادات جاودانی دریافتند.

بعرض رسید، امشب قریب بصبح سپاهیء اجل رسیده با ظرف برای طهارت عقب ڈیرهٔ احمد علی خان رفته بود. دزدان برو حمله آورده ظرفش بردند و زخمی کردندش. چون معاینه شد، چهار شمشیر زده کارش تمام کرده بودند. انا لله و انا الیه راجعون.

بر زبان اقدس گذشت که «این قدر بیخبری از مردم احمد علی خان شد، والا باین نزدیکی بیچاره کشته نمی شد».

چون خان مذکور بحضور آمد، از غایت چشم حیا باوجودی که همین مذکور بود، هیچ باو نگفتند و اندرون محل تشریف بردند.

یك پاس روز برآمده عرض شد، پٹیل بشکار از پیش توپخانهٔ نجفی رفته و شلك سلامی مردم توپخانه نمودند. نصف النهار گذارش گردید که درصحرا با قطاع الطریقان که قریب سی شتر لشکری کرده میرفتند، مقابلهٔ پٹیل گشت. باوجودیکه آنها بسیار بودند، و رفقای پٹیل کمتر و اوشان نرغه نمودند، جنگی بمیان آمد و از طرفین چندی مجروح و

کشته افتادند. و پٹیل بر اسپ بود و دلیرانه بر آنها تاخت. لیکن بر مخالفان معلوم نگشت که همین سرخیل جنوبی است، و الا آفتاب زرد می شد. دلاوران یکه تاز دکهن اکثری زخمهای کاری برداشتند، و آنها را پای ثبات از جای رفت و گریختند. گویند، انباجی بتعاقب آنها شتافته.

رسیده بود بلائی، ولی بخیر گذشت

خبر موحش و سواران مجروح چون بلشکر پٹیل رسیدند، مردم مستعد و مسلح شده بگرد لشکر استادند، و محافظت بازار و بهیر و بنگاه ساختند. و پاگاهها که عبارت از سواران کثیر است، بسیار بسیار برخ فساد تاختند، و راو راجه نیز با سواران خود بهان طرف بشتافت. قریب بشام پٹیل مع الخیر و راو راجه یك پاس شب رفته بفرودگاه خود رسید. چون بتحقیق پیوست، معلوم گشت که سواران میواتی بودند. و رفتن پٹیل که بمتهرا بود، موقوف ماند.

اخبار دارالخلافه آمد. نوشته بود که خواجه میر درد تخلص که درویشی بود، باجل طبیعی بیست و چهارم این ماه در دهلی این جهان فانی را پدرود نمود و بعالم جاودانی رخت حیات بربست. حضرت بسنوح این واقعهٔ الم افزا اندوهگین شدند و شعر هاتفی خواندند:

او رفت و رویم ما ز دنبال
آخر همه را همین بود حال

بعد بمشکوی خسروی داخل شده، عضو مرده را زنده کرده بحوض حیات انداختند و شب را بروز آوردند. فقط.

روز یك شنبه، بیست و ششم

عروس مشرق چون شد نمودار
برون آمد ملك از قصر دلدار
بخرگاه شهی بر تخت بنشست
چو هشیاران دانا، نی چو بدمست
امیران آمده مجرا نمودند
فقیران آمده شه را ستودند

عرض شد، همت بهادر تهیهٔ رفتن بمتهرا بغسل جمنا برای فردا که آفتاب بجدی موافق تقویم هندی خواهد آمد، کرده بود. پٹیل گفته فرستاد که من نمیروم. شما هم نروید. لهذا نرفت.

عرائض بیگمات از دارالخلافه آمد. مندرج بود که خبر نهضت موکب همچو کوکب بگوش رسیده، ازان زمان چشم براه است. برزبان کرامت ترجمان گذشت: «خبر خضری رسیده باشد. ما ارقام ننمودیم». بر عرائض دستخط شد که «انشاء الله تعالی زود میرسم».

عرض شد، پسر راو راجه به متهرا رفته و خود تماشای جنگ شتران می کنند. فرمودند: «وقتی بود، بی اجرای حکم هیچ نامداری نمی توانست که فیل یا شتر بجنگانند. عهد

فردوس آرامگاه سوای جسے سنگهه بهزار منن[1] و داخل کردن زر کشیر بخزانه بسبیل نذرانه پروانگیء جنگ فیل و دارالضرب حاصل ساخته بود. مابدولت نظر بچنین چیزها نداریم بحدی که پسر حیدرنایك سکهٔ خود در دکن انداخته و ما مزاحمت نمی فرمائیم، تا بضرب انداختن چه رسد». و بیت سکه اش برزبان مبارك آوردند:

«سکه زد در جهان بآسانی شاه ٹیپو سکندر ثانی»

الهی، این پادشاه را دیرگاه نگاه دار، که با این که صاحب تخت و دیهیم است، بفر شاهی نمینازد و بدرویشی هم نمی نازد.

بعرض رسید، بجمعیت صد سوار خیر علی خان بهادر خانزاده به شاه جهان آباد جهت آوردن کنور بخت سنگهه و قبائل راجه نراینداس رفته، و مردم لشکر در دیکه تخته و چوب از عمارات کنده می آوردند. لهذا بایمای راجهٔ مذکور پٹیل پلاٹن خود بمحافظت مردمی که بحب الوطن آنجا سکونت دارند، فرستاد. چنانچه بتمامی شهرپناه مردم جنوبی متصرف شدند.

ارشاد کردند: «دیکه از دست مسلمین رفت، حالا باید دید بکجا رفتن ما بدولت، چون کوچ ازین مخیم شود، بگردد. قیاس میخواهد، بجز دهلی جائی نمانده که بدانطرف

۱ـ اصل: من

توجه رایات عالیات شود. اگر پیش از موسم گرما بدارالخلافه رفتن قرار یابد، شارع عام هوڈل و پلول بهتر، والا لب دریا، این ساحل یا آن ساحل، طرزی که از دارالخلافه کنار دریا تا مستقرالخلافه آمدیم، رفتن خوش است».

و از آب و هوای مستقرالخلافه و مکانات و حصار آنجا و سفرها که در عالم شاهزادگی و فرمانروائی نموده اند، بتفصیل بیان ساختند. و از محاربانی که رو داد، گفتند و نقل کردند: «بزمینی رسیدم، هزار گز پائین آب بود، و از آنجا پیشتر آب نبود. زندگیء مردم بآب هندبانه می شد. ما هم بدان رفع تشنگی نمودم. اگرچه پادشاهان سلف و حضرت شاه جهان و اورنگ زیب سفرهای بسیار کردند، لاکن بعد فردوس آرامگاه بمثابهٔ ما پادشاهی تعب سفر نبرداشت. و فردوس آرامگاه مهربانیء بسیار بما داشتی. و اکثر گفتی، «آخر سلطنت باین خواهد شد».

و از رفقای خود که محنت و مشقت در رکاب قمرانتساب کرده بودند، و ازین جهان رفتند، بچشم پرآب یاد کردند که فلانی چنین بود و دیگری همچو لیاقت داشت. درین قیل و قال شاه احسن الله التماس کرد که «سلاطین کبار اسفار بحار و صحرا کردند و رنجها و شمشیرزنیها و تاج بخشیها ساختند. آنچه از خلیفهٔ روزگار ظهور می یابد، از آنها هم نشد. یعنی شخصی را مختار میفرمایند و نیك و بد امور

تعلق باو می کنند بجدی که بدست او نظر می فرمایند».
باه سرد فرمودند که «از رفقائی که در سفر مشرق بودند،
رفیقی نماند، والا نوبت باینجا نمی رسید. ما پیر شدیم.
خدای تعالی عصای پیریم را که مراد فرزند عالیجاه من است،
بدستم داد که پشت و پهلوی دیگران بیاریش نرم کنیم.
خداوند توانا داند که اشتر زمانه کدام پهلو نشیند».

چون سوار مهر از نیلهٔ سپهر فرود آمده بخلوتخانهٔ
مغرب رفت، و شب تیره نقاب ظلمت برخ روز فروهشت،
گیهان خدیو ببارگاه خواب توجه کرد و، آرام نمود. فقط.

دوشنبه سابع و عشرین

بپرتو شعاع آفتاب جهانتاب عرصهٔ گیتی از ظلمت شب
پاك شد، و چون روز روشن گشت، پادشاه عالم پناه بیدار
گردید، و مجرائیان مجرا حاصل کردند. منجمان پایهٔ تخت
بعرض رسانیدند، نیراعظم بقیاس نجومیان و براهمهٔ هند به
برج جدی بعد اثنا[1] عشر ساعت و چند دقیقه از روز
بر آمده، خواهد آمد.

دانایان هند سال را بر دو قسم کرده اند: تحویل آفتاب
بجدی، یا تحویل بسرطان. شش ماه را یوم عالم ملکوت و
سر مهر را بشمال. و از سرطان تا بجدی شش ماه را
شب عالم مذکور و سر خورشید بجنوب قرار داده اند.
نسبت بشب روز بهتر شناسند و کارهای نیك درین ششماه

۱ــ اصل: اثنی

نمایند، و یوم تحویل جدی را بایسام متبرک تر میدانند، و درین روز کنجد دادن و ستدن و خوردن و خوراندن و سوختن و بآب انداختن و بدان غسل کردن ثواب عظیم می انگارند۔

عرض شد، بغسل مانسی گنگا که دامن کوه گوردهن پنج کروهی اینجاست، رتن لال و چتربهوج و نندرام ودیگر راجپوتیهٔ جےپوری رفتند۔ و آپاجی کهنڈو بحضور حاضر شد۔ چیزی مشوره باو نمودند۔ بعد آن اجازت گرفته او هم به گوردهن رفت۔ خوانهای کنجد سفید آمیخته بشکر تری برای بندگان حضور و متوسلان آستان دولت نشان موافق دستور اهل جنوب که بکه و مه کنجد تقسیم می کنند، از طرف پٹیل بحضور گذشت۔ امر شد که مولوی عطا الله خان بهمه تقسیم کرده دهد۔ بهریکی یک یک و دو دو خوان بخش شد۔ چنانچه به رام نراین و هرنراین پسران مودی دو خوان مرحمت گشت۔ بمولوی مشارالیه برای تیاری عرابه ها و شتران بار بردار ارشاد کردند که برای آوردن مبارک محل و کارخانجات پس فردا باکبرآباد فرستاده خواهد شد۔

خبردار التماس نمود، خبر است، امروز بایمای نراینداس و همت بهادر ذوالفقارخان خانزاده بوطنش برود۔ چون بر طبق لاجوردی کنجد سفید طباخ روزگار پراگند و کهردهٔ مهر در کانون شفق انداخت، حضرت در مشکوی خسروی

تشریف برده دست بطعام باتفاق مخدرات کردند و کنجد مذکور تناول فرمودند. یکی گذارش نمود، «تقصیر معاف. رسم هند است، غلامی یا کنیزی یا اسپی هرکسی خرید می نماید، باو کنجد با شیرینی میخورانند که وفا کند. امروز جهان پناه معه غلامان و کنیزان کنجد خوار پٹیل شدند. خوردن ما یك طرف، حضرت کنجد خائیدند. باو وفا کردن لازم افتاد».

فرمودند: «کنجد بعبید میخورانند. حالا که خوردم، خوردم. از وفا مگوئید. «لاخیر فی عبید[۱]» حدیث است». بعد آسایش کردند. فقط.

بیست و هشتم سه شنبه

چو از نور خور شد منور جهان
بر اورنگ بنشست شاه جهان
بمجرا رسیدند هریك امیر
بفرمود، آرند پیش سریر
هشیوار آپای فرخنده را
که چیزی بگوئیم آن بنده را
بفرمان شه زود در انجمن
بیامد سر مهتران دکن

بزم کنگایش تزئین یافت. آپاجی کهنڈو بدان محفل باریاب شد، و بالتماس او انند راو نرسی و شاه نظام الدین (را)[۲] در

۱ــ اصل: عبیدی ۲ــ اصل ندارد

مصلحت شریک کردند۔ در اثنای قیل و قال بطلب پیر فرتوت که در آگره اسیر است، به آپاجی مخاطب شدند۔ او انکار صریح نمود که صلاح دولت نیست که بحضور بیاید۔ لهذا بر جبین مبین دلائل ناخوشی هویدا شد۔ چون خاطر جنو بیان عزیز است، هیچ نگفتند و عیش بکدورت مبدل گردید۔

برای تیاری شیرینی جهت ضیافت پٹیل حکم والا شرف نفاذ یافت۔ و هفده خوان الش مبارك، هفت به میجر برون و پنج به بخشی برٹ که از جانب هشٹین صاحب در رکاب معلی برسم سفارت است، و پنج به اندرسین فرنگی که نزد پٹیل می باشد، عنایت گشت۔

از اخبار دهلی بسمع اقدس رسید که خطوط بهگیل سنگهه به سیف الدوله آمد۔ نوشته که سکهان ارادۀ تاراج نواح دارالخلافه و آویزش بشهر داشتند۔ چون نوشتجات شما رسید، بپاس روابط اخلاص آنها را ازین عزیمت باز داشته شد۔ حالا ایشان بگڈه مکٹیسر خواهند رفت۔

شامگاه داخل محل شده، ازانجا که مزاج وهاج منغص بود، به نیم خواب شب را بروز آوردند۔ هرچند از تفکر و انحراف طبع همایون مخدرات اجلال تفحص ساختند، ارشاد نکردند و گفتند، «صبر درویش برجان درویش»۔ فقط۔

بیست و نهم چارشنبه

که صبح طلوع شاه خاور شد، شاه هند بیدار گشت و مجرائیان بار یاب شدند. آپاجی کهنڈو حسب الطلب در حضور انور آمد، و باتفاق او گنگاپرشاد دیوان انندی‌بائی خواهر پٹیل حاضر گردیده آستان بوس نمود و یك مهر نذر گذرانید. و دو دو روپیه بمرشد زاده ها نذر ساخت و بعنایت دوشاله افتخار حاصل کرد. دو قاب کلان نقره که بزبان اهل هند تهال گویند، پر (از)[1] کنجد سفید و دو کوزه نبات بابت شنکرایت از جانب بائی مذکور بنظر اقدس آورد. بدرجهٔ قبولیت رسید. عجب پادشاه است که کنجد میگیرد و میخاید!

آپاجی عرض داشت: «تیمناً و تبرکاً دستور ما مردم است کنجد امروز باهم میدهند و میگیرند. و آنکه این داد و ستد بعمل نیارد، ازو گله جائز دارند. و اگر دوستی بملك بیگانه باشد، در خریطه کرده کنجد امروزه از طرفین می فرستند، و به آقایان نیز ارسال سازند، و ازان طرف هم عنایت می شود. چنانچه بخدمت پیشوای مادهوراو خداوند خود فرستاده ایم، و آنها نیز برای غلامان خواهند فرستاد».

محمد یعقوب خان عرف کلوخواص پانصد روپیه را که چهله های نقره و طلا تیار کرانده بود، بحضور آورد. تفصیل

۱- اصل ندارد

تقسیم آن جناب جهانیان مآب نویسانده دادند. امر شد، بابت امروز که چارشنبهٔ آخر صفر است، یک صد چهله به پٹیل و پنجاه به رانے خان بهائی و دیس مکهه داماد پٹیل و میرزا رحیم بیگ رسانیده، همه بامرایان و بیگمات و مرشد زاده ها قسمت نمایند. الهی، پادشاه چهله بخش را سلامت دار. که چهلهٔ او در انگشت عالم شد! بعده خاصه نوشجان فرموده آرام ساختند.

چون بیدار شدند، پاسی از روز بود که آپاجی کهنڈو آمد، و دوپٹهٔ دکهنی رنگ سرخ، چار حاشیهٔ کلابتون طلائی که بابت رخصت به گوالیار همان وقت از پٹیل یافته بود، و بالای دوش داشت، بحضرت ملاحظه کنانید که پٹیل صاحب مرخص نمودند. و از جناب اقدس امیدوار که رخصت شود. ارشاد شد: «رخصت نمی فرمایم. و کار عمله بنابر شما تجویز ساخته ام». درین گفتگو بودند که آمد آمد پٹیل شد، و کمال خشنودی بجهان پناه روی داد و اندوه دیروزه از خاطر دریا مقاطر بدر رفت. و پٹیل و رانے خان آمده حصول مجرا نمودند. و به آنها و آپاجی کهنڈو حضرت خلوت تا شام فرمودند. چیزی مذکورات خادم حسین خان وغیره پٹیل گذارش کرد. بعده قریب بچراغان از تغیر مولوی عطاء الله خان خدمت خانسامانی به آپاجی کهنڈو شد و بخلعت شش پارچه و دوشالهٔ ملبوس خاص سرفرازئ دارین حاصل کرده بیست و پنج اشرفی بابت عطای خدمت مذکور

نذر نمود۔ بعد آن پٹیل وغیرہ بر آمدند۔ و حضرت چون رویت هلال بود، نظر به هلال نموده باب ملاحظه ساختند۔ و برسم قدیم در میزان هفت غله نشسته تقسیم غلات بمستحقان کنانیدند۔ و درون محل شادان و فرحان تشریف برده بقول نبوی بشادی و خوشدلی امروز چارشنبهٔ آخر صفر را بروز دگر آوردند۔ فقط۔

مقام دیگه، روز پنجشنبه غرهٔ شهر ربیع الاول سال حال

رائض مهر بر نیلهٔ سپهر سوار شد و پادشاه بیدار گشت۔ شب تب، سبب کوفت و رنجش که از خفگی با عزیزن ملکهٔ عالم که معشوقهٔ خلیفهٔ روزگار است، و جهان پناه را بوی عشقی پیدا گردیده، و سالی چند است که او بوضع لولیان اوقات بسر کردی، و از یاریٔ بخت منظور نظر گردید، و بمشکوی اقدس جا یافته، بوجود مقدس شد۔ مجرائیان باریاب گشتند۔ از بیقراری و غلبهٔ عشق قلق بمزاج وهاج بود و گاهی بحرمسرا رفته، اگرچه تکلم از طرفین نمیشد، بدیداری تسلیء خاطر فاتر می نمودند و گهی بیرون خرامیده با برادرانش بامید و بیم مخاطب می شدند، و بعمله و فعلهٔ او میفرمودند که باو بفهمانند که براه آید، و دفعةً این فرد را مطالعه می فرمودند:

مردم از حسرت، به پیغامی دلم را شاد کن
ای که میگفتی: «فراموشت نسازم»، یاد کن

جور را هم پایانی و ناز را هم انجامی۔ و ازان طرف هیچ

الفتی و رغبتی بظهور نمی آمد و این بیت رسوا گفته فرستاد :

دیکهیو پهر کبهو ایدهر کو جو کرنا هو نظر
دیده بازون کے ، یہاں ، سر کو جدا کرتے هین

زیاده ازین نوشتن مناسب ندید. بلکه بکلی بر این ماجرا وقوف نیست که بزبان قلم آشنا سازد. جزاك الله خیراً بر آن شاعر که این گفته :

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین ۱ را هم خبر نیست

عرضیء نواب ناظر از نظر انور گذشت. رسید چار صد چهلهٔ نقره و طلا که بابت آخری چارشنبه برای بیگمات و شاهزاده‌ها وغیره و نواب مذکور مرحمت گردیده بود ، از عرضی معلوم گشت ، و از خطرات راه که خاطر دریا مقاطر فاتر بود که آیا چهله ها بسلامت رسد یا نرسد یا دستبرد شود و بدست قطاع الطریق بیفتد ، طمانیت شد.

و عرائض شادل خان و رستم خان افغان که هاڑ در جایداد آنها ست ، و ملفوف عرضیء نواب ناظر بود ، شرفیاب مطالعهٔ اشرف گردید. عرض داشته بودند ، جسا سنگهه وغیره سکهان شقاوت نشان بر جایداد تعلقهٔ غلامان یورش

۱ـ اصل : کرام الکاتبین

آورده بقلعچهٔ سادات که معروف به کوتله[1] است، چسپیده همگی زراعت را پایمال سم سمندان ساخته عرصه تنگ نمودند. لاچار فدویان بکثرت شان و قلت خود نگاه نکرده نظر بفضل خدا و اقبال عدو بند کشورکشا موافق «السیف آخر الاحیال» دست بأسلحهٔ کوته که عبارت از شمشیر و کارد باشد، نموده چپقلش و جنگ نمایان بمخالفان ساختند. و آنها در نبرد و هیجا هیچ قصور بعمل نیاوردند.

بهر سینهٔ نو شده کینها
گریزان شده رحمت از سینها
جدا گشته دلها ز پیوند خویش
پدر تشنهٔ خون فرزند خویش
هزاهز درآمد بهر دو سپاه
دوادو درآمد بخورشید و ماه
زموج سلاح و ز گرد زمین
گلین گشت چرخ و زمین آهنین
ز تیر و سپرها که بر کار بود
بیابان نیستان و گلزار بود
بزیر سر تیغ رخشان ز تاب
چنان کز ته برگ نیلوفر آب
سپه[2] از علمها شده سایه دار
دلیران بر آشفته دیوانه وار

۱ــ اصل : کومله   ۲ــ اصل : سپاه

سواران عنان در عنان تافتند
یلان روبرو نیز بشتافتند
ز شمشیر چاک افگن تابناک
برآمد زهر جانبی چاک چاک
مشبک شده سینها از سنان
بلا زان مشبک تماشا کنان
ز غلطیدن کشتگان در مصاف
شده پشته بر پشته چون کوه قاف
همه روز تا شب دران رستخیز
دو رویه همیرفت شمشیر تیز

محض بتائیدات یزدانی و توقیعات اقبال خاقانی که در وهم و قیاس نبود، فتح و نصرت شد، و آنها را از پیش برداشتند. چون قلت مردم بود، تعاقب بعمل نیامد.

تعاقب نمودن نه از راه بود
که مرد اندک و روز بیگاه بود

ازین طرف بیست و پنج کس شربت شهادت چشیدند و دو صد مردم آنها علف تیغ بیدریغ گردیدند. حالا رخت ادبار ازین نواح بردند، و سه کروه کوچ عقب از هاپڑ کرده خیمه زده اند.

عرض کردند، نصرت الدوله بهادر تلیرفرنگی که ملازم راجهٔ جےپور و برفاقت رای رتن لال بود، با پلٹن خود ترک نوکری کرده نزد آپاجی کهنڈو فرود آمده سخن نوکری بر

کرسی نشانده - ارشاد شد: «تلیر از شاخی پرید و بر دگر شاخی نشست - بیوفائی رسم اکثر طایران بود» -

قریب بغروب آفتاب عالمتاب پٹیل با رانے خان بهائی و آپاجی کهنڈو خانسامان بشرف تقبیل آستان کرامت نشان رسیده بعد فروغ شمع و چراغ بفروکش خود رفت - تا وقتی که در حضور انور بود، دیگری دران بزم راه نیافت و مذاکره ماند که بعد دوازدهٔ وفات سرور عالم، صلی الله علیه و سلم، بسمت اسلام آباد متهرا موکب همایون توجه نماید - و درین دو سه روز خادم حسین خان ملازمت حاصل کند و در یك دو روز در دیکه بندوبست پٹیل شود - حضرت فرمودند: «درانچه استرضای ایشانست، همان خواهد شد» -

وقت مقرر قرنای مقام ندای «لا تتحرك ذرة الا باذن الله» بسمع جهانیان رسانید - و هریکی بخواب گرائید - فقط -

جمعه دویم

سحر گشت و بیدار شد بادشاه
بر اورنگ بنشست با فرو جاه
امیران دانا و فرمان پذیر
رسیدند در پیش صاحب سریر
بقدر خودش هریکی جا بیافت
چو سر را ز فرمان داور نتافت

امرای پایه تخت استسعاد کورنش و تسلیم حاصل ساختند - اخبار دارالخلافه از نظر جهان پرور گذشت که قبائل راجه نرایننداس و کنور بخت سنگهه پسرس که صیغر است و نهم

ماه گذشته روز چهارشنبه از شهر بلشکر رهگرا شدند و برسم اخفا یك یك و دو دو بهانهٔ غسل جمنا از شهر برآمده بخانهٔ نذهی خان عرب بعرب سرای جا گرفتند و در اثنای راه خیر علی خان که برای آوردن شان رفته بود، بآنها درخورد.

بعد چاشت عرض شد که کنور بخت سنگهه با قبائل پدرش مع[1] الخیر نزد والد خود رسید. و مخبر صادق معروض داشت که شجاع دل خان المعروف به خانسامان در مستقر الخلافه اکبرآباد نگاهداشت دارد و بتازگی با روهیله ها و مردم قدیم معتبر خود عهد و مواثیق درست ساخته، زر تنخواه سپاه چیزی بچیزی تقسیم کرده، مردمان خوب اعتباری نگاه میدارد، و ارادهٔ دیگر در سرش جا گرفته، مستعد بجنگ است. یکی گفت، چند روز گذشته که در اخبار نوشته آمده بود، نیم شب سه شتر معه بار و چیزی اسباب از حصار بر آورده آنروی آب جمن فرستاد. اگرچه بر دروازهٔ قلعه تلنگه های پلٹن شاهی ممانعت ساختند که بی ضابطه غیر وقت دروازه وا نمی شود، اما سود نکرد.

ارشاد شد: «خیال نبرد دارد. افسوس! در وقتی که خبر کشته شدن افراسیاب خان رسید و ما بدولت آنجا بودیم و هوش و حواسش[2] فراهم نبود و اضطراب و خوف جان داشت، هیچ نکردیم، بلکه سرفراز فرمودیم و امان جان

۱- اصل: معه

۲- اصل: هواسش

دادیم[1] - این گل که شگفتنی است، از ریاض عقل من خواهد بود - حالم بدان شخص ماند که در اول نفهمد و در آخر ندامت کشد ».

از نوشتجات صحیح شکر بابوجی ملهار و اخبار دریافت گردید که وی عبور جمن از متهرا کرد و به هنسیا گنج منتظر رسیدن مردم متعینه مقیم است - بعد ملحق گشتن مردم بحالات خواهد کوچید.

معرفت شاه نظام الدین چند کشتی پارچهٔ پوشاکی جهت مرشد زاده ها فرستادهٔ پٹیل از نظر گذشت - چون برای میان صاحب، مدظلها، نبود، در وقت ملاحظه ارشاد شد که پٹیل واقف است که بر میان صاحب نسبت دیگر شاهزاده ها خیلی طبیعت من مصروف است - لهذا معلوم می شود که بنابر میان صاحب پوشاك خوب و علیحده خواهد فرستاد ».

چنانچه بمجرد شنیدن این سخن پٹیل یك کشتی پارچهای مغرق مخصوص میانصاحب ارسال حضور کرد - قربان رای جهان پیرای عقل عقلای گیتی باد که بسخنی خوان پارچه ها بحکمت عملی از سر منشاء صنادید جنوب گرفت.

چنان شاه خود غرض و خود مطلبی است
که در عصر ما سایهٔ ایزدی است

۱ـ اصل : دادم

زروی یقین گر بداند درست
که خرمهره ها از تن کس درست ۱
بدست آید از عجز و زاری بچنگ
نسازد دران امر لمحه درنگ
شکوه شهی را نهد بر کنار
ستاند درم از گدائی نزار
چنین حکمت زر ستاندن بدست
نزاید بگیتی دگر زر پرست

من بعد بیچوبهٔ سقرلاتی که از درون سبز و از برون سرخ باناتی بوضع پٹاپٹی خیلی خوشنما ست، و دو فیل که یکی پاٹهه و دیگری کلان و نامی جداگانه دارد، و بشان هریکی این دو بیت ابوالفیض فیاضی راست می آید:

پیلی که اگر بروز جنگش
شاهان شنوند بانگ زنگش
بنهند ز سر کلاه ناموس
چون ترسایان ببانگ ناقوس

خاصه برای بندگان حضرت قدر قدرت فرستادهٔ پٹیل از نظر انور گذشت۔ بیچوبه و پاٹههٔ فیل بدرجهٔ قبولیت رسید، و بنابرین که فیل کلان لنگ بود، بدان تمرلنگ ثانی

۱؎ اصل ی قافیہ مکرر ہے۔

فرستادند و لطیفه گفتند که این فیل به پٹیل مناسبت جنسی دارد۔ یعنی این هم و او نیز لنگ است۔

دو دوشاله یکی به بابوبا و یکی بداروغهٔ فیل خانهٔ پٹیل مرحمت گشت۔

شام گاه گذارش گردید که سواران میواتی شتران مهاراو راجه از چراگاه حی کرده بردند۔ او بمجرد اصغای خبر با سواران خود بسر آنها تاخت آورده، شتران را از آنها خلاص گنانیده بفرودگاه خود فرستاد، و بتعاقب آنها شتافته۔ شخصی عرض نمود، شب رفته که اسپ دیوان احمد علی خان پلٹن والا بدزدی رفت، سراغی ازو معلوم نشد۔ فرمودند: «آنچه از ما و از لشکر ما رود، کی واپس آید که بخت در مدد است»۔

چون بر عرصهٔ گیتی نقاب شب نقاب انداخت، اهل اردو بخواب رفتند و جهان پناه خوش بخفتند۔ و پاسی که شب رفت، قرنا شور مقام نمود، و از شورش رحیل طبائع مردم فراهم شد۔ فقط۔

شنبه، سیوم

که بی مقابله و مقاتله سپاه کوکب از خورشید رخ نهفت، و بی جهد و تردد بر حصار نیلی سپهر سپهدار شرق برآمد، داور روزگار بیدار شده، پس از ادای نماز و وظائف و اوراد مقرری بنابرین که، بیت:

همه شب تا بگاه بانگ خروس
گردن شاه بود و ران عروس

شب زنده داشته بودند، بر بستر خواب مراغه نمودند. اگرچه عشوه گری گستاخی شوخ طبعی، نمک ظرافت را بشیرینیء تکلم آمیخته، عرض داشت که «بامداد و پگاه خواب ممنوعست، چنانچه شاعر گوید:

خفتن صبح نور میکاهد
عسرت آرد، خدا شود بیزار

نباید خفت»۔ از انجا که غلبهٔ خواب و ماندگیء شب بیداری بود، گوش بگفتارش نکرده فی البدیهه این شعر فرموده خسپیدند:

نور کاهد، عسرت آید، حق شود آزرده گر
من نخواهم ترك کردن، جان من، خواب سحر

چون پنج گهڑی روز برآمد، و طائر زرین جناح مهر اوج گرا گشت، و خمار شبینه رفع شد، باورنگ خلافت جلوس نموده، مجرای مجرائیان گرفتند، و هریکی بمشاهدهٔ جمال با کمال ذخیره اندوز نشاط گردید۔

عرض شد، یك پاس از شب رفته مهاراو راجه که بتعاقب حرامیان شتافته بود، قریب ده کروه زمین طی کرده بفرودگاهش رسید۔ چون آن اعینان که مراد از سواران راهزن است، در علی نگر ذوالفقار خان جا گرفتند، لهذا

مهاراو راجه دست از آنها برداشت و همت بهادر و راجه نراینداس از بامداد درون دیکه رفته، در حویلیء رتن سنگهه نشسته، سوال جواب خالی کرده دادن قلعه بامیر مجاهد بن حسین قلعه دار دارند.

از روی اخبار شاهجهان آباد دریافت گردید که سکهان از پڑاو خود که شش کروهی هاپڑ بود، تاخت آورده جنگی عظیم با شادل خان کردند. او بجان کوشید و قریب سه صد مردم مخالفان علف تیغ نمود. آخر عهده بر آ نشده به گڈه مکتیشر گریخت و سکهان هاپڑ را غارت ساختند.

در افتاد در قلب افغان شکست
مخالف بتاراج بکشاد دست
سپاه مخالف بر ایشان که خاست[1]
بغارت همی تاخت در چپ و راست
به بنگاه سکهان گران تا کران
زمین شد زبار غنیمت گران
ز بسیاری رخت و اسپ و شتر
دل و دیدهٔ مفلسان گشت پر
کسی کو بخانه قماعی نداشت
نها نخانهٔ بی متاعی نداشت
گران مایهائی ز غایت برون
بدیدار زیبا، بقیمت فزون

۱- اصل: خواست

زده توده بر توده در هر قطن
طرائف بخرمن، جواهر بمن
نه سرمایه چندان در آمد بیار
که دریابد آن را مهندس شمار

جهان پناه باستماع غلبهٔ سکهان مغموم شده فرمودند:

بر اسلام شد لشکر کفر چیر
ز روباه بگریخت غرنده شیر
ندانم، چه یاری کند چرخ پیر؟
چسان دارم چترو کشور سریر؟

چون آفتاب بخط استوا[1] برآمد، در محل تشریف برده حرمت افزای جماعت عصمتیان زرین قباب شدند، و سه پهر دربار جهان مدار کردند. خبر آمدن پٹیل بحضور بود. آخر روز رانی خان بهائی آمده و آستان بوس گشته. پس از عرض کورنش و تسلیم پٹیل التماس ساخت که بنابر کاری پٹیل حاضر نگردید. بعده حضرت بوی خلوت کردند که بوئی ازان تکلم بمشامی نرسید. و به پسر توشکچیء پٹیل و آورندهٔ کشتیهای پوشاکی که دیروز جهت مرشد زاده ها از نظر انور گذشت، عطای عظمی شد. یعنی به پسر توشک‌چی دستار سرخ باندهنو معه گوشبند، و آورندهٔ کشتیها دوشاله ها عنایت گشت.

---

۱ - اصل: اسطوا

بعرض مقدس رسید که چهار گهڑی روز باقی مانده قلعهٔ دیکه خالی شد۔ و میر مجاهد بن حسین از قلعه بر آمده، ملازمت همت بهادر و راجه نراینداس کرده، امیدوار نوازش و مرحمت پٹیلی گردید۔ و دتوبجی با نشانهای پٹیل بقلعه داخل شد و پلاٹن رامڑو ملازم آپاجی کهنڈو گشت۔ می گویند، بگوالیار برود۔

هنگام شام راجه نراینداس و همت بهادر از دیکه بفر وکش خودها آمدند و شلك عمل شدن پٹیل بشهر و قلعهٔ دیکه در توپخانه و پلاٹن پٹیل شد۔ و ۱ شلك توپهای بروج حصار دیکه نیز گردید۔ چون از فروغ پرتوه ماه و کواکب عرصهٔ گیتی منور گردید، پادشاه ظل الله در مشکوی معلی تشریف برده، سایهٔ بلند پایه بر عرائس قمر رشك انداختند و بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام نمودند۔ چنانچه زمان مقرر قرنا شور مقام مقام کرد و لشکریان بخاطر جمع نواب گرائیدند. فقط۔

چهارم، یك شنبه

چو شد نارنج مشرق صبح گاهان
سفید و سرخ، چون سیب سپاهان
زمانه گشت ازان نارنج سازی
مشعبدوار در نارنج بازی

۱ـ اصل: شلك و

برآمد شمع سا در ذات جمشید
فراز کرسیء زر همچو خرشید

باریابان محفل خسروی که هریکی مست بادهٔ حضور بود، بمشاهدهٔ جمال انور مدهوش گردید و بکام دل رسید۔

از روی اخبار دارالخلافه بمسامع جهان پناه آمد که سکهان راکهی، یعنی خراج، از ملك تعلقهٔ شادل خان گرفته و آینده را مقرر کرده، و دست از مشارالیه برداشته، عبور گنگ از گڈه مکتیشر نمودند۔

قریب بشام عرض شد، بڈیرهٔ خادم حسین خان برسم عزا پرسیء افراسیاب خان مرحوم پٹیل آمد و التفات بسیار بر مومی‌الیه کرد، و بخیمهٔ همت بهادر رفت۔ او یك پاٹهٔ فیل واسپی تواضع ساخت۔ پٹیل اسپ را پسند کرده و ستوده گرفت۔ و از انجا بخیمهٔ اله یار بیگ خان توجه نمود۔ نامبرده از ڈیره بر آمده، دو اشرفی و ده روپیه نذر کرد۔ سرآمد امرایان حضور روپیه ها معاف فرموده، و مهرها قبول ساخته، درون خیمه رفته نشست۔ خان مسطور چند کشتیء پوشاکی و دو اسپ پیش کش نمود۔ ازان جمله یك دستار باندهنو و اسپان گرفته بفرودگاه خود رفتند۔

سید محمد خان صاحبزاده التماس کرد، راجه نراینداس مردم پٹیل بر جایداد خانزاد فرستاد و قرق جایداد کرد۔ ارشاد گشت: «چون شما پیش ما می باشید، لهذا راجه با شما بغض

میدارد۔ حالا که پٹیل می آید، باو فهمانده جایداد شما از قرق بدر خواهم آورد»۔

زهی پادشاه که آن کس که رفاقتش کنند، ذلیل باشد! دیگر در محفل معلی هیچ مذکور تا وقت خواب نگشت۔

چو یك حصهٔ شب بگردید آخر
ملك خفت با ملکه بر تخت فاخر
چو شه خفت، خفتند جمله رهی
ازان پس همه فوج شاهنشهی

فقط۔

پنجم دو شنبه

که از فروغ نیر گیتی افروز آفاق منور شد، پادشاه گیهان پناه بیدار گشته جلوس فرمود، و بلمعات اقبال عرصهٔ جهان را روشن ساخت۔

اخبار شاهجهان آباد آمد و از روی آن منکشف گشت که سپاه قلیل سکهان عبور گنگا نموده، باقی این طرف هاڑ است۔ و دَل دیگر می آید و ڑاو سکهان سنبهل است۔

آخر روز پٹیل بحضور انور حاضر گردیده، کلید طلائیء قلعهٔ دیکه و یك صد و یك مهر نذر گذرانید۔ از روی نوازش خاقانی اشرفیها گرفته، بدست مبارك کلید مذکور و دستار سربسته با طرهٔ بادله و دوشالهٔ ملبوس خاص که جهالر بادله داشت، و جامهٔ شال عنایت فرموده، پایگاه پٹیل

را بجمیع سران جنوبی و هندی بر افراختند. من بعد تا دیر خلوت داشتند که کسی بران تکلم آگهی نیافت. و برای چٹھیء خلاصیء جایداد سید محمد خان که سواو تھہ وغیرہ است و مهربان خان که کٹھومر است، فرمودند. پٹیل عرض کرد، بعد بایشان داده خواهد شد. القصه باوجود سعی شاهنشہی چٹھی گذاشت جایداد آنها بعمل نیامد، بلکه عقدهٔ درکار اوشان افتاد.

و پسر مرتضی خان بڑیچ را با مردمانش تعینات باپوجی ملهار ساختند. و ارشاد پٹیلی شد که زود خود را نزد باپوجی رساند، چرا که او منتظر رسیدن مردم متعینهٔ آن روی جمن قریب بمتھرا و برندابن ڈیره دارد و بیشتر نکو چیده

چون کوکب روز بنقاب ظلمات رفت، خسرو انجم علم عباسی بر افراخت و عالم و قبلهٔ عالمیان بآرام خفتند و چشم از دیدن نیک و بد پوشیدند. فقط.

ششم سه شنبه

چون طائر زرین جناح مهر بر پرواز کشاد، شاه گیتی پناه بر اورنگ خلافت جلوس نموده، مجرای بندگان بارگاه گردون اشتباه گرفت، و در سلك امرای پایه تخت همایون آپاجی کھنڈو خانسامان حاضر شده، منشیء فارسی

خوان خود را بشرف تقبیل آستان کرامت ترجمان رسانید، و او پنج روپیه نذر گذرانید. آنگاه خانسامان مذکور عرض کرد که کاغذ خانسامانی[1] این کس خواهد فهمید. همانوقت بخانسامان معزول جهت فهمانیدن کاغذ بموی الیه ارشاد گردید.

وشقجات به شجاع دل خان شرف اصدار یافت که قلعهٔ مستقر الخلافه آگره را بوضع پٹیل گذارد. بر زبان خاص و عام جاری است که او سامان جنگ درست دارد و مستعد است.

عرض شد، وکلای راجهٔ جےپور و رای رتن لال از پٹیل رخصت شده و از کامان دروازه کوچ کرده بزیر شاه برج فرود آمده اند.

و به سید محمد خان فرمودند که «شما مذکورات مکالمهٔ مارا بمجرمان[2] میرسانید، و بحقیقت از طرف اوشان بعهدهٔ اخبار رسید. درین چند روز که رانے خان بهائی آمده خلوت کرده بود، و بوئی ازان کنگایش بمشام نرسیده بود، امروز اشتهار یافت. همین می گفت که حضوریان من و عن خبر حضور بدگران بهر عنوان میرسانند». دیگر تاحین[3] جواب مذکور تازه نشد. بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام ساخته، بخوابگاه تشریف بردند. فقط.

۱ــاصل: خانسانی ۲ــاصل: بمحرمان ۳ــاصل: تاحس

هفتم چهار شنبه

که از انوار پادشاه چرخ دوار عرصهٔ روزگار روشن شد، و ظلمت شب یك سو گشت، زمان مقرر شاه گیتی پرور بیدار گردیده، مجرای باریابان بزم همایون گرفت۔

عرض شد، وکلای جےپور که از پٹیل رخصت گرفتند، امروز بنابرین که جوراج گوبنداند مهنت ملاقات رخصتانه به همت بهادر خواهد نمود، کوچ نساخته اند، فردا خواهند کوچید۔ و خبر صحیح است، انباجی معه مهارا و راجه ماچهری بمحالات این روی جمن بکمك بابوجی ملهار و بندوبست دارالخلافه روانه خواهد شد۔

بعد آن درون محل تشریف ارزانی فرمودند۔ آخر روز بر آمدند۔ چون کوکب روز غروب شد، آفتاب عالم در قاب مخدرات متوجه شد و ماه درخشان طالع گشت و خلق بیاسود۔ فقط۔

پنجشنبه هشتم

که فراش روزگار پرند کواکب نوشت و چادر زراندود بگسترد، شاه کیهان پناه از قصر خوابگاه برآمد شد و وظائف مقرری بانصرام رسانید۔ چون بسبب کسل مزاج وهاج بیست ونه روزهٔ ماه مبارك رمضان قضا شده بود

صوم داشتند - آنگاه مجرائیان بشرف مجرا بار یافتند - به راجه دیا رام بخشمناکی فرمودند که «چه معنی دارد، شما اخبار ما را منکشف می‌کنند و این که بجای خود می گوئید، سلطنت به دادن قلعهٔ دیکه به پٹیل از خاندان تمری رفت، غلط گفتن چه فائده دارد؟ خود بچشم انصاف به بینید که درایام مختاریٔ مجدالدوله و زمان زندگی ذوالفقار الدوله چه چیز نگردید که دیگری را به بدی یاد می نمائید -»

و بموقف عرض گذارش شد، رای رتن‌لال با وکلای جےپوری بکوچیده و دستك بیست و پنج روپیه روز پٹیل صاحب بابت بقیهٔ معامله که سی و پنج هزار روپیه باشد، نموده اند - چنانچه چند سوار جنوبی پایگاه خاصهٔ پٹیل بر رای مذبور از شام دیروز تعین شده -

و از اخبار شاهجهان آباد بسمع اجلال رسید، سیف الدوله بیمار است و تهیج بپاهاش نمایان شده -

خبردار التماس کرد که انباجی بشرف رخصت از حضور پٹیل صاحب سعادت حاصل کرده، و از فروکش خود طبل رحیل نواخته قریب به دروازهٔ دهلی دیکه فرود آمد - گلبانگ است، براه میوات به دار الخلافه خواهد رفت -

سلیمان خان و قاسم خان و صدیق بیگ خان و راجه منون لال وکیل ظفریاب خان تعینات انباجی شدند

وبهریکی پٹیل صاحب درخور او خلعت عنایت کردند۔ و دلارام کافر را دوشاله وگوشبند و سرپیچ جواهر مرحمت کرده بدیوانی انباجی از طرف راجه ترایندااس سرفرازی بخشیده مرخص ساختند۔ و مهاراو راجه نیز متعین انباجی شد۔ لیکن چون ساعت رخصت او نبود، خلعت نیافت۔

می گویند که مهاراو راجه کانوند برود۔ و بزبان عوام است که دل سکهان دیگر آمده و عبور گنگا که سکهان کرده بودند، باز این طرف آمدند که مردم راجه صورت سنگهه و فرنگی بمحافظهٔ چندوسی گرم و گیرا رسیدند و شجاع دل خان به آگره بعزم جنگ نشسته۔ جهان پناه ارشاد کردند: «زهی نصیب آنها که رخت اقامت به شاهجهان آباد خواهند افگند۔

من ریش بدست دیگری میدارم
از کوچ و مقام بر زبان چون آرم
خجلت زده ام، نصیب من خجلتهاست
زان کار که ساختم، ذلیل و خوارم»

چون آفتاب پس کوه رفت و زمان افطار صوم رسید، روزه افطار کرده بمشکوی معلی داخل شدند۔ فقط

جمعه نهم

که بقدرت قادر برحق صوفی شب زنده دار از افق فلق سر برآورد و بر سجادهٔ نیلی فلک بریاضت آفرینندهٔ حور و ملك قیام ورزید، پادشاه فرخنده کیش بیدار شده مراسم عبودیت و پرستش یگانهٔ بی همتا بتقدیم رسانیده روزه داشت و بر اورنگ خلافت جلوس نموده باریابان بزم همایون بحضور اقدس اختصاص یافتند۔

عرض شد، انباجی کوچ کرده دو کروهی این طرف برسانه به روپ نگر دائره کرد۔ ازان جا که مزاج اقدس اعلی بدریافت ماجرای چگونگی و ویرانه و آبادی مرغوب است، از برسانه استفسار فرمودند۔ شخصی التماس کرد که برسانه موضعی است معروف و دامان کوهی واقع شده۔ وکتب هندی گواه بر قدامت اوست۔ هنودش متبرك دانند، و رسیدن آنجا فخر می شناسند۔ بقیاس و کتاب آنها مولد رادهکا که محبوبهٔ کرشن بوده و مسکن و موطن برکهبان که پدر رادهکا بود، همین جاست۔ حاصل کلام زمین آنجا محبت زا و هوای آنجا عشق افزا۔ از اناث وذکور آن نواح بوی محبت پیدا، و از باشندگان آن مکان طریقهٔ ناز و نیاز آشکارا۔ جائی خوش ومکانی دلکش، قابل سیر خصوص در برشکال۔ اگرچه درکوه آب نیست لاکن در برسات عجیب کیفیتی پیدا می کنند۔ مختص برای تارکان دنیا مکان بود وباش نیکوست۔ بتخانهای قدیم

و معبدهای عظیم بالای کوه دارد - در عهد برجیندر سبحان سنگهه به روپرام نامی کناره برهمن که موطن او همین موضع بوده ، زمانه موافقت ساخت و نراد روزگار با وی نرد مخالفت نباخت واو مقرب برجیندر گشت - چون فراخ حوصله بود ، حویلی های کلان وعمارات عالیه باکثر جاها علی الخصوص درین جا بنا کرد - بروج بلند که از بروجهای فلکی نشان دهد ، وحوضهای وسیع که یاد کوثر از خاطر برد، درست ساخته. شرقی برسانه نزدیك به آبادی تالابی عظیم وپخته از بنای اوست که آبش درخشك سال خشك نمی شود ، طبق زمین بشکنند غربی تالاب مشرف بر ساحل آن عمارات کلانست - وهر چهار طرفش بروج پسندیده درختان اقسام و طائران خوش کلام نشاط بخش خاطر غمگین و طاوس رقاص انبساط افزای طبائع حزین - پیشتر از برسانه بمسافت اندکی در صحرا دو تالاب پخته است مملو از آب گوار و مصفا که یکی را پریم ساگر و دیگری را بهانوکهر خوانند - ومابین برسانه و نندگانو در جنگل بموضع سنکیت است جای مواصلت و ملاقات رادها و کرشن - و صحائف دانان هند و راویان هند چنین خبر میدهند که در ازمنهٔ پیشین چون آتش عشق از کانون دلها شعله کشیده، از نندگانو کرشن و از برسانه رادها می خرامید و بموضع سنکیت مخفي و

۱ــ اصل: برجندر

محتجب از انظار نظارگیان بکام دل می رسید ـ عمارات پاکیزه و تالابی خام دارد ـ و پیش از ان نندگانو و پیش از نندگانو کوکلابن است ـ فضایش پسندیده تر، درختانش سایه گستر کثرت درختان افزون از بیان، و خوبی آنجا متجاوز حوصلهٔ قلم دو زبان ـ درمیان درختان تالابیست پخته که چهار طرفش زینه دارد ـ آبش شیرین ـ اگر عدنش گویند بجا و اگر فردوسش شناسند، رواست ـ اکثری مرتاض و درویشان فارغ البال در انجا آسوده، و عابدان عبادت کیش بعبادت مشغول گردیده ـ

مکان قابل سیر است وجای درویشان
دگر ازو نبود بهتری مکان مغان[1]

حضرت ارشاد کردندکه «اگر خدا همت دهد، درچنین جا مسکن گزینیم وبفراغ خاطر نشینیم ـ»

بعرض رسید، دستك سواران مرهٹه که بوکلای جیپور بود، موقوف شد ـ هنوز آنها کوچ نکرده اند ـ وشامگاه گذارش شد که بخیمهٔ مهاراو راجه آپاجی کهنڈو رفته بود، یك فیل واسپی و هفت کشتیٔ پوشاکی و یك کشتیٔ جواهر و عطر و پان گرفته آمد ـ وبسه مردم همراهی آپاجی مهاراو راجه خلعتها داد ـ

۱ـ اصل: مکان و معان

چون زمانهٔ افطار آمد، روزه افطار فرموده درون محل باکل و شرب پرداختند و با بانوان عفت کیش شطرنج نشاط باختند ـ فقط

شنبه، دهم

چو مرغ صبح زرین بال بکشاد
عروس شام پا در حجله بنهاد
جهانداور زتخت خواب برخاست
سریر هفت کشور را بیاراست
باورنگ خلافت شاد بنشست
در شادی کشاد و باب غم بست

حضار پایه تخت همایون بشرف آستانبوس مشرف شدند ـ طالب علی خان خواجه سرا که بشکار رفته بود، یك قاز و چهار مرغابی شکار کرده آورده، بعد ادای کورنش و تسلیم نذر گذرانید ـ از انجا که جهان پناه صائم بودند، فرمودند که به پٹیل رسانند ـ بعد آن کانهجی وکیل موسی درین فرنگی که پیشتر برفاقت سیف الدوله بود، و درین ولا رفیق نواب ناظر است، دولت ملازمت اقدس دریافت و یك مهر نذر گذرانید وبدوشاله و گوشبند سرفرازی حاصل ساخت و عرضی موکل گذرانید ـ از روی آن مکشوف شد که نواب ناظر خبرگیری می نماید ـ

عرض شد، پٹیل جهت شکار سوار شده و رخصت مهاراو راجه که برفاقت اناجی خواهد رفت، امروزهم نشد. و مقام اناجی به برسانه است. از اخبار دارالخلافه بسمع مبارك رسید که سیف الدوله مریض است و تهیجی بپاهاش نمودار شده. فرمودند: «خدا حافظ.»

از اکبراباد علی‌الاتصال اخبار آمد که شجاع دل مستعد به جنگ است. و اسباب نبرد که مراد از استحکام قلعه وباره است بوجوه بهم رسانده. چون روز قریب بنصف النهار رسید، درون محل تشریف بردند و اواخر روز در دولت خانه جلوس فرمودند. عرض گردید که مهاراو راجه با پسرش بنابر ملاقات بخانه آپاجی کهنڈو رفت. مشارالیه هفت کشتی پوشاك و جواهر و فیل واسپ و پنج کشتی به پسراو تواضع کرد. مشارالیهما اشیای متواضعه همه گرفته بخانه آمدند.

بعد ازشام محمد وارث را نزد آپاجی کهنڈو فرستادند. نامبرده همراه موی الیه بحضور حاضر شد. جهان پناه خلوت نمودند. آپاجی کهنڈو عرض کرد: «غلام باآنکه تا این وقت غسل و پوجا نکرده، بنابرین که بعضی امور ضرور داشت، و درخدمت پٹیل بود، بسعادت بساط بوس نرسید.»

هنگام افطار، افطارصوم نموده درون محل رفتند. و هرچه بهم رسید خورده، چشم جهان بین پوشیدند، یعنی بخواب آشنا شدند. فقط

یك شنبه،

یازدهم ربیع الاول سال مذکور بقدرت قادری که آغاز و انجام هر مهام و شروع و ختم هر کلام ازوست شب بخیر گذشت و روز بعیش نمودار شد - وسریر آرای طارم چارم بر اورنگ نیلی برآمد - حضرت شاه فلك جاه از خیمهٔ خوابگاه برآمده بر تخت سلطنت جلوس فرمودند، و بدستور مجرائیان باریاب کورنش و تسلیم شدند.

عرض شد، مهاراو راجه اول بخانهٔ همت بهادر رفته باتفاق او بخدمت پٹیل رفته، رخصت همراهی انباجی گرفت وجیغه با سرپیچ مرصع وشمشیر یافت - و دیوانش رام سیوك و وکیل اعظم وی هوشدارخان بهادر و همراهی او میراکرم را نیز خلعتها در خور آنها پٹیل داد - فردا موافق ساعت کوچ برسانه خواهد کرد - بعد آن چون بسبب صوم داشتن و از تراکیب زمان و زمانیان ظاهرا خاطر عاطر را غضبی بهم رسید، بی‌محابا بی آنکه لحاظ بیگانه و یگانه منظور باشد، بجمیع خدام و مقربان مخاطب به حافظ عبدالرحمن شده فرمودند که «انشاءالله، حالا به بینید، چه قسم در کون شمایان چوب از لنگوٹه بندان (که مراد از مردم جنوبیست) می کنانم.» حافظ در جواب گفت: «خیر، حضرت هرچه می خواهند، بدست خاص چرا نمی کنند که از دیگران می کنانند؟ آخر بهر کیف اوشان بیگانه و ما از آن حضرت والائیم - از

عهد تمری تا زمان سلطنت عرش منزل در تواریخ و شاهنامها و تکلم بجز غنیم لئیم این گروه شقاوت پژوه کفار فجار جنوبی را هیچ ننوشتند و نگفتند - طرفه که جهان پناه بدست اینها خود را چنان پای دادند که بجز نام ایشان سختی بر زبان نمی آرند - حق این که ازانجا که قوت خلافت نمانده، بزور اینها لاف شاهی میزنند و کوس پادشاهی می نوازند - بالفعل حال اولیای دولت چنانست که شخصی مهوس زنی طلبید چون قوت رجولیت نداشت و خجل شد، گفت: « نازم بکیر برادر »- و بحقیقت خلیفهٔ زمان هم مجبور حکم قضا و قدرست رضای الهی کند کارها -»

قریب یك نیم پاس روز برآمده در محل تشریف بردند چون آخر روز برآمدند، بعرض رسید، دو پاس روز برآمده بود که رای رتن‌لال و وکلای راجهٔ جی پور، چون انفصال معامله کرده، آنچه باقی بود از جواهر وغیره داخل سرکار پٹیل ساختند - از شاه‌پور دروازه، بنابرین که هنود دند و کمال اعتقاد بندابن و متهرا برسم طریقت خود دارند، بمتهرا کوچ نمودند - بعد فراغ طواف آن مکان و زیارت بتخانها به جی پور خواهند رفت -

من بعد بسبیل حکایت بر زبان کرامت ترجمان گذشت: «دوباره سکهان عبور گنگا کرده، چندوسی را غارت ساختند. و سیف الدوله بیمار است » خبر معروف بحضور انور مذکور شد که مردم سیف الدوله به نواب ناظر پیوستند و پسر

ثمرو فرنگی را سیف‌الدوله خلعت دلاسا داد، و شجاع دل در اکبرآباد مستعد نشسته غله و آب فراهم آورده با مردم خود تسمیه گشته و نگاهداشت دارد - غرض که هنگامه و فساد معاینه می شود -

چون روز تمام شد، افطار صوم کرده، درون خوابگاه آسایش نمودند و بر عرضی نقار خانه دستخط مقام مزین فرمودند و پهر شب رفته قرنای مقام بلند آوازه شد، وباقبال پادشاه عالم بیدار بخفت -

اگرچه در ارادهٔ من بندهٔ نحیف، پریم کشور فراقی، کاتب الحروف و جامع الوقائع عالمشاهی بود که تاانقضای دورهٔ قمر از تحریر وقائع خامهٔ حقیقت نگار را باز ندارد - لیکن چون ببرکت تذکرهٔ همایون منعم حقیقی من سیوم این ماه عاصی را رخصت کرد، تا امروز کوائف که خالی از لباس کذب است، معلوم نموده برنگاشت - و چون بکرم رازق حقیقی، عم‌احسانه، برات رزق من بر مهاراو راجه ماچهری گردید و مرا رفاقت او نصیب گشت، و درعسکر شاهی و ما بعد افتاد، بنابران که اخبار صحیحه نمی توانست معلوم کرد، پوچ و هرزه نویسی نکو ندانسته دست از تسطیر دروغ بیفروغ کشید -

سبب تالیف و ترتیب این اجزا که به وقائع عالمشاهی موسوم است، آن که باتفاق حسنه بمقام تلپت تعلقهٔ حصار

دار الخلافه شاه‌جهان‌آباد، دوشنبه شانزدهم شعبان المعظم سال هزار و صد و نود و هشت هجری عاصی را رفاقت لاله رام‌نراین و لاله هرنراین، سلمهما الله تعالی و ضاعف قدرهما، که پسران رای رام رتن مسودی سرکار معلی اند و بجمیع صفات آراسته وبلباس حسن ظاهر و باطن پیراسته، نصیب شد و صاحبان موصوف، دام اقبالهما، بمقامات موضع سیدپور تعلقهٔ فتحپور سیکری سلیم چشتی، قدس الله سره العزیز، و دیهی رام آباد منشیء ایشان محوز این معنی گشتند که روزنامچهٔ شاهی برنگارد چون خاطر عزیزان عزیز بود و «الامر فوق الادب» میدانست کیفیت واقعی نوشت. انشاء الله عنقریب[1] تاریخ شاهی نو خواهم نوشت و اختتام برین بیت دعائیه که درحق پادشاه بهتر ازین نمیداند، می نماید:

در خور نیست بامر مصطفی
شاه عالم را بود جنت جزا

تمام شد وقائع عالمشاهی - از روی اصل کتاب نقل برداشته شد. روز سه شنبه هشتم ذیحجه سنه ۱۲۰۵ھ هجری دربلدهٔ عظیم آباد پتنه دو پهر روز برآمده بتکلیف مصنف بندهٔ نندکشور ابن عم موالف از تحریر این رساله فراغ یافت.

تم تم تم.
تم

---

۱ - اصل: انقریب

تشریحات

ص ۱ سطر ۱۰ ۔ «درشان او لولاک ... ... نازل شده»

اس عبارت میں «نازل» لفظ استعمال کرنے سے بجا طور پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ فراقی کے نزدیک یہ جملہ قرآن کی آیت ہے، حالانکہ یہ حدیث ہے اور وہ بھی بقول امام صغانی گڑھی ہوئی اور جعلی۔ ملاحظہ ہو شوکانی کی الفوائد المجموعہ : ۱۰۸، مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۳ھ۔

ص ۳ سطر ۵ ۔ «تلپت» دلی سے تقریباً بارہ میل دور ایک قصبہ ہے فریدآباد۔ شاہ جہان کے عہد کے ایک سردار فریدخان نامی نے اسے اپنے نام پر فریدآباد سے موسوم کیا، فریدآباد کے پاس ہی تلپت کی پرانی بستی ہے۔ یہ دہلی سے آگرے جاتے ہوئے پہلی منزل تھی۔ ملاحظہ ہو واقعات دارالحکومت دہلی : ۲، ۵۹۴۔

ص ۴ سطر ۱۱ ۔ «شاہ نامہ نویس» ۔ شاہ عالم کے عہد میں ان اہل قلم نے بادشاہ وقت کی تاریخیں لکھی تھیں : (۱) غلام علی خان ابن بھکاری خان روشن الدولہ رستم جنگ، ان کی کتاب شاہ عالم نامہ کے نام سے موسوم ہے، اور رایل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی طرف سے ۱۹۱۴ء میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے، (۲) محمد علی خان، ان کی کتاب کا ذکر تنقیح الاخبار: ۲، ۵۸۷ الف میں شاہ عالم نامہ ہی کے نام سے آیا ہے۔ اگر اس جگہ کاتب نے غلطی سے بجای غلام علی خان کے محمد علی خان نہیں لکھا ہے، تو اس کا نسخہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ میری نظر سے ابھی تک اس کا کوئی نسخہ نہیں گزرا۔ (۳) منشی منو لال، ان کی کتاب کا ذکر الیٹ : ۸، ۲۹۳ نے «تاریخ شاہ عالم» کے نام سے کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ میرا نسخہ ناقص اور ۲۴ ویں سال جلوس تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ الیٹ کے علاوہ رای منولعل فلسفی بن رای سدانند عاصی بریلوی نے تنقیح الاخبار: ۲، ۵۵۶ الف و ۵۵۸ الف پر بھی اس کا ذکر کیا ہے

اور ہر دو جگہ اس کا نام «شاہ نامہ» بتایا ہے ۔ (۴) مرزا جان بیگ سامی ، جیسا کہ مجموعۂ نغز : ۱'۲۸۶ میں ہے' یا مرزا محمد جان بیگ ساقی ، جیسا کہ طبقات شعرای ہند مولوی کریم الدین : ۲۷۷ میں ہے ' اس نے شاہ عالم کے حکم سے بطرز فردوسی' شاہ نامہ ہی کے نام سے شاہ عالم کے واقعات سلطنت نظم کرنا شروع کیے تھے ۔ مگر ان دونوں تذکروں میں صراحت کی گئی ہے کہ سامی یا ساقی اسے پورا کرنے سے پہلے ہی اس دنیا سے چل بسا ۔

چونکہ منو لال کی کتاب شاہ عالم کے عہد کی بہت عام تاریخ ہے' اور مسٹر فرنیکلن نے بھی اپنی انگریزی کتاب «شاہ عالم» میں اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے' اس بنا پر میرا خیال یہ ہے کہ بعید نہیں' فراقی نے اسی شاہ نامہ کو مراد لیا ہو ۔

ص ۴ سطر ۱۳ ۔ «عمادالملك» ۔ اس کے حالات کے سلسلے میں دہلی' اودھ' روہیل کھنڈ' مہاراشٹر اور فرخ آباد کی مشہور تاریخوں کے ساتھ تذکرۂ نشتر عشق : ۶۹۳ الف ۔ ۶۹۵ الف' گلشن سخن : ۱۰۲ الف تکملة الشعرای شوق رامپوری : ۳۱۷ ب ' خزانۂ عامرہ آزاد : ۵۰' گلزار ابراہیم : ۲۹۷ ب' تذکرة الکاتبین : ۲۸ الف' حدیقة العالم : ۲ ۲۲۳' سرگذشت نواب نجیب الدولہ: ۵۰' اور شعرای اردو کے پرانے تذکرے بھی ملاحظہ ہوں ۔

ص ۴ سطر ۱۴ ۔ «احمدشاہ» ۔ سیر المتاخرین : ۲'۵۰۰ اور جام جہان نما : ۳۷ ب خزانہ:۵۲ میں لکھا ہے کہ ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ (۲ جون ۱۷۵۴ء) کو اسے قید اور ایك ہفتے کے بعد نابینا کیا گیا تھا ۔ تنقیح : ۴۹۵'۲ب میں منگل کے دن ۱۰ شعبان کو قید اور اندھا کرنے کی صراحت کی ہے ۔ مفتاح : ۳۲۵ میں آخر جمادی الاخرہ میں اسیری اور ۱۰ شعبان کو آنکھیں پھوڑنا لکھا ہے ۔ تھارن (ص ۳۰) نے اسے ۱۷۵۵ ء کا واقعہ بتایا ہے ۔ میری رائے میں صاحب سیر کا بیان زیادہ قرین صحت ہے ۔

ص ۴ سطر ۱۵ ۔ «والد حضرت پادشاہ زمانہ» عالمگیر ثانی مراد ہے۔ اس کا نام عزیز الدین بن معزالدین جہاندار شاہ ہے ۔ سیر: ۲'۵۰۰' نشتر

عشق : ۶۹۳ ب، مفتاح : ۳۲۵ و ۳۴۰، عبرت نامہ : ۲۰ب، اور تنقیح : ۲، ۴۹۷ الف میں منگل ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ (۲ جون ۱۷۵۴ء) تاریخ تخت نشینی درج ہے ۔ لیکن تاریخ عالمگیر ثانی (بحوالہ الیٹ: ۸، ۱۴۲) ۱۱ شعبان اور جام جہان نما: ۲، ۳۷ب اور خزانہ: ۵۲، میں یکشنبہ ۱۰ شعبان لکھی ہے۔ فرینکلن نے «شاہ عالم : ۴» میں اسے نومبر ۱۷۵۵ء کا واقعہ بتایا ہے ۔ ذکاء اللہ نے تاریخ ہندوستان: ۹، ۹۳ میں شعبان کو جولائی کے مطابق لکھا ہے۔

حدیقہ : ۴۴ میں عالمگیر ثانی کے جشن جلوس کا تفصیلی حال ملاحظہ کیجیے، جو عبرت و نصیحت کا افسوس ناک مرقع پیش کرتا ہے ۔

حدیقے کی ایک طباعتی غلطی کی طرف اشارہ بھی بیجا نہ ہوگا، یعنی اس کتاب کے صفحہ ۱۳۶ میں عالمگیر ثانی کی تخت نشینی کا واقعہ ۱۱۵۵ھ میں لکھ دیا ہے جو سراسر غلطی کتابت ہے ۔

ص ۵ سطر ۱ ۔ «می خواست کہ اسیر کند» ۔ شاہ عالم کے اس محاصرے سے نکل جانے کے تفصیلی واقعات سیر: ۲ ۵۹، شاہ عالم نامہ : ۲، ۳۸ ۴۴، جام جہان نما : ۲، ۲۰۱، ملخص التواریخ : ۱۹۱ الف، اور تنقیح : ۲، ۴۹۹ الف بعد میں ملاحظہ ہوں ۔

ص ۵ سطر ۲ ۔ «حویلی علی مردان خان» ۔ تنقیح : ۲ ۴۹۹ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حویلی کے ساتھ باغ بھی تھا جو باغ علی مردان خان کے نام سے مشہور تھا، اسی باغ میں شاہ عالم نے مورچال قائم کی تھی۔ حدیقہ : ۱۳۶ میں حویلی دارا شکوہ میں شاہ عالم کا قیام بتایا ہے ۔

ص ۵ سطر ۵ ۔ «بہ عالی گہر ملقب بودند» شاہ عالم کے نام میں مورخین کا بیان مختلف ہے ۔ واقعات اظفری : ۲ الف میں، جو شاہ عالم کے ایک قریبی رشتہ دار کی تصنیف ہے، لکھا ہے کہ ان کے پیار کے نام لال میاں اور میرزا بلاقی، اور بڑا نام عالی گوہر تھا ۔ یہی آخری نام تنقیح: ۲، ۴۹۸ب، جام جہان نما: ۲، ۴۶ الف، مرآۃ الاحوال بہبہانی : ۱۰۱ الف، تاریخ فرخ آباد : ۱۱۴ ب و ۱۱۵ الف، جنات الفردوس : ۸۱ الف، و

۸۲ب، سلالة السیر : ۵۲ الف ، تحفة العالم : ۵۳۵، مجمع الملوك : ۲۹۵،۳ الف و ب، خزانه: ۲د، تهارن : ۱۳۱، اور فتوحات هند : ۴۲ میں بهی ملتا هے -

ص ۵ سطر ۷ - «ایٹهل راو» سیر: ۶۰،۲ اور منتخب التواریخ: ۸۷ میں بهی اس نام کو اسی شکل میں لکها هے - لیکن شاه عالم نامه، ۴۰ میں ویٹهل راو، اور تنقیح : ۴۹۹،۲ الف مین بٹهل راو، اور عماد السعاده : ۶۹ میں بیٹهل راو هے - آج کل دکن میں اس کا تلفظ وٹهل راو کیا جاتا هے -

یه ان مرهٹه سرداروں میں سے تها، جو عمادالملك کی مدد کے لیے هولکر کے ساتهه آئے تهے - آخر مین اسے نواحی شاه جهان آباد کی محالوں کا نگراں مقرر کردیا گیا تها - اس نے شاهزادے کی جس طرح مدد کی تهی، اس کا مفصل ذکر شاه عالم نامه اور تنقیح مین ملاحظه هو -

ص ۵ سطر ۸ - «ٹیلة مجنون» - سیر : ۶۰،۲ اور منتخب : ۷ مین بهی اسی طرح هے لیکن تنقیح : ۴۹۹۲ب میں «تکیهٔ مجنون» لکها هے -

ص ۵ سطر ۱۱ - «سنه ۱۱۷۱» - فراقی سے یهاں چوك هو گئی هے - صحیح سال ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء هے، جیسا که خود وهی اس صفحے کے آخر میں لکهتا هے -

تنقیح : ۵۰۹،۲ الف میں تاریخ قتل ۸ ربیع الثانی اور جام جهان نما: ۳۹ الف و ۵۰ ب، خزانه : ۵۴ فتوحات هند: ۴۱ اور مجمع الملوك : ۲۹۰،۳ ب میں جمعرات کا دن بهی بتایا هے - لیکن شاه عالم نامه : ۹۳، ۷ تاریخ کو، مفتاح: ۱۸،۳۴۱ کو اور عبرت نامه : ۱۲ ب ۲۰ کو اس حادثے کا وقوع بتاتے هیں - یه آخری تاریخ هشتم کو بیستم پڑه لینے سے پیدا هوئی هے - عماد : ۷۲، اور حدیقة الاقالیم : ۱۳۷، میں ۱۱۷۲ھ میں عالمگیر ثانی کا قتل اور شاه عالم کی تخت نشینی بتائی هے - لب السیر: ۱۳۸ ب میں ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۰ء، میں واقعهٔ قتل کا پیش آنا لکها هے -

لیکن صحیح سال قتل ۱۱۷۳ھ هی هے، اور اسی کو تمام معتبر تاریخوں میں اختیار کیا گیا هے -

ص ۵ سطر ۱۲ - «شاہ جہان ثانی» - اس کا نام محی الملۃ ہے اور یہ محیی السنۃ بن کام بخش بن شہنشاہ عالمگیر کا بیٹا تھا - ملاحظہ ہو شاہ عالم نامہ : ۹۵ ' خزانہ: ۵۴' ۹۱' ۱۰۶' الیٹ : ۲۴۳٫۸ بحوالۂ عبرت نامہ و ۲٫۸۷ بحوالۂ تاریخ مرہٹہ ابراہیم خانی' جام جہان نما: ۵۲٫۲ الف و فتوحات ہند: ۴۲ و ۵۰ - لیکن سیر: ۶۲٫۲ جنات الفردوس : ۸۲ الف' مجمع الملوک: ۲۹۵٫۳ ب منتخب التواریخ ۸۹' جام جہان نما: ۵۰٫۲ ب اور مفتاح : ۳۴۳ میں خود محیی السنۃ کو شاہ جہان ثانی قرار دے لیا ہے اور عماد: ۷٫۲ میں «از اولاد کام بخش» لکھ کر مبہم چھوڑ دیا ہے -

چونکہ محیی السنۃ بن کام بخش بن عالمگیر کا انتقال لال قلعہ کی جیل میں ۰ محرم سنہ ۱۱۶۰ھ کو ۵۵ سال کی عمر میں ہو چکا تھا' جیسا کہ تاریخ محمدی میں مذکورۂ بالا سنہ کے تحت درج ہے' اس لیے کوئی امکان نہیں کہ ۱۱۷۳ھ میں وہ تخت نشین کیا گیا ہو - مورخین نے محیی الملۃ اور محیی السنۃ میں دھوکا کھایا ہے -

ص ۵ سطر ۱۷ «بمسامع اجلال رسید» - تنقیح : ۱۰۱۸٫۲ سے پتا چلتا ہے کہ شاہ عالم کو اس حادثے کی اطلاع یکم جمادی الاولی ۱۱۷۳ھ (۲۱ دسمبر ۱۷۵۹ء) کو پہنچی تھی -

ص ۵ سطر ۷ - «دیار شرقی» - شاہ عالم نامہ : ۹۰' سیر : ۲۶۳٫۱' تنقیح : ۱۰۱۹٫۲ اور جنات الفردوس : ۸۲ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مقام پر یہ تخت نشینی عمل میں آئی' اس کا نام کھٹولی ہے' اور یہ کرم ناسہ کے اس پار پٹنہ کا ایک گانو تھا -

ص ۵ سطر ۱۸ - «بر سریر - نشستند» - شاہ عالم نامہ : ۱۰۳' تنقیح : ۱۰۱۸٫۲' خزانہ: ۹۱ اور جنات الفردوس : ۸۳ الف میں لکھا ہے کہ ۴ جمادی الاولی (۲۴ دسمبر) کو شاہ عالم نے تخت سلطنت پر قدم رکھا تھا -

ص ۵ سطر ۱۹ - «ابو النصر حامی الدین» - فراقی کا یہ بیان تمام مورخین کے خلاف ہے - شاہ عالم کا لقب «ابو المظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی» تھا - غالبا اس نے سکے پر ٹھپا کیے ہوئے شعر کے الفاظ «حامی دین محمد» سے دھوکا کھایا ہے -

ص ٦ سطر ۳ - «مرادی» - فردوس اللغات میں مرادی کے معنی «تنکہ ہای سیاہ» لکھے ہیں، یعنی کالے ٹکے - فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات میں لکھا ہے کہ آنوں کی تعداد لکھنا ہو، تو عدد سے پہلے لفظ «مرادی» بڑھایا جاتا ہے، جیسے مرادی آٹھ آنے - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسے ہم آج کل پیسہ کہتے ہیں، یہی پہلے مرادی کہلاتا تھا -

ص ٦ سطر ۴ - کوڈرنگٹن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سکوں پر پہلا مصرع اس طرح بھی منقوش ہے : «سکۂ صاحبقرانی زدز تائید اله» - ملاحظہ ہو : مسلمان نیومس میٹکس : ۱۱۳

ص ٦ سطر ٦ - ان واقعات کی تفصیل نادرات شاہی (مطبوعۂ کتاب خانہ ریاست رامپور) کے دیباچے میں ملاحظ فرمائیے -

ص ٦ سطر ۱۱ - «سنہ یکہزار و یك صد و هشتادو چہار» - سرگزشت نواب نجیب الدولہ : ٦٦'٦٧، ٦٦' اور تنقیح : ۲' ۰ ۱۱ میں بھی یہی سال درج ہے - موخر الذکر نے بھی صراحت کی ہے کہ شاہ عالم جمادی الاولی ۱۱۸۴ھ کو اپنا بارھواں جشن جلوس منا کر فارغ ہوا تھا کہ اسے مرہٹوں کی دہلی پر چڑھائی کی اطلاع ملی -

عماد : ۱۰۳ میں لکھا ہے کہ ۱۱۸۲ھ (۱۷٦۸ع) کے آخر میں یہ لشکر نراین راو پیشوا کے حکم سے روانہ ہو کر آگرے پہنچا اور نول سنگھ جاٹ پر فتح پا کر دہلی کو چلا - یہاں نجیب الدولہ کا حال ہی میں انتقال ہو چکا تھا - ضابطہ خان دہلی چھوڑ کر سکر تال چلا گیا اور شاہ جہان آباد میں مرہٹہ گردی شروع ہو گئی - لیکن تنقیح اور جام جہان نما : ۲۹٦ الف کے یہ خلاف ہے - ان کا بیان یہ ہے کہ نجیب الدولہ کی ملہار راو ہلکر سے دوستی تھی - اس کا پاس کر کے تکوجی نے نجیب الدولہ کو آخر دم اس رسوائی سے بچالیا کہ اپنے جیتے جی وہ دہلی کو لٹتا دیکھے - چنانچہ مرہٹے اودھ کی طرف چل پڑے اور نجیب الدولہ باوجود علالت طبع ساتھ ہو گیا - راستے میں شدت مرض نے مجبور کیا کہ نجیب آباد واپس چلا جائے - لہذا ضابطہ خان کو مرہٹوں کے لشکر

میں چھوڑ کر روانہ ہو گیا ۔ ہاپڑ پہنچ کر اس کا انتقال ہوا اور یہ خبر ضابطہ خان کو ملی، تو وہ سکر تال جا کر باپ کی جگہ پر قابض ہو گیا ۔ جام جہاں نما میں مرہٹوں کی دکن سے روانگی ١١٨٣ھ (١٧٦٩ء) میں بھاو کے انتقام کی غرض سے بتائی ہے ۔

ص ٦ سطر ١٢ - « راجچندر گنیش » ۔ یہ مرہٹوں کا بڑا بہادر، ہوشیار اور تجربہ کار سپہ سالار تھا ۔

عماد : ١٠٣ میں لکھا ہے کہ یہی اس پورے لشکر کا سردار تھا اور اپنے لشکر میں پیشوا کے لقب سے پکارا جاتا تھا ۔ حدیقہ : ١٦٩، میں اسے پیشوا لکھا ہے اور ص ٦٢٢ میں یہ صراحت کی ہے کہ پیشوا نے اسے اپنی جگہ پیشوا بنا کر اور باقی تینوں سرداروں کو اس کی ماتحتی میں دے کر روانہ کیا تھا ۔ سرگزشت نجیب الدولہ : ٦٧ میں لکھا ہے کہ اسے پیشوا نے اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا، اور اس کے ساتھ « ٤٠ ہزار سوار و توپ خانہ و افسر و سرانجام سنگین » تھا ۔

١٢ دسمبر ١٧٨٠ء (محرم ١١٩٦ھ) کو بسین میں جنرل گوڈرڈ کے مقابلے میں لڑتا ہوا مارا گیا ۔ ڈف : ٢:١٣٦، ١٤٢ ۔

ص ٦ سطر ١٢ - « بیساجی » ۔ اس کا پورا نام ویساجی کرشن بنی والا ہے ۔ مرہٹہ فوج کے بہادر سرداروں میں اس کا بھی شمار ہوتا ہے ۔ یہ روہیل کھنڈ میں متعین کیا گیا تھا، اور رگھوناتھ راو سے مرہٹوں کی جو جنگ ہوئی تھی اس میں نمایاں اور اہم حصہ دار تھا ۔ عماد السعادہ میں لکھا ہے کہ رام چندر گنیش کے مرجانے پر یہی مرہٹہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا ۔

حدیقہ : ١٦٩ و ٦٢٢ مین اس کے نام کا تلفظ ''ایشاجی'' ملتا ہے، جو ایٹھل راو کی طرح امبجے کا ادل بدل ہے ۔

ملاحظہ ہو : ڈف : ١:٦٦٤، پولیئر کا « شاہ عالم » حاشیۂ مرتب : ٨٠

ص ٦ سطر ۱۳ - ”تکوجی هلکر“ - اس کا نام تکاجی ہے - یہ ملہار راو اول کا بھتیجا ہے۔ بڑا تجربہ کار سپاہی اور اپنے چچا کا قابل اعتماد افسر اسلحہ خانہ تھا - اہلیابائی ، ملہار راو کی بہو، بھی اس کی فوجی قابلیت کو مانتی تھی - جب ملہار کے مرے پیچھے دیوان ریاست نے گدی کا جھگڑا کھڑا کیا ، تو اہلیا بائی نے ۱۱۸۲ھ (۱۷٦۸ء) میں اسے اندور کا والی بنادیا - ۳۰ برس حکومت کرکے تکوجی نے ۱۵ اگست ۱۷۹۷ء (۱۲۱۲ھ) کو انتقال کیا - ملاحظہ ہو ، پوالیر ، حاشیہ مرتب : ۸۰ ، ڈف ، انڈکس : ٦۵۹ ، کین : ۴۳ ، مرہٹہ ایمپائر : ۸۷ ، بیل : ۲۹۹

ص ۹ سطر ۱۲ - ”مادھو راو سیندھیہ“ - یہ فارسی تاریخوں میں مادھوجی ، یا مہاجی کے نام سے مشہور ہے - رانوجی سیندھیہ کا بیٹا تھا - ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) میں اپنے بھائی جے آپا کا جانشین ہوا ، اور اپنی لگاتار کوشش سے مالوے کے بڑے حصے پر چھا گیا - اس کے بعد ہندوستان کی طرف رخ کیا ، اور یہاں کے شاہی دربار پر ایسا قبضہ کیا کہ بادشاہ کٹھ پتلی بن کر رہ گیا - پیشوا تبرک کے طور پر سلطنت ہندوستان کے وکیل مطلق قرار پائے اور یہ ان کا نائب مقرر ہوا -

اپنی سیاسی چالوں سے راجپوتوں ، جاٹوں ، سکھوں ، روہیلوں ، اودھ والوں اور انگریزوں سب کو ناک چنے چبواتا رہا - دور اندیشی ، تجربہ کاری ، مردم شناسی ، اور سیاسی توڑ جوڑ میں سارے مرہٹوں میں پیش پیش تھا -

اس نے گزر تجارہ ، آگرہ ، کے پاس ایک گڑھی مادھو گڑھ کے نام سے بنائی تھی - ۱۸۳۰ء تک اس کے کھنڈر پائے جاتے تھے -

۱۲ فروری ۱۷۹۴ء (۱۲۰۸ھ) کو ونولی ، پونا ، میں مرگیا ملاحظہ ہو : ڈف : ۱، ٦۰۱ ، و ۲، ٦۰۲، ۲ ، نیز مفصل حالات کے لئے انڈکس - بیل : ۲۲۹ ، مرہٹہ ایمپائر : ۴ حاشیہ - کین کی کتاب «مادھوجی سیندھیا ، پٹیل ، ترجمۂ اردو ، مطبوعۂ دارالترجمہ ، حیدرآباد - تاریخ جھجر : ۱۲۳ -

ڈف مین غلطی سے ۱۷۰۴ء سال مرگ چھپ گیا ہے اور بیل نے سہواً جنوری کا مہینا لکھ دیا ہے ۔

ص ٦ سطر ۱۳ ۔ «فوج سنگین» ۔ تنقیح : ۲‘۱۱۰۰ میں اس کی تعداد ایک لاکھ سوار بتائی ہے اور عماد : ۱۰۴‘ مین ۸۰ ہزار سوار ہے ۔

حدیقہ : ٦٢٢ سے پتا چلتا ہے کہ رام چندر گنیش کے ساتھ ۵۰ ہزار سوار اور ٦ سو توپیں تھیں ۔ سرگزشت نجیب الدولہ : ٦٧ میں لکھا ہے کہ «۴۰ ہزار سوار و توپ خانہ و افسر و سر انجام سنگین» رام چندر کے ساتھ اور ۲۵ ہزار سوار اور بے شمار پنڈارے تکوجی ہلکر کے ساتھ اور ۱۰ ہزار سوار مادھوجی پٹیل کے ہمراہ تھے ۔

ان تعدادوں کو پیش نظر رکھیے ‘ تو عماد اور تنقیح دونوں کی بات قریب قریب صحیح معلوم ہوتی ہے ‘ بالخصوص اس لیے کہ بیساجی کے ساتھیوں کی واقعی گنتی کا ہمیں پتا نہیں چل سکا ہے ۔

ص ٦ سطر ۱۴ ۔ «نول سنگھ جاٹ» ۔ یہ راجہ سورج مل کا بیٹا تھا ۔ محرم ۱۱۸۲ھ (مئی ۱۷٦۹ء) میں بھرتپور کی گدی پر بیٹھا ‘ اور رفتہ رفتہ ایک کرور ۵۴ لاکھ روپے کے محاصل کے علاقے پر قابض ہوگیا ۔ تنقیح ۲‘۱۳۲ میں لکھا ہے کہ امیر الامرا نواب نجف خان ڈیگ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۱۸۹ھ (۱۳ جولائی ۱۷۷۵ء) کو قدرے لمبی بیماری اٹھا کر مرگیا ۔ تاریخ محمدی میں اس مہینے کی ۱۲ کو موت لکھی ہے ‘ جو غالباً کتابت کی غلطی ہے ۔ لیکن بیل نے مفتاح : ۳۰۵ میں ۱۱۹۰ھ اور انگریزی کتاب : ۲۹۹ میں ۱۷۷٦ء کو سال انتقال قرار دے کر دھوکا کھایا ہے ۔

نیز ملاحظہ ہو : عماد : ۵٦ ۔ تھارن کی وار ان انڈیا : ۴۰۳‘ الیٹ : ۸‘۳٦۰ ۔

ص ٦ سطر ۱٦ ۔ «جہاندار شاہ» ۔ اس کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو نادرات شاہی کا دیباچہ : ۵۰-۵۲‘ جو کتاب خانۂ رامپور سے ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکی ہے ۔

جہاندار شاہ اور آصف الدولہ کے تعلقات پر عمادالسعادہ : ۴٦ سے خاصی روشنی پڑتی ہے ۔ یہاں صرف اتنا اشارہ کافی ہوگا کہ ان دونوں کی شکر رنجی کا سبب ایک عورت کی ذات تھی ۔

ص ٦ سطر ۷ ۔ «نجیب الدولہ» ۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے ہندوستان میں نجیب الدولہ غیر معمولی شخصیت اور بیحد اہم قابلیتوں کا حامل تھا ۔ وہ ایک طرف جرات اور بہادری کا پتلا اور جنگی چالوں میں اپنے حریفوں سے پیش پیش ہے، اور دوسری طرف پڑھا لکھا نہ ہونے کے باوجود سیاسی توڑ جوڑ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، اور ہر موقع پر مد مقابل کو نیچا دکھا کے رہتا ہے ۔ ان صفات کے ساتھ اس کی دوستوں کے ساتھ ہمدردی اور آقا کے حضور میں وفاداری سونے پر سہاگے کا کام دیتی ہے ۔ یہ اسی کا کام تھا کہ مرتے دم تک مغلیہ سلطنت کو اغیار کے پنجے سے بچایا، اور مرہٹوں اور سکھوں کے مسلسل دباو کے تمام نقصان اٹھا کر بھی تخت سے بیوفائی نہ کی ۔

نجیب الدولہ کا نام نجیب خان اور قوم عمر خیل یوسف زی ہے بشارت خان کے بھتیجے اور داماد تھے، جنھوں نے قصبۂ بلاسپور (ضلع ریاست رامپور) کے پاس «بشارت نگر» نام کی ایک بستی بسائی تھی ۔

یہ روھیل کھنڈ آ کر پہلے نواب سید علی محمد خان بہادر کی فوج میں سوار بھرتی ہوئے ۔ ایک سال کے اندر جمعدار بنے، اور نواب صفدر جنگ نے مرہٹوں سے مل کر روھیلوں پر حملہ کیا، تو اس معرکے میں بہادری اور سپاہیانہ تدبر دکھا کر ایک ہزار سواروں کے رسالدار مقرر کیے گئے

پہلی بیوی کے انتقال پر نواب دوندے خان کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی، تو چاندپور، شیرکوٹ اور بجنور وغیرہ کا علاقہ دوندے خان کی سفارش پر اور جلال آباد اپنی طرف سے نواب صاحب نے عطا کیا ۔ سنہ ۱۱٦۷ھ (۱۷۵۴ء) میں عمادالملک اور صفدر جنگ میں کشمکش ہوئی، تو عمادالملک کی طلب پر ۸ ہزار سپاہیوں کے ساتھ شاہی فوج میں شرکت کی، اور ۵ ہزاری منصب کے ساتھ نجیب الدولہ

خطاب پایا - دوران جنگ میں کارهای نمایاں انجام دینے کے صلے میں سہارنپور کی فوجداری بھی مرحمت کی گئی -

سنہ ۱۱۷۰ھ (۱۷۵۷ء) میں احمدشاہ ابدالی ہندوستان آیا، تو عمادالملك کے پنجۂ استبداد سے عالمگیر ثانی کو نجات دے کر نجیب الدولہ کو امیرالامرا میر بخشی مقرر کر گیا-

احمدشاہ کے ہندوستان سے رخصت ہو جانے کے بعد عمادالملك نے بادشاہ سے پھر ساز باز کیا اور نجیب الدولہ ناچار ہو کر سہارنپور چلے گئے - عمادالملك نے ان کی جگہ نواب احمدخان بنگش کو میر بخشی کا عہدہ دلایا، اور مرهٹوں کو اکسا کر نجیب الدولہ کو تنگ کرنا شروع کردیا - یہ باتدبیر سپاهی برابر مقابلہ کرتا رها، اور کبھی کسی میدان میں اپنے حریف کو پیٹھ نہیں دکھائی -

سنہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) میں عمادالملك نے عالمگیر ثانی کو قتل کرکے شاہ جہان ثانی کو تخت نشین کیا، تو شاہ عالم نے اس اقدام کو ناجائز قرار دے کر بہار میں اپنی شاهی کا اعلان کردیا، اور نجیب الدولہ کو شاهزادہ جوان بخت کے امور کی مختاری کا خلعت روانہ کیا - انہوں نے احمدشاہ ابدالی کو بڑی تدبیریں کر کے پھر ہندوستان بلایا، اور پانی پت کی سب سے بڑی اور آخری جنگ کو اپنی سیاسی چالوں سے کامیابی کی آخری منزل تك پہنچا کر دم لیا-

اس فتح کے بعد احمدشاہ نے شاہ عالم کے بڑے بیٹے جوان بخت کو تخت دهلی پر بٹھا کر نجیب الدولہ کو مدارالمہام مقرر کیا، خود شاہ عالم نے بہار میں عنان سلطنت هاتھہ میں لے کر «وکیل مطلق بخشی الممالك، ناصر الملك، امیرالامرا، نجیب الدولہ نجیب خان بہادر صلابت جنگ» انہیں خطاب دیا -

نجیب الدولہ نے بڑی خوبی اور جانفشانی سے بچے کھچے علاقے کا بندوبست کیا - جب بڑھاپے نے صحت خراب کردی، تو اپنے بڑے بیٹے نواب ضابطہ خان کو قائم مقام بنا کر خود سکرتال چلے گئے -

سنہ ۱۱۸۴ھ (۱۷۷۰ء) میں مرہٹوں نے رام چندر گنیش کی سرکردگی میں جنگ پانی پت کا انتقام لینے کے لیے جرار لشکر بھیجا ' تو نجیب الدولہ استسقا کے مریض ہونے کے باوجود سکرتال سے نکل کھڑے ہوئے ' اور اپنی تدبیر سے ان کا رخ اودھ کی طرف پھر دیا -

مرہٹوں کو ان کی طرف سے یہ خطرہ تھا کہ کہیں دشمن سے ساز کر کے ہماری پشت پر سے حملہ نہ کردیں' اس لیے ان سے یہ اقرار کرایا کہ خود بھی مرہٹہ لشکر کے ساتھہ چلیں گے ' یہ بادل ناخواستہ تیار ہوگئے لیکن راستے میں مرض نے شدت کی جس کے باعث ضابطہ خان کو اپنی جگہ چھوڑ کر واپس ہوئے -

ابھی ھاپڑ پہنچے تھے کہ بدھ کے دن ۱۱ رجب ۱۱۸۴ھ (۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو اس دنیا ہی سے چل بسے۔ لاش نجیب آباد لاکر دفن کردی گئی -

ملاحظہ ہو: تاریخ محمدی تحت سنۂ مذکورہ ' سیر : ۲'۸۱-۸۳' تنقیح : ۲'۱۰۰'۱۱۰۱ ' ۱۱۰۱ سرگزشت نجیب الدولہ:۱۷' گلستان رحمت : ۱۰۴ ب گل رحمت : ۱۱٦ ب ' عماد : ۷۲' حدیقہ : ۱۳۷' جام جہان نما : ۲'۶۹ الف مفتاح : ۳'۵۱' بیل: ۲۸۹ -

سرگزشت نجیب الدولہ کے شروع میں صاحبزادہ عبدالسلام خان بہادر عمر خیل نے ایک مفید اردو دیباچہ شامل کردیا ہے - اس میں نجیب الدولہ کے متعلق بہت سی مفید معلومات اور آیندہ سوانح نگار کے لیے اہم مشورے یک جا مل سکتے ہیں - خاندان عمر خیل کا شجرہ بھی شامل کردیا گیا ہے۔ ایک بڑا شجرہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو عزیز احمدخان نگینوی نے بھی شائع کیا ہے۔ افراد عمر خیل کے نام اور بعض مختصر اطلاعیں اس سے بھی مہیا ہوتی ہیں -

سرگزشت نجیب الدولہ : ۱۷' میں لکھا ہے کہ مرہٹوں سے رخصت ہوکر یہ نجیب آباد آئے اور ایک ہفتہ کے بعد سنہ ۱۴ جلوس شاہ عالم مطابق ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) میں انتقال کیا - لیکن یہ دونوں باتیں تاریخ

محمدی' تنقیح اور مفتاح کے خلاف اور ھاپڑ کی جگہ نجیب آباد میں انتقال کرنا ان کتابوں کے ساتھہ گلستان رحمت اور گل رحمت کے بھی خلاف ھے' اس لیے میری نظر میں قابل قبول نہیں ۔

ص ۶ سطر ۲۰ ۔ «شجاع الدولہ» ۔ اس کا نام جلال الدین حیدر ھے۔ نواب صفدر جنگ کا بیٹا اور برھان الملک کا نواسہ تھا ۔ سنہ ۱۱۴۴ھ (۲۱-۱۷۳۱ع) یا ۱۱۴۵ھ (۳۲-۱۷۳۱ع) میں پیدا ھوا ۔ اور اپنے والد کے ۱۷ ذی حجہ ۱۱۶۷ھ (۱۷ اکتوبر ۱۷۵۴ع) کو انتقال کر جانے پر اودھ کا صوبہ دار قرار پایا ۔

نجیب الدولہ کے سمجھانے بجھانے پر جنگ پانی پت میں شرکت کی، لیکن لطیفہ یہ ھے کہ پوری لڑائی میں اس کی فوج محفوظ رھی ۔

ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ (جولائی ۱۷۶۱ع) میں شاہ عالم نے اپنا وزیر مقرر کیا (تنقیح: ۲ ۵۲۴ الف و جام جہان نما: ۲'۵۰۰ الف) ربیع الثانی ۱۱۷۸ھ (اکتوبر ۱۷۶۴ع) میں مقام بکسر انگریزوں سے زبردست ٹکر لی' بگر بری طرح شکست کھا کر آیندہ کے لیے کمپنی کو شمال مغربی ھند میں پاؤں جمانے کا موقع دیدیا ۔ چنانچہ اسی جنگ کے نتیجے میں شاہ عالم کو بنگال و بہار کی دیوانی کی سند کمپنی کو دینا پڑی تھی ۔

یہ روھیلوں کو ایک آنکھہ نہیں دیکھہ سکتا تھا ۔ آخر انگریزوں سے ساز باز کر کے ۱۱۸۸ھ (۱۷۷۴ع) میں روھیل کھنڈ پر چڑھ دوڑا' اور حافظ رحمت خان کے قتل پر اس صالح عنصر کو پارہ پارہ کرنے میں کامیاب ھو گیا ۔

قدرت اللہ شوق رامپوری (جام جہان نما: ۲'۱۰۱ الف) نے لکھا ھے کہ « بکثرت جاہ و حشم و سپاہ و ملک و مال در زمان خود ثانی نداشت' و در زمرۂ امرا پیش ازوی معلوم نیست کہ در ھندوستان مثل وی گذشتہ باشد ۔ »

شجاع الدولہ نے بقول عماد : ۲۴۳،۱۱۹ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ (۱۷۷۵ء) کی دو گھڑی رات گزرے انتقال کیا اور ۲۴ ہی کے دن دفن کیا گیا ۔ یعنی انتقال ۲۳ اور ۲۴ کی درمیانی رات میں ہوا اور تجہیز و تکفین ۲۴ کو دن میں عمل میں آئی ۔ تاریخ محمدی میں شب جمعہ ۵ گھڑی رات گئے ۲۴ تاریخ کو انتقال کرنا لکھا ہے ۔

تاریخ فرخ آباد : ۸۵ الف مفتاح : ۳۵۴ اور بیل : ۳۸۲ میں بھی ۲۴ ذی قعدہ ہی مندرج ہے، لیکن تنقیح : ۲،۴۹۶ب میں تاریخ انتقال ۲۳ ذیقعدہ بتائی ہے ۔ یہ رای غالباً عماد کے بیان کو غلط سمجھنے کا نتیجہ ہے، اس لیے کہ قمری حساب میں بعد مغرب سے نئی تاریخ شروع ہو جاتی ہے ۔

مرآۃ الاحوال : ۱۰۱ ب میں ۲۲ ذیقعدہ کو وفات لکھی ہے، جو بالیقین کتابت کی غلطی ہے ۔ جام جہان نما : ۱۰۲ء الف، میں ۲۵ ذی قعدہ کی تصریح کی گئی ہے، مگر یہ قول کسی اور مورخ کی تائید سے محروم ہے

گلستان رحمت : ۲۰۲ الف میں یہ تحریر کیا ہے کہ حافظ رحمت خان کی شہادت کے آٹھ مہینے بعد شعبان میں شجاع الدولہ کا انتقال ہوا ۔ چونکہ اسی کتاب : ۱۶۶ ب میں یہ بھی درج ہے کہ شنبہ ۱۱ صفر ۱۱۸۸ھ (اپریل ۱۷۷۴ء) کو واقعۂ شہادت پیش آیا تھا، لہذا شجاع الدولہ کا انتقال رمضان میں ہونا چاہیے ۔ گل رحمت : ۸۶ ب میں بھی مذکورۂ بالا بیان ہی نظر آتا ہے، لیکن آٹھویں مہینے کو شوال کا مہینا بتایا ہے ۔

میری رائے میں یہ دونوں بیان قابل قبول نہیں ۔ اسی طرح حدیقہ : ۱۵۲ کا یہ لکھنا بھی نامناسب تخمینے کی حیثیت رکھتا ہے کہ فتح مذکورۂ بالا کے دو تین مہینے بعد انتقال ہوا تھا، اس لیے کہ سابق الذکر معتبر تاریخوں کے علاوہ عبرت نامہ : ۲۳ الف میں بھی آخر ذیقعدہ ہی میں شجاع الدولہ کی موت قرار دی ہے، اور "شجاع الدولہ وفات یافت" مادۂ تاریخ بتایا ہے ۔

ص ٦ سطر ۲۰ « راضی نبودند » ۔ پولیر (ص ۲۲) کا بیان تمام دیگر ہندی و انگریزی مورخوں کے برخلاف یہ ہے کہ در پردہ شجاع الدولہ بھی بادشاہ کے دہلی چلے جانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا ۔ چنانچہ اس نے حسام الدولہ کو ڈیڑھ لاکھ روپے اور دیگر ملازمان شاہی کو چھوٹی چھوٹی رقمیں دے کر یہ کوشش کی کہ بادشاہ کو الہ آباد چھوڑ کر دہلی چلے جانے پر آمادہ کرلیں ، تاکہ الہ آباد سے شاہ عالم کے چلے آنے کے بعد اسے اپنے اغراض و مقاصد کو بروی کار لانے کا موقع مل سکے ۔

ص ۷ سطر ۲ ۔ « احمد خان بنگش » ۔ یہ نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا بیٹا اور نواب قائم جنگ کا بھائی تھا ۔ صفدر جنگ کے اشارے سے قائم جنگ نے روہیلوں پر فوج کشی کی ، اور ۱۰ ذی حجہ ۱۱۶۲ھ (۱۰ نومبر ۱۷۴۹ء) کو میدان جنگ میں کھیت رہے ، تو صفدر جنگ نے ریاست فرخ آباد پر قبضہ کرلیا ۔ احمدخان نے پٹھانوں کو بھرتی کر کے صفدرجنگ کے عامل نول رای پر حملہ کردیا ، اور ۱۰ رمضان ۱۱۶۳ھ (۲ اگست ۱۷۵۰ء) کو اسے قتل کر کے اودھ کی فوج کو مار بھگایا ۔

عماد الملک ان کا حامی تھا ۔ اس نے عالمگر ثانی کا میر بخشی مقرر کرا کے « شیر ہند ، امیرالامرا ، بخشی الممالک ، غضنفرالدولہ ، احمدخان بہادر غالب جنگ » خطاب دلایا ۔ (تنقیح : ۲، ۹۸ب)

احمدخان بڑا سخی ، با مروت ، بہادر اور پاک اعتقاد سردار تھا ۔ صاحب سیر المتاخرین (۲، ۸۵) وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے طویل عہد حکومت میں امرا ، علما ، صوفیا ، شعرا اور دیگر اہل کمال کی بڑی آو بھگت کی ۔ دہلی سے نکل کر سودا نے انہیں کے دامن تربیت میں پناہ لی تھی ۔ عماد الملک بھی یہاں برسوں مہمان رہ کر حج کو گیا تھا ۔ شجاع الدولہ نے اس پر فوج کشی کی تھی ۔ مگر جب بکسر میں انگریزوں سے شکست کھائی ، تو احمدخان نے اسے پناہ دی اور انگریزوں سے اس کی صلح صفائی کرانے میں دل کھول کے کوشش کی ۔

تاریخ فرخ آباد : ۳۵ب، آرون : ۱۲۰ اور تاریخ محمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ (۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء) کی رات میں انتقال کیا - «ہے ہے حاتم ثانی نماند» سے تاریخ نکلتی ہے -

بیل : ۴۱ و ۲۸۵ میں لکھا ہے کہ شعبان ۱۱۸۵ھ (نومبر ۱۷۷۱ء) میں انتقال کیا تھا - لیکن یہ صحیح نہیں ہے -

احمدخان کے حالات کے سلسلے میں، حدیقہ : ۲۰۷ ببعد، عماد: ۴۴ ببعد جام جہان نما: ۲۰۳ ببعد، تنقیح : ۰۲. ۵۳ الف ببعد بھی ملاحظہ ہوں -

ص ۷ سطر ۳ «بگذشت» - فراقی کے لفظ یہ بتاتے ہیں کہ شاہ عالم کے پہنچنے پر احمدخان فوت ہوا تھا - تاریخ فرخ آباد : ۲۱ ب میں لکھا ہے کہ بادشاہ فرخ آباد پہنچا، تو احمدخان قریب الموت تھا - آرون : ۱۲۰ کا بیان یہ ہے کہ بادشاہ جس دن پہنچا ہے، اسی دن احمدخان نے دم توڑا تھا - (لیکن ص ۱۳۴ پر یہ لکھہ دیا ہے کہ بادشاہ قنوج میں تھے کہ انھیں احمدخان کے مرنے کی خبر پہنچی، اس پر وہ دفعۃً خدا گنج کی راہ سے فرخ آباد کو روانہ ہوگئے - میری راے میں اس کا یہ بیان کسی غلط فہمی پر مبنی ہے اور اسی لیے میں نے پہلے بیان کو درست مان کر ثبوت میں پیش کیا ہے) - عماد : ۱۰۴، اور مفتاح : ۳۵۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دن بعد انتقال ہوا -

ان شہادتوں سے فراقی کی تائید ہوتی ہے، لیکن سیر: ۸۵۰۲ میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے احمدخان کی خبر انتقال سفر میں سنی تھی - تنقیح : ۵۵۲۰۲ الف میں دو تین دن پہلے مرنے کی صراحت کی ہے - پولیر: ۲۲، نے لکھا ہے کہ بادشاہ ۱۷۷۱ء کی برسات کے خاتمے پر فرخ آباد پہنچے تو کچھہ ہی پہلے احمدخان بنگش فوت ہوچکا تھا - یہ بھی ایک حد تک تنقیح کی ہمنوائی ہے - مگر ہے یہ تخمینہ، اس لیے کہ احمدخان نے ۲۸ جولائی کو انتقال کیا ہے جب بادشاہ اس تاریخ کے کچھہ ہی دن بعد فرخ آباد پہنچے، تو یہ برسات کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے -

ص ۷ سطر ۳ - « مظفر جنگ » - اس کا نام دلیر همت خان تھا - سنه ۱۱۷۱ھ (۱۷۵۷ء) میں پیدا هوا، اور ۱۴ سال کی عمر میں شاہ عالم ثانی سے فرخ آباد کی سند ریاست اور « مظفر جنگ » خطاب پایا -

یه نا تجربه کار اور مردم ناشناس حاکم تھا - اپنے اعزا کے روزینے بند کر کے دشمنی کے دروازے کھول لیے تھے، جس کے باعث نواب وزیر اور انگریز دونوں کو دست درازی کا موقع مل گیا، اور آخر کار اس کے انتقال کے بعد انگریزوں نے فرخ آباد پر قبضه کر کے اهل خاندان کے روزینے مقرر کر دیے -

مشهور یه هے که ۸ ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ (۱۱ اکتوبر ۱۷۹۶ء) کو اس کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے زهر دے کر مار ڈالا - « قضا و قدر » اور « تاریخ » هر ایک سے سال وفات نکلتا هے -

آروِن نے تاریخ فرخ آباد میں ایک جگه (ص ۱۳۹) صرف انگریزی تاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۶ء اور دوسری جگه (ص ۱۵۲) هجری کی مذکورۂ بالا تاریخ کے ساتھ ۲۳ اکتوبر لکھی هے - ممکن هے که یه ۲۲ اور ۲۳ کا فرق کاتب کا هو، لیکن بهر حال درست نهیں هے - تقویم سنین هجری و عیسوی (ص ۶۱) کے مطابق اس سال اکتوبر کی ۴ تاریخ کو ربیع الاول کی پهلی هوئی تھی - اس حساب سے ۸ ربیع الاول کو ۲۲ یا ۲۳ نهیں ۱۱ اکتوبر هونا چاهیے -

بیل نے غلطی سے یه لکھ دیا هے که مظفر جنگ نے ۴ جون ۱۸۰۲ء (۳ صفر ۱۲۱۷ھ) کو ایک لاکھ آٹھ هزار سالانه پنشن کے عوض فرخ آباد کی ریاست انگریزوں کے حوالے کر دی تھی - در اصل یه واقعه مظفر جنگ کے بیٹے نواب امداد حسین خان بهادر ناصر جنگ کے عهد کا هے، جیسا که تاریخ فرخ آباد : ۱۰۱ الف، ۱۱۱ ب، اور آروِن : ۱۴۱ میں بصراحت مذکور هے -

تفصیل کے لیے ملاحظه هو : تاریخ فرخ آباد : ۸۳ الف ببعد، آروِن : ۸۵، ۱۳۴ ببعد، ۱۵۲، بیل : ۲۸۵ -

ص ۷ سطر ۲ - «چیزی بطریق ضبطی گرفته» - تمام تاریخوں میں اس مغلیہ بدعت کا ذکر موجود ہے، لیکن «چیزی» کی صراحت میں اختلاف ہے - تاریخ فرخ آباد : ۱۲۱ ب، سیر: ۸۵،۳ ، عماد : ۱۰۴ اور مفتاح : ۳۵۱ و ۳۵۲ میں اسی طرح مبہم چھوڑ دیا ہے - تنقیح: ۵۵۲،۲ الف میں لکھا ہے : « نقد و جنس فراخور حال از متروکۂ پدر بقدر شش ہزار روپیہ بسرکار والا رسانیدہ » - حدیقہ : ۱۷۶ میں ہے کہ لوگ کہتے ہیں، والی فرخ آباد نے سوا لاکھ رپے کا چبوترہ بناکر بادشاہ کو اس پر بٹھایا اور یہ روپیہ اور اس کے ساتھ « فیلان کوہ پیکر واسپان تناور، و جواہر آبدار ، واقمشہ و اسلحہ و دیگر تحائف بسیار » بھی پیش کیے - آرون: ۱۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے ہودے اور دوسرے سونے چاندی کے برتن گلا کر ۳ لاکھ رپے نقد اور ۷ ہاتھی اور ۱۱ گھوڑے نذر گزرانے - پولیر: ۲۲ میں ۵ لاکھ رپے کا نذرانہ متعین کیا ہے ، جس میں کچھہ نقد اور بقیہ سامان کی شکل میں تھا - فرینکلن: ۴۷، نے ۴ لاکھہ کی پیشکش بتائی ہے -

ص ۷ سطر ۴ - «از فرخ آباد بعد تاخت و تاراج سکرتال و پتھرگڈھ». فراقی کا یہ بیان تمام تاریخوں کے برخلاف اور بالیقین غیر صحیح ہے - دراصل بادشاہ ۲۲ دن کے قیام کے بعد فرخ آباد سے روانہ ہوکر مرہٹوں کے انتظار میں نبی گنج ضلع مین پوری میں ۳ مہینے مقیم رہے اور وہاں سے دہلی آکر ۱۰ شوال ۱۱۸۵ھ (۱۶ جنوری ۱۷۷۲ء) کو ضابطہ خان پر چڑھائی کی اور دوشنبہ ۷ ذی حجہ (۲۲ مارچ) کو واپس دہلی آگئے -

ملاحظہ ہو: سیر: ۸۷،۳، جام جہان نما: ۱۷۹،۲ الف ، تاریخ فرخ آباد: ۱۲۲ الف ، تنقیح : ۲، ۵۵۳ ب، عماد: ۱۰۵، پولیر: ۲۳، مفتاح : ۳۵۲، آرون : ۱۳۴ - تاریخ ہندوستان : ۳۲۱،۹،

بادشاہ کے قیام فرخ آباد کو پولیر نے ۲ ماہ سے کچھہ زیادہ لکھا ہے - اور اس کے بعد نبی گنج جانا بتایا ہے - تنقیح : ۵۵۲،۲ الف میں بھی

دو مہینے کے قریب ہے ۔ لیکن میری رائے میں ان دونوں نے نبی گنج کے قیام کی کچھ مدت کو فرخ آباد ٹھہرنے کی مدت میں شامل کر لیا ہے ۔

ص ۷ سطر ۴ « سکرتال و پتھر گڈھ » ۔ عماد : ۷۳ میں لکھا ہے کہ « سکرتال بسین مہملۂ مضموم، وکاف تازی مشدد، و رای مہملہ ساکن، و تای قرشت، و الف ولام، لفظی است ہندی ۔ نجیب‌خان در وقت ثروت خود دو قلعه برای روز بد ساخته بود : یکی پتھر گڈھ کہ بہ ہردوار نزدیک است، و شہری متصل آن قلعه مشتمل بر دکاکین پختہ و باغہای وسیع دلچسپ میوه دار آباد نموده، موسوم بہ نجیب‌آباد کرده ۔ ہیچ میوه از میوہای خوش مزۂ ہند نیست کہ دران شہر وفور نداشتہ باشد، و ارزان باین درجہ کہ یک فلوس را توت بیدانه آدم قوی نمی تواند خورد؛ دوم سکرتال کہ درمیان گنگا وجمنا واقع است » ۔

سرگذشت نجیب الدولہ : ۱۱ میں سکرتال کے متعلق لکھا ہے کہ « در کنار گنگ برلب آب یک چقر پست، آن را سکرتال گویند ۔ زمین بسیار نشیب واقع شده ۔ نجیب الدولہ دران مکان لشکرگاه ساخت ؛ و متصل لشکر بر دریای گنگ جر بست و گرد و پیش این مکان سنگر از گل ساخت، و توپخانہ بر دیوار سنگر نہاد » ۔

اور صفحۂ ۱۲ پر لکھا ہے کہ « بست کروه از سکرتال آن طرف گنگ شان پور نام دیہی از راجہای قدیمی دامن کوه بود ۔ از انجا دامن کوه دو کروه نزدیک می شود ۔ آنجا نجیب الدولہ حویلی و مکانات و آبادی ساختہ، و مدرسه و مسجد بنا نموده، و ہریک از متوسلان ایشان مکانہا ساختند و بہ نجیب‌آباد موسوم گشت » ۔

دیباچۂ سرگذشت نجیب الدولہ : ۱۱ ؛ سے معلوم ہوتا ہے کہ نجیب‌آباد سنہ ۱۱۶۷ھ (۵۴-۱۷۵۳ء) میں بسایا گیا، اور پتھر گڈھ کی تعمیر سنہ ۱۱۶۸ھ (۵۵-۱۷۵۴ء) میں انجام کو پہنچی ۔ عماد : ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ سکرتال « قلعہ آہنی برای صیانت این قوم بود » ۔ جام جہان نما :

۶۹:۳ ب میں اس کی حصانت کا ذکر کیا ہے ، اور پتھر گڈھ کے متعلق یہ کہا ہے کہ «قلعۂ سنگین از آثار نجیب الدولہ است »۔

پتھر گڈھ کے بارے میں پی سی گپتا نے جو پولیر کے شاہ عالم کے مرتب ہیں ، حواشی : ۸۰ میں لکھا ہے کہ یہ نجف گڈھ بھی کہلاتا تھا ۔ لیکن سیر: ۸۴:۲ سے پتا چلتا ہے کہ اسے نجیب گڈھ کہا کرتے تھے ۔ اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ مرتب موصوف نے نجیب کو از راہ سہو نجف لکھ دیا ہے ۔

ص ۷ سطر ۵ - «ضابطہ خان» ۔ نواب نجیب الدولہ کا بڑا بیٹا ، نواب بشارت خان کا نواسا اور نواب سید علی محمد خان بہادر کی بیگم کا حقیقی بھانجا اور داماد تھا ۔

۱۱ رجب ۱۱۸۴ھ (۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو باپ کی جاگیر کا وارث ہوا ۔ اگلے سال مرہٹوں کے ہاتھوں سکرتال میں شکست کھائی ، اور سب کچھ کھو کر شجاع الدولہ کے پاس پناہ لی ۔ حافظ رحمت خان وغیرہ کی کوشش سے مرہٹوں نے اس سے ساز کرایا اور معقول رشوت لے کر امیرالامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دونوں بادشاہ سے بحال کرادیں ۔

بادشاہ کا دل اس کی طرف سے صاف نہ تھا ۔ دربار میں میرزا نجف خان کا عروج بڑھنے لگا ۔ ضابطہ خان نے بہت کچھ ہاتھ پانو مارے ، سکھوں سے طالب امداد ہوا ، اور ملک میں یہ شہرت ہوگئی کہ ضابطہ خان نے سکھ مذہب قبول کر لیا ۔ مگر کسی طرح استقلال اور اطمینان نصیب نہ ہوا ۔ آخرکار ۱۱۹۲ھ (۱۷۷۸ء) میں میرزا نجف خان کی مدد سے سہارنپور کی جاگیر تو بحال ہوگئی ، مگر امیرالامرائی کا عہدہ نہ مل سکا ۔

تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ ضابطہ خان نے اس مہربانی کے عوض میں اپنی بیٹی یا بہن کو میرزا سے منسوب کردیا تھا ۔ جام جہان نما میں لکھا ہے کہ بیٹی کی منگنی کردی تھی کہ میرزا نجف خان فوت ہوگیا ، اس کے بعد وہ لڑکی آغا شفیع خان سے منسوب ہوئی ۔ وہ بھی چند دن کے بعد اس دنیا سے چل بسا چنانچہ وہ لڑکی تاہنوز بیٹھی ہوئی ہے ۔

بیل نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۷۸۵ء (۱۲۰۰ھ) کے آخر میں ضابطہ خان نے انتقال کیا - جام جہان نما میں سبب موت یہ لکھا ہے کہ غلام قادر خان زہر دیدیا تھا -

سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نجیب الدولہ کی طرح ضابطہ خان بھی اکثر اوصاف حمیدہ سے متصف تھا - جتنے دن دہلی پر اس کی نگرانی رہی ، رعایا راضی اور خوش نظر آتی تھی -

ملاحظہ ہو: سیر: ۳؍۵۴۲ و ۸۵ و ۸۸، گلستان رحمت: ۲۲۹ بعد ، گل رحمت: ٦۴ الف بعد، عماد: ۱۰۵ و ۱۰۷ تا ۱۱۱، تاریخ مظفری: ۲۰۴ الف و ب، تنقیح: ۲؍۵۵۴ الف و ٥٥٦ ب و ۵۵۸ ب و ۵٦۴ ب و ۵٦۷ الف، جام جہاں نما: ۲؍٦۹ ب و ۷۰ الف و ۷۱ ب و ۷۴ الف و ب و ۷۷ ب، فرینکلن: ۳۹، پولیر: ۲۳ تا ۲۵، مفتاح: ۳۵۱، بیل: ۲۳؍۴، ڈف: ۱؍۶۷۹ -

ص ۷ سطر ۷ - «بیست و نہم رمضان» تنقیح: ۲؍۵۵۴ الف، میں لکھا ہے کہ رمضان کی آخری تاریخ کو دو شنبے کے روز ٦ گھڑی دن گزرے بادشاہ جمنا پار ہو کر سید ہے آثار شریف کی زیارت کے لیے جامع مسجد گئے ، اور وہاں سے ہاتھی پر سوار رپیہ لٹاتے قلعۂ معلی میں داخل ہوے - دوسرے دن عیدالفطر ہوئی -

عماد: ۱۰۵، میں عید کے دن دہلی کا داخلہ بتایا ہے ، اور یہی بیان تاریخ فرخ آباد: ۱۲۲ الف اور مفتاح: ۳۵۲ کا بھی ہے -

میری راے میں فراقی کا بیان درست ہے ، اس لیے کہ اس کی بنیاد خوشدل کے قطعۂ تاریخ پر ہونے کے علاوہ تنقیح سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے -

پولیر: ۲۳ اور ڈف: ۱؍۶۸۰ کا یہ کہنا کہ بادشاہ آخر دسمبر ۱۷۷۱ء میں دہلی آے ، اور فرینکلن: ۳۷، اور تھارن: ۱۳۳ کا یہ صراحت کرنا کہ دسمبر کی ۲۵ تاریخ داخلہ تھی، مذکورۂ بالا بیانوں کی روشنی میں کسی طرح درست نہیں قرار پاتے ، اس لیے کہ یوم دو شنبہ ۲۹ رمضان

۱۱۸۵ھ ۶ جنوری ۱۷۷۲ء کے مطابق پڑتی ہے، چنانچہ سرکار نے بھی « فال آف دی مغل امپائر : ۲، ۵۵۵ » میں یہی انگریزی تاریخ بتائی ہے -

ص ۷ سطر ۱۶ - « سیف الدین محمد خان » - عاقبت محمود خان کشمیری اتالیق و مدار المہام (خزانہ : ۵۱) نواب عماد الملک کا بھائی اور شاہ عالم کا بڑا وفادار سردار تھا - جب شاہ عالم شاہزادگی کے زمانے میں عماد الملک کے ڈر سے دہلی چھوڑ کر پورب جانے کے لیے نکلے، تو یہ عماد الملک کی محاصر فوج کے ایک حصے کا کماندار تھا - شاہ عالم نے اسی طرف سے نکل جانا چاہا - اس نے بپاس نمک نظر بچا کر راستہ دیدیا (تنقیح : ۲، ۴۹۹ب) -

بعد ازاں عماد الملک نے عالمگیر ثانی کو قتل کر کے شاہ جہان کو تخت نشین کیا، اور پھر بھاؤ کے ڈر سے خود دہلی سے نکل بھاگا، تو سیف الدین محمد خان نے بھاؤ کو یہ مشورہ دیا کہ وارث تخت عالی گوہر ہی کو تسلیم کیا جائے، اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے بڑے بیٹے جوان بخت کو بحیثیت ولی عہد باپ کی جگہ دہلی کے تخت پر بٹھا دیا جائے - (عماد : ۸۷، تنقیح : ۲، ۵۱۹ الف و ب)

جب بیساجی کی سرکردگی میں مرہٹے دہلی آئے، اور بادشاہ کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ پورب سے پچھم تشریف لے آئیں، تو ان سے تصفیۂ معاملات کے لیے شاہ عالم نے اسی کو بھیجا - اس نے مرہٹہ سرداروں کو آمادہ کر لیا کہ بادشاہ سے ۱۰ لاکھ روپیہ لے کر دہلی پر بادشاہ کا قبضہ کرادیں - اس فیصلے کو بروی کار لانے کے لیے مرہٹوں نے اسی کے ساتھ اپنے دستے دہلی بھیج کر ضابطہ خان کے آدمیوں سے قلعہ خالی کرا دیا - (پولیر : ۲۳، تنقیح : ۲، ۵۵۱ ب)

سیف الدین محمد خان ہی کی وساطت سے بیساجی وغیرہ سردار شاہی لشکر میں آکر میرزا سلیمان شکوہ کی رہنمائی میں حضور شاہ میں پیش ہوئے تھے - (تنقیح : ۲، ۵۵۳ الف)

سیر: ۲۸۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجدالدولہ عبدالاحد خاں کے تقرب حاصل کر لینے کے باعث سیف الدین محمد خان اپنے مقاصد میں ناکام رہ گیا تھا۔ انہوں نے ۲۹ شوال سنہ ۱۱۹۱ھ (۳۰ نومبر ۱۷۷۷ء) کو بعہدِ دیوان تن اس دنیا سے کوچ کیا۔ (تنقیح: ۵۷۳۲ الف)

ص ۷ سطر ۱٦۔ « حسام الدولہ »۔ حسام الدین خان نام ہے۔ وجیہ الدین خان کشمیری کا بھائی اور محمد علی خان متین مولف تذکرۂ حیات الشعرا کا باپ تھا۔

بے پڑھا لکھا آدمی تھا۔ مگر بادشاہ کی بعض نجی خدمات انجام دینے پر معمولی درجے سے ترقی کر کے مختار امور سلطنت بن گیا تھا۔ ذہانت و فطانت نہونے کے برابر اور تکبر و غرور، حد سے زیادہ رکھتا تھا۔ عام امرای دربار اس سے تنگ تھے۔ منیر الدولہ کا الہ آباد سے بادشاہ کے ساتھ نہ آنا صرف حسام الدولہ سے الگ رہنے کے خیال سے تھا۔ ملاحظہ ہو: سیر ۸۱۰۲، تاریخ مظفری: ۱۸۵ الف، تنقیح: ۵۴۹۰۲، ۵۵۱ الف، ۵۵۲ الف ۵۵۵ الف، ۵۵۸ ب، پولیر: ۲۱،۳۵۔

ص ۷ سطر ۱۷۔ «بحضور اقتدار کمال داشتند»۔ تنقیح: ۵۴۹۰۲ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۸۳ھ (۱۷٦۹ء) میں اس نے منیزالدولہ کو معتوب کرا کے راجہ رام ناتھ کی معیت میں امور شاہی کا انصرام اپنے ہاتھ میں لیا، اور چند دن بعد اسے بھی معطل کرا کے خود مختار کل بن بیٹھا۔ وسط شوال ۱۱۸۵ھ (جنوری ۱۷۷۳ء) میں سیف الدین محمد خان کو بھی نیچا دکھایا، اور اس کی جگہ پر قبضہ کر لیا۔ (ایضاً: ۵۵۲۰۲ الف) پولیر نے، جو اس کا معاصر ہے، بہت برے الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک اس کی کمان چڑھی رہی، لوگ خوفزدہ اور دور دور رہتے تھے۔ (شاہ عالم: ۲۵)

ص ۸ سطر ۱۔ «نجف خان بہادر»۔ یہ اصفہان میں پیدا ہوا، اور میر سید علی بن میر سید محمد بن میرزا نجف خان کا بیٹا ہے۔ اس کا پردادا، شاہ سلیمان صفوی (اور بقول بعض شاہ حسین صفوی) کا داماد تھا۔

شاہ حسین نے وزارت و صدارت تک ترقی دے کر اس کا رتبۂ خاندانی اور بلند کر دیا تھا۔

' نادرشاہ نے صفوی خاندان کو تباہ کیا ' تو اس کے متوسل قید کر لیے گئے۔ ان اسیروں میں نجف خان اور اس کی بڑی بہن بھی شامل تھے۔ محمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے نواب صفدر جنگ کے بڑے بھائی عزت الدولہ میرزا محسن خان بہادر کو دربار نادری میں سفیر بنا کر بھیجا ' اور انھیں ان بیکسوں کی ناچاری کا حال معلوم ہوا ' تو نادر شاہ سے سفارش کر کے انھیں آزاد کرا دیا اور اس کی بہن سے نکاح کر کے دونوں کو ہندوستان لے آیا۔

نجف خان کی عمر اس زمانے میں اٹھارہ (اور تاریخ فرخ آباد : ۱۲۳ ب کی رو سے تیرہ) برس کی تھی۔ (تواریخ اودھ : ۱۰۱ میں میرزا محسن کے انتقال کے وقت نجف خان کی عمر ۹ برس کی بتائی ہے جو کسی طرح صحیح نہیں معلوم ہوتی۔) عزت الدولہ نے اپنے بچوں کی طرح اس کی پرورش کی۔ شب چارشنبہ ۲۹ ذی حجہ ۱۱٦۲ھ (۲۹ نومبر ۱۷۴۹ء) کو ان کا ہیضے سے انتقال ہوا (تاریخ اودھ : ۱ ، ۹۲) ' تو ان کے چھوٹے بیٹے محمد قلی خان ' ناظم الہ آباد ' کے ساتھ رہنے لگا۔ شاہ عالم نے عالم شاہزادگی میں پورب کے اندر قوت حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پانو مارے ' تو محمد قلی خان کے ساتھ یہ بھی ان معرکوں میں شریک رہا ' اور شاہزادے کی طرف سے ذو الفقار الدولہ کا خطاب پایا۔ (تنقیح : ۲ ، ٦۰۵ الف)

۱۱۷۳ھ (۱۷٦۰ء) میں شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو گرفتار کر کے الہ آباد پر قبضہ کیا ' تو نجف خان بنگال جا کر نواب میر قاسم علی خان کا ملازم ہو گیا۔ نواب اس زمانے میں سرکار کمپنی سے بر سر جنگ تھا۔ وہ شکست کھا کر اودھ بھاگ آیا ' تو نجف خان نے بندیل کھنڈ جا کر ایک ہندو راجہ کی ملازمت کر لی۔

شجاع الدولہ کو انگریزوں نے بکسر میں شکست دی ، تو نجف خان نے انگریزوں سے مل کر الہ آباد پر قبضہ کرلیا - مگر بر وقت صلح الہ آباد شجاع الدولہ کو واپس کردیا گیا ، اور نجف خان کی ۲ لاکھ سالانہ پنشن مقرر ہوگئی - نجف خان نے منیرالدولہ کی وساطت سے دربار شاہی میں تقرب حاصل کرلیا ، اور ۳ ہزار سوار اور پیادوں کی سپہ سالاری کے ساتھ کوڑہ جہان آباد کی تحصیل وصول کا کام اس کے سپرد ہوا -

شاہ عالم دہلی واپس آئے ، تو نجف خان بھی ہمرکاب تھا (سیر : ۲ ، ۸۵)- یہاں آکر اس نے جاٹوں سے کئی معرکے کی لڑائیاں لڑیں ، اور آگرے پر شاہی پرچم لہرا دیا - اس کے صلے میں امیرالامرائی کا خلعت عطا ہوا -

نجف خان نے ۴۹ سال کی عمر میں سنیچر کے دن دو گھڑی رات رہے ربیع الآخر ۱۱۹٦ھ (٦ اپریل ۱۷۸۲ء) کو سل کے مرض سے دہلی میں انتقال کیا -

ملاحظہ ہو : تاریخ مظفری : ۲۰۴ ب ، تنقیح : ۲ ، ۵۹۰ ب ، عماد : ۱۰۸ ، تاریخ فرخ آباد : ۱۲۳ ب ، جام جہان نما : ۲ ، ٦۷ الف ، عبرت نامہ : ۱۳ ب ، مفتاح : ۳۵۸ ، بیل : ۲۸۹ ، تواریخ اودھ : ۱ ، ۳۱ - (مگر اس میں کتابت کی غلطی سے مادۂ تاریخ « این تربت نجف » کے نیچے ۱۱۸٦ مطابق ۱۷۷۲ء سال وفات چھپ گیا ہے - تنقیح اور مظفری میں ۱۱۹۷ھ سال وفات بتایا ہے - مگر اول الذکر میں یہ بھی لکھا ہے کہ بقولی ۱۱۹٦ھ میں وفات پائی ہے)-

نجف خان بڑا جانباز ، ہوشیار اور وفادار شاہی سردار تھا - حربی لیاقت کے ساتھ سیاسی قابلیت اور تدبر کے ہمراہ اقبال مندی کے جوہر بھی اس کی ذات میں موجود تھے - صرف دو عیب اس کے اندر تھے ، پہلا

یہ کہ سخت متعصب شیعہ تھا ۔ اس کے دور عروج میں دھلی کے سنی بہت پریشان رہے ۔ میرزا مظہر جانجانان کی شہادت اسی کے متوسلوں کی نازیبا حرکت تھی ۔ جام جہان نما : ۶۲'۲۷ ب ' میں لکھا ہے کہ قدرت نے اس خون ناحق کے انتقام میں دو تین برس کے اندر اندر نجف خانی سرداروں کے پورے طائفے کو تباہ کردیا ۔ اور دوسرا عیب یہ تھا کہ آخر میں لطافت علی خان خواجہ سرا کی صحبت کے اثر سے عیش و عشرت میں پڑگیا تھا ' اور ہر وقت شراب وشاہد اور رقص و سرود کی محفلیں گرم رہنے لگی تھیں۔ چنانچہ سل کا عارضہ اسی بے اعتدالی کا نتیجہ تھا ۔ جام جہان نما : ۶۲'۲ے الف اور عبرت نامہ : ۱۳ ب سے اس کی تصدیق ہوتی ہے ۔ تواریخ اودھ: ۳۱'۱ میں لکھا ہے کہ نجف خان سے اپنی جاگیر اور فوج کا انتظام نہ ہوسکا ' اس لیے ہمیشہ پریشان رہا ۔

ص ۸ سطر ۴ ۔ « باسرداران مرہٹہ درستیہا ساختہ » ۔ سیر: ۸۶'۲ میں اس واقعے کی تفصیل کرتے ہوے یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس سازش میں حسام الدولہ کے ساتھ مجدالدولہ عبدالاحد خان اور بہادر علی خان محلی بھی شریک تھے ۔

ص ۸ سطر ۵ ۔ « کار بجدال کشید »۔ تنقیح : ۵۵۵'۲ ب اور تاریخ مظفری : ۱۹۰ ب بعد سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ ضابطہ خان کی شکست کے بعد مرہٹوں سے بدظن ہوچکے تھے ' اور نجف خان کو بخشی چہارم بناکر فوج اکٹھی کرنے کا حکم دیا تھا ۔ ضابطہ خان نے مرہٹوں کے ذریعے سے قصور کی معافی اور امیر الامرائی کے منصب کی بحالی چاہی ' اور ناکام ہوکر حسام الدولہ سے ساز باز کرکے مرہٹوں سے دھلی پر حملہ کرادیا ۔ نجف خان نے مردانہ وار مقابلہ کیا ' مگر حسام الدولہ نے جھروکے کے نیچے کی مورچال سے خالی توپیں چھوڑنا شروع کردیں ۔ مرہٹے ادھر متوجہ ہوے ' تو اس نے مورچال خالی کردی اور اس طرح مرہٹوں کو دھلی دروازے تک آجانے کا موقع مل گیا ۔ نجف خان نے بڑھ کر انھیں روکنا چاہا ' مگر ناکام ہوکر واپس آگیا ؛ اور بادشاہ کے حضور میں حسام الدولہ کی غداری کا پردہ چاک کیا ۔

حسام الدولہ کو اس کا پتا چلا، تو اس نے بیساجی اور تکوجی ھلکر کو پیغام بھیجا کہ بہتر یہ ہے بادشاہ سے معافی مانگ لو۔ مرہٹہ سردار جنگ سے بچنا چاہتے تھے۔ انھوں نے اس مشورے پر عمل کیا، اور ملہار کے ذریعے سے ۲ شوال ۱۱۸۶ھ (۲۷ دسمبر ۱۷۷۲ء) کو اپنے معروضات حضور شاہ میں پیش کروائے۔ بادشاہ نے فرد مطالبات پر دستخط فرمادیے۔ پھر دن رہے دونوں مرہٹہ سرداروں نے ضابطہ خان کو بادشاہ کے سامنے دست بستہ حاضر کرکے قصور معاف کرایا، اور امیر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر کی بحالی کا پروانہ دلادیا۔

مرہٹوں کے مطالبوں کی تفصیل ڈف کی تاریخ مرہٹہ : ۲، ۲۰۷ میں ملاحظہ ہو۔

ص ۸ سطر ۶ - «مور و ملخ بودند» تنقیح : ۲، ۵۵۶ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹہ فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔ ڈف : ۲ ۲۰۷ لکھتا ہے کہ ۳۰ ہزار سوار اس جنگ میں شریک تھے۔ چہار گلزار شجاعی سے ایلیٹ : ۸، ۲۲۷ نے نقل کیا ہے کہ دکن سے روانگی کے وقت مرہٹوں کی فوجی تعداد ایک لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔

ڈف کا بیان ناقص ہے، اور صرف فوج کے اہم جزو کو بتاتا ہے۔ اس زمانے میں کوئی فوج بے پیادہ نہیں ہوتی تھی، بلکہ پیادوں ہی کی تعداد فوج کے اندر زیادہ ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ ص ۶ سطر ۱۲ کی تشریح میں لکھا جاچکا ہے، حدیقہ، تاریخ مظفری : ۱۹۱ الف اور عماد بھی ایک لاکھ یا اس کے لگ بھگ ہی کوئی تعداد بتاتے ہیں، اس لیے تنقیح کے بیان میں زیادہ مبالغہ نظر نہیں آتا۔

ص ۸ سطر ۹ - «حویلی اسمعیل بیگ» - یہ مکان بقول عماد : ۱۰۹، شہر پناہ کی بدر رو کے پاس تھا۔ تنقیح : ۲، ۵۵۷ ب میں موری دروازے کے قریب بتایا ہے۔ تاریخ مظفری : ۱۹۱ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ کابلی دروازے کی سمت شہر پناہ کی دیوار کے متصل تھا۔

اسمعیل بیگ ایرانی نژاد تھا ۔ خود کابل میں پیدا ہوا تھا ' اس لیے اسمعیل خان کابلی کہلاتا ہے ۔ صفدر جنگ کا خادم خاص تھا ۔ اس کی مہربانی اور کرم نے خاک سے پاک کر دیا تھا ' اس لیے اپنے آپ کو چیلہ (غلام) کہتا تھا ' ورنہ حقیقت میں غلام نہ تھا ۔ شجاعت اور حسن تدبیر کی بدولت صفدرجنگ اس پر بھروسا کرتا تھا ' اور یہ تمام حاشیہ نشینوں پر چھا گیا تھا ۔ جب صفدر جنگ کا انتقال ہوا ' تو شجاع الدولہ نوجوان تھا ۔ اسمعیل خان امور ریاست پر حاوی ہونے کے سبب سے شجاع‌الدولہ کے ساتھ بچوں کا سا برتاو کرنے لگا ۔ اتفاق سے شجاع الدولہ نے ایک کھتری نوجوان عورت کو راجہ همت بہادر' ناگوں کے سردار' کی معرفت اپنے یہاں شب باش کیا ۔ اس واقعۂ ناپسندیدہ سے کھتری چراغ پا ہوے اور رام نرائن دیوان کے پاس جاکر فریاد کی ۔ رام نرائن دس بارہ هزار کھتریوں کے ساتھ ' جو سرو پا برہنہ تھے ' اسمعیل خان کے پاس پہنچا ۔ اس نے مغل سرداروں کو جمع کرکے حکم دیا کہ همت بہادر کو نواب سے مانگو اور اس نالایقی کی سزا دو ۔ ورنہ هم محمد قلی خان برادر عمزاد شجاع الدولہ کو الہ‌آباد سے بلاکر صفدر جنگ کی جگہ اودھ کا حاکم بنادیں گے ۔ یہ اقدام شجاع الدولہ کو سخت ناگوار گزرا اور آیندہ کے لیے اس کے دل میں اسمعیل خان کی طرف سے دشمنی پیدا ہوگئی ۔ شجاع الدولہ کی ماں نے رام نرائن اور اسمعیل خان دونوں کو سمجھا بجھا کر رام کرلیا ' مگر اسمعیل خان کا اثر و رسوخ دربار سے اٹھ گیا ۔ (عماد : ٥٦ و ٦٦ - ٦٨) تواریخ اودھ : ۱'۱۵۰ تاریخ اودھ : ۲'۱ بعد '

سیر : ۲'۵۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ صفدر جنگ کے انتقال کے تھوڑے دنوں کے بعد اسمعیل خان بھی مرگیا ۔ تاریخ اودھ : ۲'۵ میں «گیان پرکاش» کے حوالے سے آٹھ مہینے کے بعد وفات بتائی ہے ۔ اس صورت میں رجب یا شعبان ۱۱٦٨ھ (اپریل یا مئی ۱۷۵۵ء) میں اسمعیل خان کا انتقال ہونا چاہیے ۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ۷ محرم ۱۱٦٩ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۷۵۵ء کو اس نے وفات پائی ہے ۔ ملاحظہ ہو سریواستو کی کتاب شجاع الدولہ : ۱'۲۳ ۔

ص ۸ سطر ۱ - « صفدر جنگ » - مرزا مقیم نام اور منصور علی خان لقب ہے - جعفر قلی بیگ کا بیٹا اور نواب برہان الملک کا حقیقی بھانجا تھا۔ نیشاپور میں پیدا ہوا - برہان الملک نے وہاں سے بلاکر اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کے ساتھہ نکاح کردیا - صفدر جنگ کی قسمت زور پر تھی' برہان الملک کی سفارش پر ۱۱۴۹ھ (۳۷ - ۱۷۳۶ء) میں صوبۂ اودہ کی نیابت عطا ہوئی اور «ابو المنصور خان بہادر صفدرجنگ» خطاب کے ساتھہ ھفت ھزاری منصب پیشگاہ شاھی سے ملا۔ (دیوان عبدالرضا متین اصفہانی : ۱۵۰ ب)

ذیحجہ ۱۱۵۱ھ (مارچ ۱۷۳۹ء) میں برھان الملک کا انتقال ہوا' تو محمد شاہ بادشاہ نے ان کے صغیرالسن بیٹے کو صوبہ‌دار مقرر کرکے صفدر جنگ کو بدستور نائب اور متولی امور حکومت رکھا - اس کی خوش قسمتی سے وہ بچہ مرگیا ' اور یہ بالاستقلال صوبہ‌دار بنادیا گیا' مگر اس عہدے کے حاصل کرنے کی غرض سے نادرشاہ کو ۲ کرور روپے کی رشوت دینا پڑی -

عمدة الملک امیرخان سے اس کی دوستی تھی - ۷ صفر ۱۱۵۷ھ (۱۱ مارچ ۱۷۴۴ء) کو ان کی سفارش پر میر آتشی (دیوان متین: ۱۱۵ الف و ب) اور ۷ شعبان (۲۴ ستمبر) کو صوبہ‌داری کشمیر مزید عطا ہوئی۔ نظام الملک آصف جاہ کے فوت ہوجانے کے بعد دو شنبہ ۴ رجب ۱۱۶۱ھ (۲ جون ۱۷۴۸ء) کو احمدشاہ بادشاہ نے خلعت وزارت ' ھشت ھزاری منصب اور «جملة الملک' مدار المہام ' وزیر الممالک ' برھان الملک ' ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ ' سپہ سالار» خطاب عطا کیا - (دیوان متین: ۱۲۶ الف و ب) -

۱۱۶۶ھ (۱۷۵۳ء) میں عماد الملک کی سازش سے وزارت کا عہدہ چھین لیا گیا - صفدر جنگ نے اس کے برقرار رکھنے کے لیے بہت ھاتھہ پانو مارے اور جنگ و جدال تك نوبت پہنچادی ' مگر آخر ناکام ہوکر اودہ واپس چلا جانا پڑا -

اس کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے ۔ اکثر معتبر تاریخوں اور قطعات تاریخ خصوصاً مقبرے کے اندر کندہ تاریخ میں ۱۷ ذیحجہ ۱۱۶۷ھ (۱۷ اکتوبر ۱۷۵۴ء) اختیار کی گئی ہے ، اور یہی سنہ تاریخی واقعات اور ان کے تسلسل کو سامنے رکھنے سے صحیح قرار پاتا ہے ۔

پہلے فیض آباد کے شاہی باغ «گلاب باڑی» میں دفن ہوا ۔ بعد ازاں دھلی میں لاش منتقل کردی گئی اور اس عمارت میں سپرد خاک کیا گیا ، جو «مقبرۂ صفدر جنگ» کے نام سے اب تک مشہور ہے ۔ اس عمارت کو نواب شجاع الدولہ نے ۳۰ (اور بقول واقعات دار الحکومۃ دھلی ۳) لاکھ کے صرف سے تعمیر کرایا تھا ۔

فیض آباد اسی کا بسایا ہوا شہر ہے ۔ بہبانی نے لکھا ہے کہ خراسان میں نجف اشرف کے پاس ایک قصبہ ہے فیض آباد ۔ یہاں کی آب و ہوا بڑی اچھی اور خربوزہ وغیرہ پھل عمدہ اور کثرت سے ہوتے ھیں ۔ صفدر جنگ نے اسی بستی کے نام پر اپنے بسائے ہوے شہر کا نام فیض آباد رکھا تھا ، ورنہ پہلے اسے بنگلہ کہتے تھے ۔ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۷ء) تک بنگلہ اور فیض آباد دونوں نام زبانوں پر جاری تھے ۔

صفدر جنگ کے لیے ملاحظہ ہو : سیر : ۲ ، ۲۲ ، ۴۶ ، ۴۸ ، ۵۰ ، گلستان رحمت : ۵۰ ب ، گل رحمت : ۳۴ ب ، خزانہ : ۷۶-۸۶ ، تاریخ محمدی : تحت سنہ ۱۱۶۷ھ تاریخ مظفری : ۱۴۹ بعد ، عماد : ۸ ببعد و ۳۰ بعد ، تنقیح : ۲ ، ۴۸۸ ببعد ، و ۴۹۸ بعد ، مرآۃ الاحوال بہبانی : ۱۰۰ ب ، جام جہان نما : ۲ ، ۴۴ ب ، تاریخ فرخ آباد : ۴۱ ب ، ۴۸ الف و ب ، ۵۲ ب ، تواریخ اودھ : ۱ ، ۴۵ بعد ، مفتاح : ۳۳۵ ، بیل : ۳۴۱ ، تاریخ اودھ نجم الغنی خان : ۱ ، ۸۵ ببعد ، مقبرۂ صفدر جنگ کے لیے ملاحظہ ہو واقعات دار الحکومۃ دھلی : ۳ ، ۴۰ ببعد ۔

ص ۸ سطر ۱۳ ۔ «کار بصلح کشید» ۔ سیر : ۲ ، ۸۶ ، تنقیح : ۲ ، ۵۵۷ ب تاریخ مظفری : ۱۹۰ ب ببعد اور عماد : ۱۰۹ میں تفصیل ملاحظہ ہو ۔

عماد : ۱۱۰ سے یہ نئی بات معلوم ہوتی ہے کہ مرزا خلیل ' علی نقی خان استاد شجاع الدولہ کے داماد ' نے اپنی چرب زبانی سے تکوجی کو آمادۂ صلح کیا تھا ۔ تنقیح سے پتا چلتا ہے کہ مکان مذکور پر ۲۵ شوال ۱۱۸۶ھ (۱۹ جنوری ۱۷۷۳ء) کو مرہٹوں کا حملہ ہوا ' اور دوسرے دن نجف خان تکوجی سے جا کر ملا ۔

ص ۸ سطر ۱۳ - «نوکر خود داشته» - پولیر : ۳۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ تکوجی نے پہلے ۳ ہزار اور پھر ٦ ہزار روپے یومیہ نجف خان کے مقرر کیے تھے - عماد : ۱۱۰ اور تاریخ فرخ آباد : ۱۲۴ الف میں تین ہزار روپے اور تنقیح : ۵۵۸'۲ الف میں ۵ ہزار روپے یومیہ کا تذکرہ ملتا ہے ۔ یہ دونوں روایتیں مل کر پولیر کی تائید کرتی ہیں ۔

ص ۸ سطر ۱۸ - «بحضور پادشاه عالم گذاشتند» ۔ تنقیح : ۵۵۸'۲ الف میں لکھا ہے کہ مرہٹے بادشاہ سے اجازت لے کر روہیلوں اور شجاع الدولہ کے ملک کو لوٹنے کھسوٹنے کے لیے گئے تھے ۔ ۲۷ ذیحجہ ۱۱۸۶ھ (۲۱ مارچ ۱۷۷۳ء) کو انہوں نے گنگا پار کی اور مرادآباد پر حملہ آور ہوئے ۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ اور انگریزوں کی مدد سے انوپ شہر کے قریب مقابلہ کیا ۔ مرہٹوں نے انگریزوں اور اودھ والوں کی مدد کی اطلاع پا کر لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا ۔ نجف خان نے ۵۰ لاکھ روپے کی پیش کش پر صلح کرا دی - اس کار گزاری کے صلے میں انگریزوں اور شجاع الدولہ نے شاہ عالم کی خدمت میں اس کی سفارش کے عریضے لکھے' اور مرہٹے نجف خان کے ہمراہ یکم محرم ۱۱۸۷ھ (۲۵ مارچ ۱۷۷۳ء) کو گنگا پار کر کے کول چلے آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے ۵۰ ہزار روپے نقد' ۲۰ کشتی کپڑے' اور ٦ ہاتھی نجف خان کو دے کر دہلی روانہ کر دیا ' اور اپنی طرف سے بھی سفارش نامے بادشاہ کو لکھ دیے ۔

۲۷ محرم (۲۰ اپریل) کو دو گھڑی دن رہے نجف خان بادشاہ کے حضور میں بار یاب ہوئے ۔ بادشاہ نے سینے سے لگا کر دلجوئی کی' اور خلعت ہفت پارچہ ' دستار سربستہ ' مع سرپیچ مرصع ' شمشیر ' سپر انہیں

اور ۱۲ دوشالے همراهیوں کو بخشے اور نائب وزارت کا عهده عطا کیا ۔

تاریخ مظفری : ۱۸۸ الف و ب و ۱۹۲ الف سے معلوم هوتا هے که اس خدمت کے صلے میں انگریزوں نے نجف خان کی شجاع الدوله سے صفائی کرائی اور اس نے نیابت وزارت کا قلمدان، مکلف خلعت اور هاتهی اور گهوڑے دے کر حضور شاه میں بهیجا ۔ انگریزوں اور مرهٹوں نے بهی بادشاه کو اس کی مختاری کی سفارش لکهی ۔

پولیر: ۳۴ نے لکها هے که نجف خان مرهٹوں سے جدا هو کر شجاع الدوله کا نوکر هوگیا تها ۔ اس نے بادشاه کی خدمت میں نجف خان کی سفارش کی اور سر رابرٹ بارکر سے بهی لکهوایا اور چلنے وقت نقد رقم سے اس کی مدد کی ۔

اس سلسلے میں عماد : ۱۱۰ و ۱۱۱ اور روهیل کهنڈ کی تاریخیں جیسے گلستان رحمت اور گل رحمت بهی ملاحظه کی جائیں ۔

ص ۸ سطر ۲۰ ۔ « باستصواب جہان پناه اسیر ساخت »۔ پولیر: ۳۴ نے حسام الدوله سے شاه عالم کی ناراضی کی وجه یه بتائی هے که مرهٹوں کو رقم دینے کے لیے بادشاه نے اس کی معرفت ۳ لاکه روپے کے جواهرات گروی رکهے تهے ۔ یه جواهرات اس نے دبالیے ۔ اکثر ملازمان شاهی اس سے برگشته رهتے تهے ۔ انهوں نے موقع پاکر بادشاه کو بهڑکا دیا اس عرصے میں نجف خان مذکورۂ بالا سفارشیں لے کر دهلی پهنچ گیا ۔ جب اس نے دربار کا رنگ حسام الدوله کے خلاف پایا، تو بادشاه سے عرض کیا که حسام الدوله کو میرے سپرد کردیا جائے، میں وه جواهرات بهی واپس کرا دوں گا اور سرکش پلٹنوں کو بهی توڑ دوں گا ۔ بادشاه نے یه معروضه قبول کرلیا۔ اور حسام الدوله دربار سے نکلتے هوئے گرفتار کرلیا گیا ۔ اس کا سامان ضبط هوا تو ۱۰ لاکه روپے کی لاگت کا نکلا۔

تنقیح : ۵۵۸،۲ ب میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے نجف خان کی خواہش پر اسے امیرالامرا اور مجدالدولہ کو نائب وزیر مقرر فرمایا ۔ ۴ ربیع الاول ۱۱۸۷ھ (۲۶ مئی ۱۷۷۳ء) کو راجہ رام ناتھہ نے حسام الدولہ کو سلیم گڈھ میں نظر بند کردیا ۔ بادشاہ کا ٦ لاکھہ رپیہ ، اور بقول شاہ عالم نامہ ۲ لاکھہ رپیہ اس کے پاس امانت تھا ۔ اس کے عوض میں ۲۹ تاریخ کو نجف خان نے ۷ لاکھہ اور بقول بعض ۹ لاکھہ رپیہ حاصل کرکے ٦ لاکھہ اپنی فوج میں تقسیم اور بقیہ بادشاہ کے حضور میں پیش کردیا ۔

تاریخ مظفری: ۱۹۲ الف و ب سے معلوم ہوتا ہے کہ حسام الدولہ کو بادشاہ نے راجہ رام ناتھہ کے ذریعے بلاکر ۲ لاکھہ رپے کی امانتی اشرفیوں کے عوض قلعۂ ارک میں قید کیا ، اور منظور علی خان ناظر کو اس کے مکان پر ، جو خاندوران بہادر صمصام الدولہ کا محل تھا ، متعین کردیا ، تاکہ مال باہر نہ جاسکے ۔ پندرہ دن کے بعد نجف خان نے اسے نرم گرم کر کے ٦ لاکھہ رپیہ وصول کرلیا ، اور بادشاہ کی اجازت سے اپنے مکان پہ لے گیا ۔ وہاں ظاہری دلداری سے ۹ لاکھہ رپیہ اس سے اور حاصل کیا ، جس میں سے ۳ لاکھہ بادشاہ کو دیے اور ٦ لاکھہ اپنی فوج میں تقسیم کردئیے ۔ حسام الدولہ بدستور قید رہا ۔

ص ۹ سطر ۲ ۔ « قلعۂ اکبرآباد » اس قلعے کے فتح ہونے کی تاریخ ٦ ذیحجہ ۱۱۸۷ھ (۱۸ فروری ۱۷۷۴ء) ہے ، جو « فتح قلعہ اکبرآباد » کے عدد ہیں ۔ ۱۷ ماہ مذکور کو عرضداشت مبارک باد فتح ، قلعے کی کنجی اور ۱۰۱ نذر کی اشرفیاں نجف خان کی طرف سے منظور علی خان ناظر نے شاہ عالم کے حضور میں پیش کی تھیں ۔ ملاحظہ ہو ، عماد : ۱۱۴ ، تنقیح ۵٦۰،۲ الف و مفتاح : ۳۵۵ ۔

ص ۹ سطر ٦ ۔ « مہندرپور ذیگہ » ۔ اس نام کا املا فراقی کے یہاں تین مختلف شکلوں : دیکہ ، دیکھہ اور دیک ، میں پایا جاتا ہے لیکن صحیح شکل وہی ہے جو یہاں متن میں اختیار کی گئی ہے بعد کے صفحات میں

اصل نسخے کا املا برقرار رکھا گیا ہے ، صرف صفحۂ ۱۸ و ۱۹ میں دیگہ غلطی سے چھپ گیا ہے ۔ سیر اور تنقیح میں نجف خان کے ہاتھوں جاٹوں کی شکست کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے ۔ پولیر : ۳۵ میں بھی مختصراً اس کا ذکر ہوا ہے ۔ یہاں دو باتیں لکھ دینا کافی ہوگا ۔ پہلی یہ کہ بقول تنقیح : ۲، ۵۶۵ الف، ۲۴ صفر ۱۱۸۹ھ (۲٦ اپریل ۱۷۷۵ء) کو نجف خان ڈیگ پر حملے کے لیے روانہ ہوا اور ۱۹ ربیع الاول (۲۰ مئی) کو وہاں پہنچ گیا ۔ سیر: ۲، ۸۹ کے مطابق ایک برس اور دو مہینے محاصرے میں صرف ہوئے لیکن صاحب تنقیح : ۲، ۵٦۷ ب ، نے یہ لکھا ہے کہ ماہ صفر ۱۱۹۰ھ کے پہلے عشرے (آخر مارچ ۱۷۷٦ء) میں اور بروایت شاہ نامہ تھبک صفر کی ۱۰ تاریخ (۳۱ مارچ ۱۷۷٦ء) کو آدھی رات کے وقت رنجیت سنگھ کارخانجات وغیرہ کو آگ لگا کر قلعے سے بھاگ گیا ۔ ۱٦ ربیع الاول (۵ مئی ۱۷۷٦ء) کو نجف خان نے عرضداشت مبارکباد ، نذر فتح اور ڈیگ کے قلعے کی طلائی کنجیاں بادشاہ کے حضور میں ارسال کیں ۔ تھارن : ۴۱۳ نے بھی تنقیح کی ہمنوائی میں محاصرے کی مدت ۱۲ ماہ بتائی ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ڈیگ کی تاریخ فتح کسی ذہین استاد نے اس مصرع سے نکالی ہے : « بشکل گوله و بان و سنان و ناوك بود » ۔ گوله صفر کی شکل کا ہوتا ہے ، بان ۹ کا ہمصورت اور سنان (بھالا) اور ناوك (تیر) ایك کے ہندسے کی طرح سیدھے ہوتے ہیں ۔ ان چاروں آلات حرب کو برابر برابر رکھا جائے، تو وہی شکل بنے گی جو ۱۱۹۰ کی ہوتی ہے ۔ مفتاح ۳۵۵ ۔ جاٹوں اور قلعۂ ڈیگ کے سلسلے میں ملاحظہ ہو تھارن کی وار ان انڈیا : ۴۰۳ ببعد ۔

ص ۹ سطر ۸ ۔ « کمبھیر » ۔ تاریخ جھجر : ۷۹ میں لکھا ہے کہ ڈیگ اور کمبھیر کے قلعوں میں چار پانچ کوس کا فاصلہ ہے ۔

ص ۹ سطر ۱۱ ۔ « غوث گڈھ را فتح ساخت » ۔ جیسا کہ آیندہ قطعۂ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ، ماہ شعبان ۱۱۹۱ھ میں غوث گڑھ فتح ہوا تھا یہ ہجری تاریخ ستمبر ۱۷۷۷ء کے مطابق ہے ۔ پولیر: ۱۵ نے بھی

آخر ۱۷۷۶ء ہی میں اس فتح کو بیان کیا ہے - سیر: ۲، ۱۱۰؛ جام جہان نما : ۴۰۲ الف اور تنقیح : ۲۰۲ الف و ب میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو - یہاں اتنا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بقول تنقیح ۱۱ شعبان (۱۴ ستمبر) کو بادشاہ نے حملے کا حکم دیا - ضابطہ خان شکست کھا کر قلعہ چھوڑ گیا - ۱۵ شعبان کو بادشاہ نے غوث گڑھ سے دو کوس اس طرف پڑاو کیا - ۲۶ شعبان (۲۹ ستمبر) کو ضابطہ خان کے مال کی ضبطی اور تقسیم عمل میں آئی اور جمعرات کے دن ۲۹ شعبان (۲ اکتوبر) کو غوث گڑھ کے ملاحظے کے لیے بادشاہ سوار ہوئے اور ایک بزرگ کے مزار پر فاتحہ خوانی کر کے خیمے میں واپس تشریف لے آئے -

نادرات شاہی کے دیباچے میں (ص ۲۳) مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے جس کی تصحیح ضروری ہے - یعنی میں نے ۹ رمضان ۱۱۹۰ھ (۲ اکتوبر ۱۷۷۶ء) کو غوث گڑھ کا فتح کیا جانا بتایا ہے - اس کی تصحیح کر لی جائے - دوسری طباعتی غلطی اسی صفحے کے حاشیے میں یہ ہوئی ہے کہ سودا نے اس فتح کا جو قطعۂ تاریخ لکھا تھا، اس کے مصرع تاریخ : « غوث گڑھ سے گیا وہ کھو کر شرم » میں « غوث گڈھ» چھپ گیا ہے چونکہ ڈ کے ۴ عدد اور ڑ کے ۲۰۰ عدد ہوتے ہیں اس لیے بحالت موجودہ صحیح اعداد تاریخ کسی طرح نہ نکل سکیں گے - اس کی تصحیح بھی ضروری ہے -

سودا کے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ « غوث گڑھ » کے اعداد ۱۷۳۱ میں سے « شرم » کے عدد ۵۴۰ منہا کر دیے جائیں، تو مطلوبہ اعداد ۱۱۹۱ رہ جائیں گے - یہی سال فتح ہے -

ص ۹ سطر ۲ - «پریم ناتھ آرام» - یہ قوم کا کھتری، اور ماہر خوشنویس اور تیر انداز تھا انشا پردازی اور شعر گوئی میں بھی دست رس تھی اور فارسی و ریختہ دونوں میں کہتا تھا - اس نے تقریباً ۴ ہزار شعروں کا ایک اردو دیوان یادگار چھوڑا تھا - آخر عمر میں دہلی سے بندرابن چلا گیا تھا، اور وہیں عزلت نشینی کی حالت میں مر گیا - طبقات شعرای ہند : ۲۶۹

ص ۹ سطر ۱۹ - « بـاجل طبیعی » تنقیح : ۲ ' ۵۹۰ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم الملک ذکاء اللہ خان ' حکیم میر آفتاب خان اور حکیم شریف خان کو شاہ عالم نے حکم دیا کہ نجف خاں کا علاج کریں ان طبیبوں نے جب اسے دیکھا ہے تو دق وسل اپنا کام کر چکی تھیں اور مرض حد علاج سے گزر گیا تھا - جام جہان نما : ۲' ٦۷ الف میں اس مرض کے پیدا ہو جانے کا سبب عیاشی کو قرار دیا ہے -

ص ۱۰ سطر ۱ - « نودو شش » - تـاریخ مظفری : ۲۰۴ ب اور تـاریخ فرخ آباد : ۱۲۴ ب میں ۱۱۹۶ھ سال وفات بتایا ہے بیل : ۲۸۹ میں ۱۱٦۹ ہجری چھپ گیا ہے ' جو ۱۱۹٦ کا مقلوب ہے -

ص ۱۰ سطر ٦ و ۷ - « ہنگام صبح شنبہ » - تنقیح : ۲ ' ۵۹۰ ب میں لکھا ہے کہ انتقال کے وقت دو گھڑی رات باقی تھی -

« اثنای عشرہ ثالث » کا مطلب یہ ہے کہ ربیع الآخر کی تیسری دھائی کی دوسری تاریخ یعنی ۲۲ تھی - پس یا تو لفظ « اثنا » مخفف ہے « اثنان » یعنی دو کا ' اور یہ تخفیف عربی قاعدے کے تحت کی گئی ہے کہ وہ لوگ بحالت اضافت تثنیہ اور جمع کا نون حذف کر دیتے ہیں' اور یا کاتب نے نون کو ایسا لکھا ہے کہ میں اسے « ی » پڑھنے پر مجبور ہو گیا -

عبرت نـامہ : ۱۳ ب' میں ۲۳ ربیع الآخر کو انتقال بتایا ہے - مفتاح : ۳۵۹ میں ۸ جمادی الآخرہ مطابق ۲۲ اپریل' بیل : ۲۸۹ میں ۲۲ اپریل اور تـاریخ ہندوستان : ۹ ' ۳۲۸ میں ۲٦ اپریل تاریخ وفات لکھی ہے -

مفتاح کا بیان تو تـاریخی مطابقت بھی نہیں رکھتا ' کیونکہ ۸ جمادی الآخرہ' ۲۰ مئی کے مطابق ہوتی ہے' اور ۲۲ اپریل کو ربیع الآخر کی ۷ ہونا چاہیے - رہ گئی تـاریخ ہندوستان' تو اس میں غالباً کاتب کی غلطی سے ٦ کی جگہ ۲٦ طبع ہو گیا ہے - عبرت نامہ کی تائید کسی اور روایت سے نہیں ہو سکی -

ص ۱۰ سطر ۱۱ - « کوچ معلی » - تنقیح : ۲، ۵۷۸ ب میں لکھا ہے
کہ مادھو سنگھہ سوای ' والی جےپور ' کے انتقال کے بعد اس کے جانشین
پرتاب سنگھہ نے شاہی نذرانہ بند کرلیا تھا - اس سرکشی کی سزا دینے
کے لیے بادشاہ نے جےپور پر حملے کا ارادہ کیا - ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۹۲ھ
(۲۴ مئی ۱۷۷۸ء) کو قلعۂ معلی سے سوار ہوکر تال کٹورے کے
باغ میں قیام فرمایا - راجہ کے منشی ' دولت رام ' نے حاضر ہوکر ۱۰۱
اشرفیاں نذر کیں - اور راجہ کی طرف سے خوشامدانہ انداز میں معذرت
پیش کی - دولت رام کی چاپلوسی ' امرای دربار کی سفارش اور منجموں کی
سفر سے مخالفت نے بادشاہ کے عزم میں تذبذب پیدا کردیا - ادھر جشن جلوس
کا وقت بھی قریب آچکا تھا - لہذا ۲ جمادی الاولی کو بادشاہ دہلی تشریف
لے آئے -

ص ۱۰ سطر ۱۱ - « مجدالدولہ » - یہ عبدالاحد خان کشمیری کا
خطاب ہے - نواب مجدالدولہ عبدالمجید خان کشمیری اس کے باپ تھے
یہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کے بخشی سوم تھے اور سنہ ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء)
میں فوت ہوئے - (مفتاح : ۳۳۴ ' بیل : ۹) -

« مجدالدولہ » کے ابتدائی حالات معلوم نہ ہوسکے - شاہ عالم ثانی
کے دوسرے سال جلوس کے آخر میں (اغاز ۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۱ء) پہلی
بار اس کا نام ہمارے سامنے آتا ہے جبکہ اس نے بادشاہ کی خدمت
میں ۱۰ « دستار باندھنو » ارسال کی تھیں - (تنقیح : ۲ ۵۲۵ الف -)

بعد ازاں ۱۲ ویں سال جلوس میں (۱۱۸۵ - ۱۱۸۴ھ = ۱۷۷۱-۱۷۷۰ء)
شاہ عالم کے پاس مرہٹوں کا وکیل بن کر فرخ‌آباد پہنچا ' اور حضور
شاہ میں مرہٹوں کے تحفے تحائف پیش کیے - تھا بہت چالاک ' بادشاہ
کے دہلی آتے ہی مزاج میں درخور پیدا کرلیا - آغاز ربیع الاول
۱۱۸۷ھ (آخر مئی ۱۷۷۳ء) میں حسام الدولہ معزول کیا گیا ' تو اسے نیابت
وزارت عطا ہوئی ' اور اسی مہینے کے آخر میں مختاری خالصۂ شریفہ

اور پچھلے خطاب «مجدالدولہ» پر «عمدۃ الامرا فرزندخان» کا اضافہ مرحمت ہوا - ۳ جمادی الاولی کو خلعت، تلوار اور بخشی گری سوم بھی عطا ہوگئی - (تنقیح : ۲، ۵۵۸ ب ۵۵۹ الف و ب، فرینکلن : ۳۸ و ۵۰)

دربار شاہی میں مجدالدولہ کا زبردست حریف صرف مرزا نجف خان تھا - اس نے ابتداً حسام الدولہ کو زیر کرنے کے لیے اس کا ساتھ دیا تھا، مگر آخر میں دونوں ایک دوسرے کے بدخواہ بن گئے - بادشاہ دونوں کو پسند کرتا تھا، اس لیے اس بات کا ساعی رہا کہ ان کے دلوں میں صفائی ہو جائے - مجدالدولہ کی چالاک طبیعت نے یہ مقصد پورا نہ ہونے دیا - اس نے مرزا کو نیچا دکھانے کے لیے روھیلوں اور مرھٹوں کو ساتھ ملایا - ضابطہ خان کی حمایت میں یہی نیت کام کرتی معلوم ہوتی ہے - سیندھیا سے یہ طے کیا کہ میرزا کے مقابلے میں مجدالدولہ کی مدد کرے، مجدالدولہ اس کے بدلے میں انگریزوں کے خلاف سیندھیا کی حمایت کرے گا - مرزا کی خوش بختی نے مجدالدولہ کی اس سازش کا بھانڈا پھوڑ دیا، اور وہ بادشاہ کی اجازت سے اُسے اور اُس کے داماد قطب الدولہ کو قید کرنے میں کامیاب ہوگیا - (ذف : ۱۶۵ و ۱۶۶، وقائع عالمشاھی : ۱۱)

میرزا کے بعد محمد شفیع خان اور افراسیاب خان میں حصول اقتدار کے لیے کشمکش شروع ہوئی، تو افراسیاب خان نے مجدالدولہ کے مزاج شاہی میں رسوخ اور چالاک طبیعت کے برسوں کے تجربے سے فائدہ اٹھانے کی خاطر اس کا قصور معاف کرا کے قید سے چھڑایا اور دوشنبہ ۲ رمضان ۱۱۹۶ھ (۱۲ اگست ۱۷۸۲ء) کو دیوانی خالصۂ شریفہ کا عہدہ اور خلعت دلایا - (تنقیح : ۲، ۵۹۳ بعد، تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف فرینکلن : ۱۰۳، وقائع عالمشاھی : ۱۳)

چند دن دونوں میں موافقت رہی - لیکن مجدالدولہ نے پھر اپنے ہاتھ میں طاقت لینے کی تدبیریں نکالنا شروع کردیں - افراسیاب خان نے شوال ۱۱۹۸ھ (اگست ۱۷۸۴ء) میں اس کا مال اسباب ضبط کر کے علی گڑھ کے قلعے میں قید کردیا -

کچھ دن بعد افراسیاب خان مارا گیا - مجدالدولہ نے قید سے نکل کر حضور شاہ میں پہنچنے کی کوشش کی - شاہ عالم بھی اس پرانے گھاگ کے دلدادہ تھے اور چاہتے تھے کہ پھر دربار میں جگہہ دیدیں - مگر افراسیاب خان کے خسر شجاع دل خان نے اس مقصد کو پورا نہ ہونے دیا -

اس واقعے کے بعد پھر مجدالدولہ کا نام تاریخ کے صفحات سے گم ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ ۱۷۸۸ء (۱۲۰۲-۱۲۰۳ء) میں اس کے انتقال کی خبر ملتی ہے -

فرینکلن کی کتاب «شاہ عالم» میں مجدالدولہ کی اس فلمی تصویر کا عکس شامل ہے جو جونیتھن اسکاٹ کے ذخیرہ تصاویر میں محفوظ تھی -

ملاحظہ ہو تنقیح : ۵۵۰'۲ الف تا ۵۹۴ الف ' تاریخ مظفری ۱۹۴ الف و ۲۰۵ الف ' فرینکلن : ۳۸ ' ۵۰'۶۹'۱۰۳'۱۰۵'۱۰۷'۱۰۸' ڈف کی تاریخ مرہٹہ : ۱۶۵'۲'۱۶۶' تاریخ پٹیالہ ۱۱۳' تاریخ فرخ آباد : ۱۲۴ ب و ۱۲۵ الف -

ص ۱۰ سطر ۱۳ - «عملك راجة جے پور شد» تنقیح : ۵۷۴'۲ الف و ب سے معلوم ہوتا ہے کہ راو راجہ پرتاپ سنگھہ ماچھڑی والے نے مرہٹوں اور جاٹوں سے ساز کر کے آگرے کے ضلع میں لوٹ مار شروع کردی تھی - بادشاہ کے حکم سے میرزا نجف خان اس کی تنبیہ کے لیے روانہ ہوا اور اپنے حسن تدبیر سے راجہ کو شکست دیدی - راو راجہ نے معافی چاہی تو مرزا نے اس کی بات پر ذرا کان نہ دھرا اور اسے نیست ونابود کر دینے پر برابر تلا رہا - راو راجہ نے مجدالدولہ کو وسیلہ بناکر براہ راست بادشاہ سے معافی مانگی -

افراسیاب خاں کے مشورے سے بادشاہ نے قصور معاف کرنے کے بجائے خود بھی لشکر کشی کرکے اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنیکا فیصلہ کیا ۔ ۲۹ رمضان ۱۱۹۲ھ (اکتوبر ۱۷۷۸ء) کو تلوار اور پرتلہ مولوی فخرالدین کے مدرسے میں بھیجا گیا ، ۲۶ شوال کو صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس شاہی لشکر گاہ کے خیمے گاڑے گئے ، اور پیر کے دن ۲۹ شوال کو بادشاہ سلامت بنفس نفیس داخل خیمۂ شاہی ہوئے ۔

راو راجہ یہ خبر سن کر اور گھبرایا اور لگاتار حضور شاہ میں عرضیاں بھیجیں ۔ بادشاہ نے میرزا نجف خاں کو لکھا کہ خیال یہ تھا کہ تمھارے ذریعے سے راو راجہ کو قصور کی معافی مرحمت کی جائے گی، مگر وہ مکار نظر آتا ہے ، اس لیے اُس کی درخواست منظور نہیں کی گئی ۔

اس سے راو راجہ کو بادشاہ کا ایما معلوم ہو گیا ۔ وہ میرزا کے پاس پہنچا کہ اس کے وسیلے سے معافی حاصل کرے ۔ مگر وہاں سے سچ یا جھوٹ یہ اطلاع پاکر کہ میرزا اسے قید کرنے کی فکر میں ہے ، سارا خیمہ وہر گاہ اور مال و اسباب چھوڑ بھاگ آیا ۔

ادھر بادشاہ نارنول پر قبضہ کرکے جےنگر (جے پور) کے پاس امین پور ضلع امیرنگر میں مقیم ہوئے ۔ شوال کی آخری تاریخ تھی جو اسی منزل میں راجہ پرتاب سنگھہ سوائی کا دیوان خوش حالی رام بوہرا حاضر ہوا اور بادشاہ کے حضور میں راجۂ جے پور کے حاضر نہ ہونے کا یہ عذر پیش کیا کہ قدیم سے راجہ کے آباو اجداد امیرالامرا کی معرفت ملازمت شاہی حاصل کیا کرتے تھے ۔ وہ اس سفر میں ہمرکاب نہیں ہیں ، اس لیے راجہ ان کے آنے کا منتظر ہے ۔ شاہ عالم نے میرزا کو فرمان کے ذریعے سے بلالیا اور راجہ پرسدھ رام پیشکار خالصہ کو بھیجا کہ راجۂ جے پور کو تسلی دلاسا دے کر ساتھ لے آئے ۔

جمعه کے دن صفر کی دوسری تاریخ ۱۱۹۳ھ (۲۰ فروری ۱۷۷۹ء) کو امیرالامرا اور مجدالدوله کی وساطت سے راجه حاضر دربار هوا اور ایك هزار اشرفیاں نذر میں پیش کیں ۔ بادشاه نے اس کی پیشانی پر راج تلك لگایا اور خلعت وشمشیر وغیره کے ساتھ موروثی خطاب بھی عطا فرمایا ۔ راجه نے ۴۰ لاکھ روپے کے جواهرات پیش کیے ، جن کا بڑا حصه امیرالامرا نے هضم کرلیا ۔ شاه نوازخانی میں اس پیش کش کی مقدار ۲ لاکھ روپے لکھی ہے، اور یہی رقم کارنامۂ راجپوتاں (ص ۳۲۰) میں بھی بتائی گئی هے ۔

اس مہم سے فارغ هوکر ۹ صفر کو بادشاه نے واپس دهلی کی طرف کوچ کردیا اور ۱۴ ربیع الاول کو قلعۂ معلی میں تشریف فرما هوگئے ۔

کارنامۂ راجپوتاں (ص ۳۲۰) میں اس حملے کو شاه عالم کے نویں سال جلوس کا واقعه بتایا هے، مگر سمت ۱۸۳۴ مطابق سنه ۱۷۷۸ء تاریخ بھی لکھی هے ۔ اس سے یه یقین هوجاتا هے که سهواً بیسویں سال جلوس کی جگه « نویں سال جلوس » لکھ گیا هے ۔

ص ۱۰ سطر ۱۵ ۔ « قریب شصت هزار سوار و پیاده » فرینکلن : ۸۷ ، اور تاریخ پٹیاله : ۱۱۴ میں ۲۰ هزار فوج اور توپ خانه لکھا هے ۔ تاریخ مظفری اور سیر میں تعداد کا تو ذکر نہیں ، لیکن یه ضرور معلوم هوتا هے که بہت بڑا لشکر تھا ۔

ص ۱۰ سطر ۱۶ ۔ « میرزا فرخنده بخت » سیر : ۱۱۰،۲ میں لکھا هے که مجدالدوله اپنے ساتھ جوان بخت یا اکبر شاه میں سے کسی ایك کو لے گیا تھا ۔ یه بیان سراسر سهو پر مبنی هے ۔ تنقیح : ۵۸۰،۲ الف، تاریخ مظفری : ۱۹۵ ب ، فرینکلن : ۸۷، اور تاریخ پٹیاله : ۱۱۳ میں صراحت کی جاچکی هے که میرزا فُرخنده بخت هی مجدالدوله کے ساتھ گئے تھے ۔

ص ۱۰ سطر ۱۸ - « بٹالہ » یہ کتابت کا سہو معلوم ہوتا ہے - ورنہ تمام تاریخیں اس پر متفق ہیں کہ مجدالدولہ پٹیالہ پہنچ کر واپس ہوا تھا -

ص ۱۱ سطر ۳ - « سینہ کباب بود » عماد : ۱۴۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا کی ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ مجدالدولہ نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کرایا تھا کہ نجف خان کے غرور کو توڑنے اور اسے قابو میں لانے کے لیے دو انگریزی پلٹنیں مرتب کی جائیں اور ان کی تنخواہ نجف خان کی جاگیر میں سے ادا کرائی جائے - اس کام کے لیے میجر پہلیر بلا بھی لیے گئے تھے - مگر یہ راز قبل از وقت فاش ہوگیا ، اور میرزا نجف خان نے ۱۱۹۳ ، (۱۷۷۹ء) میں آکر مجدالدولہ کو گرفتار کرلیا -

ص ۱۱ سطر ٦ - « ششم ماہ ذیقعدہ » - تنقیح اور تاریخ مظفری میں بھی یہی تاریخ درج ہے -

ص ۱۱ سطر ۹ - « قطب » - یہ قطب الدولہ کے لقب یا نام کا اختصار ہے - اس کا نام قطب الدین خان تھا ، اور نواب ضیاء الدولہ سعدالدین خان خانساماں پسر نواب سعدالدین خان میر آتش کا بیٹا تھا اپنے خسر مجدالدولہ کے بل بوتے پر شاہ عالم کے دربار میں صاحب رسوخ ہو - آصف الدولہ کے لیے خلعت وزارت شاہ عالم نے بھیجا ، تو مجدالدولہ نے اسی کو فرائض رسالت انجام دینے کے لیے منتخب کیا تھ - (تنقیح: ۲۰۸ ٦٥ الف ، عماد: ۱۲۷ ، مرآت آفتاب نما : ۳۹)- ۹ جمادی الاولی سنہ ۱۱۹۱ھ (۲۵ جون ۱۷۷۷ء) کو نیابت توپخانہ کا عہدہ پایا - جب افراسیاب خان نے مجدالدولہ کو علی گڑھ میں نظر بند کیا ، تو قطب الدولہ بھی اس کے شریک حال رہے ، (وقائع عالمشاہی : ۲۴)- افراسیاب خان کے مارے جانے پر اس کے خسر شجاع دل خان نے قطب الدولہ کو بھی خسر کے ساتھ قید رکھا (ایضاً : ۲٦) اس کے بعد کے حالات دستیاب نہیں ہوتے خیال یہ ہے کہ پٹیل نے مجدالدولہ کو رہا کیا ، تو یہ بھی اس کے ساتھ ہی رہا ہوگیا (مرآت : ۴٦۹ الف)-

ص ۱۱ سطر ۲۰ - «کانوند» - ریگستان بیکانیر کے کنارے پر واقع ہے۔ پہلے نجف قلی خان کی جاگیر میں تھا (کین: ۱۳۵) بعد ازاں انگریزوں نے بسلسلۂ خدمات غدر مہاراجہ نراندر سنگھ والی پٹیالہ کو دیدیا - (تاریخ پٹیالہ: ۴۳۰،۴۲) -

وقائع کے مخطوطے میں اس لفظ کے آخری حرف پر کوئی علامت نہیں - تاریخ جھجر (ص ۱۲٦) میں «کانونڈ» لکھا ہے - تاریخ پٹیالہ میں آخری نون حذف ہو گیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا موجودہ تلفظ «کانوڈ» ہے -

ص ۲ سطر ۵ - «محمد بیگ خان» تاریخ مظفری: ۲۰٦ ببعد میں اس جنگ کا تفصیلی ذکر موجود ہے جو محمد بیگ خان نے رمضان ۱۲۰۱ھ (جون ۱۷۸۷ء) کے شروع میں مہاراجہ دھیراج کی طرف سے مہاجی سیندھیا پٹیل سے لڑی تھی - اسی لڑائی میں محمد بیگ خان توپ کا گولہ کھا کر مرا ہے -

ص ۱۲ سطر ۰ - «حاصل کلام» فراقی نے جو کچھ آئندہ سطروں میں لکھا ہے، تنقیح: ۵۹۰،۲ الف - ۵۹۱ الف، میں بھی تقریباً یہی سب کچھ بیان ہوا ہے -

ص ۱۳ سطر ۱ - «بعد مختار شدن» - فراقی کا یہ جملہ صاف نہیں ہے - دراصل عبارت یوں ہونا چاہیے تھی: «بعد مختارشدن، اشرف الدولہ با اعتقادالدولہ بہادر — عقد مودت از امیر الامرای مرحوم زیادہ مستحکم بستہ» کیونکہ فراقی کا مطلب یہ ہے کہ مختار سلطنت ہو کر اشرف الدولہ نے اعتقاد الدولہ کے ساتھ امیر الامرا سے بھی زیادہ مضبوط دوستی پیدا کی اور سیف الدولہ کو کانونڈ سے بلا کر خلعت اور تلوار سے سرفراز کیا -

ص ۱۳ سطر ۱ - «اعتقاد الدولہ» - یہ لطافت علی خان خواجہ سرا کا خطاب ہے، جو نواب شجاع الدولہ کا بڑا معتمد سردار تھا - مختار الدولہ وزیر نے ایلچ خان کے برخلاف اسے اس فوج کا سردار

مقرر کر کے شاہ عالم کے دربار میں بھیجا تھا، جو حضور شاہ میں شجاع الدولہ کے وقت سے تعینات رہتی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعے سے خلعت وزارت حاصل کر کے ایلچ خان کو نیچا دکھایا جائے۔

لطافت علی خان بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے دربار شاہی رنگ دیکھ کر تاڑ لیا کہ یہ مطلب مجدالدولہ کی وساطت سے پورا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی رائے درست نکلی۔ مجد نے نواب وزیر کو اپنا احسان مند بنانے کی خاطر پوری کوشش کر کے خلعت روانہ کرا دیا اور اس طرح اپنے خیال میں اس ایک تیر سے دوسرا پرندہ بھی شکار کرلیا، یعنی میرزا نجف خان کی بات بودی کردی جو ایلچ خان کا حامی تھا۔

لطافت علی خان نے لکھنؤ کے علاوہ دہلی میں بھی اپنی قدر و منزلت میں اضافہ کیا۔ اعتقاد الدولہ کا خطاب اور خلعت ہاتھی، اور گھوڑا بادشاہ دہلی نے عطا کیا تھا۔ نجف خان کے بعد اس کے سر میں یہ سودا سمایا کہ دربار میں اعلیٰ منصب حاصل کر کے حکومت کے نظم و نسق میں دخل حاصل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں جو بپتا گزری، فراقی نے اس صفحے اور آئندہ صفحات میں اسے دہرایا ہے۔ دوسری تاریخیں بھی یہی کچھ بیان کرتی ہیں۔

اعتقاد الدولہ نے ۱۱۹۰ھ (۱۷۷۶ء) میں دہلی کے اندر ایک باغ لگایا تھا۔ کسی شاعر نے اس کا قطعہ تاریخ کہا ہے:

ساخت باغی علی لطافت خاں   ہمچو فردوس زینت آرائی
سال تعمیر او بگفت دلم   گلستانی لطافت افزائی

معلوم ہوتا ہے کہ عماد السعادہ کی تالیف تک بقید حیات تھا۔

ملاحظہ ہو: تاریخ مظفری: ۱۹۳ ب، مرآت آفتاب نما: ۳۹۰ الف تنقیح: ۲، ۵۶۸ ب، ۵۷۷ الف، عماد: ۱۲۶، بیل: ۲۲۶، تاریخ اودھ: ۳، ۱۰۷

ص ۱۳ سطر ۲ - « دو پلٹن و چند ترک سوار » - عماد : ۱۲۱ میں لکھا ہے کہ ایلچ خاں ۲ پلٹنوں کے ساتھہ لکھنؤ سے دہلی بھیجا گیا تھا - پھر ص ۱۲۰ پر یہ تحریر کیا ہے کہ جب مختارالدولہ نے یہ دیکھا کہ ایلچ خاں کے ساتھہ نواب نجف خاں کا برتاؤ خطرناک حد تک اچھا ہے ' تو اس نے ان ۳ پلٹنوں کو طلب کرلیا جو نواب شجاع‌الدولہ کے وقت سے نواب نجف خان کے پاس تعینات تھیں اور ایلچ خاں کی جگہ لطافت علی خاں کا ریلی سے تبادلہ کردیا -

تاریخ مظفری : ۱۹۸ الف میں مندرج ہے کہ لطافت علی خان کے پاس ۳،۲ پلٹنیں تھیں - مرآت آفتاب نما : ۳٦۰ الف ' تنقیح : ۲،۵٦ الف و ۵۷ الف اور تاریخ اودھ : ۳،۱۷ میں تین کی جگہ پانچ کا ذکر کیا گیا ہے - تنقیح : ۲،۵۰ ب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتقاد الدولہ کے ساتھہ نجیب پلٹن کے بھی سپاھی تھے (جس کا ذکر تنقیح : ۲،۵۷ الف ' تاریخ مظفری : ۱۹٦ ب ' عماد : ۱۲۷ ببعد ' تواریخ اودھ : ۱،۹٦ ' تاریخ اودھ : ۳،۸۷ ببعد میں ہے) - لیکن یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی اس لیے کہ تنقیح ھی سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ پیر کے دن ۸ محرم ۱۱۹۰ھ (۲۹ فروری ۱۷۷٦ء) کو لطافت علی خان دربار شاھی میں حاضر ہوا تھا - تاریخ مظفری : ۱۹۳ ب سے بھی یہی سال معلوم ہوتا ہے - نجیب پلٹن کے توڑے جانے کا واقعہ بقول تنقیح : ۲،۵۷ الف و تاریخ اودھ : ۳،۸۸ ' محرم ۱۱۸۹ھ (۱۰ مارچ ۱۷۷۵ء) کو پیش آیا تھا - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس واقعے کے بعد نجیب پلٹن کے کچھہ سپاھی دھلی جاکر اعتقادالدولہ کی فوج میں شامل ہوگئے تھے -

ص ۱۳ سطر ۳ - « آصف الدولہ » میرزا امانی نام تھا - شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا اور موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر شستری کا نواسہ ہے - ۱۱٦۱ھ (۱۷۴۸ء) کے آخر میں پیدا ہوا - صاحبزادگی ھی میں شاہ عالم نے میرآتشی اور داروغگی غسل خانہ کا عہدہ عطا کیا - ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ (۲٦ جنوری ۱۷۷۵ء) کو کرنیل کلیس ' میرزا علی اور سالار

جنگ وغیرہ روسا کے حسن اہتمام سے والی اودہ مقرر ہوا - چہار شنبہ ۲۷ صفر ۱۱۸۹ھ (۲۹ اپریل ۱۷۷۵ء) کو شاہ عالم کا بھیجا ہوا خلعت نیابت پہنا اور آبائی خطاب پایا - (تنقیح : ۲، ۵۶۷ الف ' تاریخ اودہ : ۳، ۱۰۳) -

آصف الدولہ نے ۲۳ سال ۲ ماہ حکومت کرکے جمعہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ (۲۱ ستمبر ۱۷۹۷ء) کو انتقال کیا اور اپنے بنائے ہوئے مشہور امام باڑے میں مدفون ہوا -

ملاحظہ ہو سیرالمتاخرین فرح بخش' تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ' تنقیح' عماد تواریخ اودھ ' مفتاح ' بیل وغیرہ

ص ۱۳ سطر ۳ - « کہ بحضور می ماند » - اس جملہ میں « کہ » بیکار نظر آتا ہے - غالباً یہ کتابت کی بھول چوک ہے -

ص ۱۳ سطر ۱۰ - « بدرستی پیش آمدہ » - تنقیح : ۲، ۵۹۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ رجب ۱۱۰۶ھ (۳ جولائی ۸۲-۱۷۸۲ء) کو افراسیاب خان نے مجدالدولہ کا قصور معاف کرایا تھا -

ص ۱۳ سطر ۱۲ - « آمد آمد شفیع خان » - تنقیح : ۲ ۵۹۲ الف میں لکھا ہے کہ « بیگم (خواہر نجف خان) باغوای زین العابدین خان میرا شفیع خان را از جنگ سکھان طلب داشت » -

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ افراسیاب خان نے بیگم کو ناخوش کردیا ' تو اس نے شفیع خان کو اس کی سرکوبی کے لیے بلایا تھا -

ص ۱۴ سطر ۲ - « دویمہ رمضان » - اس مادۂ تاریخ سے ۱۱۹۶ھ برآمد ہوتے ہیں - مطلب یہ ہے کہ دوشنبہ ۲ رمضان ۱۱۹۶ھ (۱۲ اگست ۱۷۸۲ء) کو بادشاہ سے خلعت مختاری دلایا - تنقیح : ۲، ۵۹۴ ب سے

معلوم ہوتا ہے کہ باہمی صفائی نہ ہونے کے باعث مجدالدولہ اس بار کو اٹھانے پر آمادہ نہ ہوتا تھا - افراسیاب خان نے بڑے اصرار کے بعد راضی کیا تھا -

ص ۴ سطر ۳ - « خود به علی گڈھ رفت » - تنقیح : ۲'۹۵ الف میں لکھا ہے کہ افراسیاب روزانہ کی درباری کشمکش سے گھبراکر بادشاہ کی اجازت سے ۲۹ رمضان ۱۱۹۶ھ (۷ ستمبر ۸۲-۱۷ء) کو اپنے محالات متعلقہ کو چلا گیا -

ص ۱۴ سطر ۷ - « یکشنبه ششم شوال » - تنقیح : ۲'۹۵ الف میں یہ لکھا ہے کہ دوسری تاریخ کو کچھ رات گزرے تمام فوج اور توپ خانے کے ساتھ نجف قلی خان کو گرفتار کرنے کے لیے سوار ہوا -

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف میں محمد شفیع خان کے ہمراہ آئی ہوئی فوج کی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہے -

ص ۱۴ سطر ۱۱ - « نجف قلی خان » - میرزا نجف خان کا رفیق اور ریواڑی کا جاگیردار تھا - یہ علاقہ سرہند سے راجپوتانہ تک پھیلتا چلا گیا تھا - نجف خان کو اس پر بڑا بھروسا تھا - اس نے بھی اپنے آقا کا خوب خوب حق نمک ادا کیا ، اور نجف خانی معرکوں میں برابر سینہ سپر ہوکر لڑا -

تنقیح : ۲'۷۰ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پسندیدہ خدمات کے صلے میں ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۱ھ (۱۷ مئی ۱۷۷۷ء) کو شاہ عالم نے بخشی سوم بنایا ، اور ۲۳ شوال (۲۴ نومبر) کو ضابطہ خان کے مقابلے میں عمدہ کارگزاری دکھانے پر خلعت اور سہارنپور کی فوجداری عطا کی -

تنقیح : ۲'۷۵ الف اور تاریخ مظفری : ۲۰۴ ب میں تحریر ہوا ہے کہ ضابطہ خان نے اپنی بیٹی یا بہن کی شادی نجف خان کے ساتھ کردی تھی - جام جہان نما : ۲'۴۷ ب میں لکھا ہے کہ ضابطہ خان نے

مصلحت وقت دیکھ کر اپنی بیٹی کی منگنی نجف خان کے ساتھ کردی تھی ابھی نکاح نہ ہونے پایا تھا کہ نجف خان کا انتقال ہوگیا - اس کے بعد آغا شفیع سے منسوب ہوئی - وہ بھی چند دن کے بعد اس دنیا سے چل بسا - مرآت آفتاب نما : ۲٦٥ ب میں بھی نجف خان کے ساتھ منگنی کا ذکر ہے -

ان تصریحات کے برخلاف کین (ص ۱۳۵) نے نجف قلی خان کو ضابطہ خان کا بہنوئی بتایا ہے - میرے نزدیک یہ نجف خان اور نجف قلی خان میں التباس کا نتیجہ ہے -

ص ۱۵ سطر ۲ - « واحدالعین » - اس مصرع میں « واحدالعین » سے مجدالدولہ مراد ہے جو کانا تھا ، « غلام سرکش » سے نجف قلی خان کی طرف اشارہ ہے جو نجف خان کا چیلا تھا اور « دو کافران » مشیو رام داس اور نراینداس ہیں ، جو ہندو تھے -

فراقی کا ان دونوں کو کافر کہنا اور وہ بھی اپنے نجی روزنامچے میں اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرح بباطن مسلم و بظاہر کافر تھا -

ص ۱۵ سطر ۱۵ - « کمر بخون ناصرالدولہ ستند » - تنقیح میں اس واقعے کے جزئیات بیان کیے گئے تھے - مگر شومی قسمت سے یہاں ہمارا نسخہ ناقص نکلا - موجودہ عبارت بھی دلچسپ اور اس لیے قابل نقل ہے - ملاحظہ ہو :

« میرزا محمد شفیع خان امرالامرا شد - لطافت علی خان رفتن خود ہمراہ افراسیاب خان صلاح ندیدہ ، پیغام بامیرالامرا فرستاد ، « اگر عہدبمیان آید ، حاضر می شوم » - آغا شفیع خان معتمد فرستادہ او را طلب داشت - چون اعتقادالدولہ عقل درست نداشت ، پول فرنگی و عاشور علی خان داروغۂ توپخانۂ میرزا شفیع خان را باخود متفق ساختہ مقرر کرد کہ در حضور انور رفتہ ، بادشاہ را در مسجد باید آورد و میرزا شفیع خان را دستگیر باید کرد ، و خود متکفل امورات باید شد -

بتاریخ نہم ذیقعد روز پنجشنبہ ہر سہ سردار متفق شدہ مع پلٹن بر در قلعہ رسیدند ۔ بادشاہ کلو خواص را باستفسار سبب فرستادند ۔ آنہا عرض کردند کہ « از ما متابعت میرزا شفیع خان نمی شود ۔ اگر جناب ملتمس ماہا پذیرفتہ در مسجد جامع رونق افزا شوند ، ما در جانفشانی حاضریم » ۔

چون مزاج حضور از اسیری نجف قلی خان آزردگی داشت ، عرض آنہا پذیرفتہ ، راموڑو کمیدان را بحفاظت قلعۂ مبارک تعین ..... »

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف مین لکھا ہے کہ « درین اثنا افواج میرزا شفیع خان برای تنخواہ خود برو ہجوم آوردند ۔ میرزا گفت کہ « علاقۂ تنخواہ شما از ما ندارد ، و ماہانۂ خود از متصدیان بادشاہی بگیرید » ۔

« چون این خبر ببادشاہ رسید ، فرمود کہ « اگر ملازم من ہستید فی الفور شفیع خان را دستگیر نمودہ بیارید » ۔

« آن طائفہ برین ارادہ عزم بالجزم نمودند ۔ میرزا شفیع خان بمجرد استماع اخبار تنہا از مکان خود برآمد ، براستۂ اجمیری دروازہ راہ فرار پیمود و متصل حوض کلان شیخ محمد کہ آن را مردم ہند « باولی » گویند و ریگستان مہابت خان کہ بریتی مہابت خان شہرت دارد ، رسیدہ توقف ورزید کہ درین حال ... وغیرہ بعضی رسالہ داران کہ باو موافق بودند ، خود را نزد او رسانیدند و او از رسیدن ایشان تقویتی بہمرسانیدہ و برملا نقارہ زدہ نزد محمد بیگ خان ہمدانی بہ اکبرآباد رفت » ۔

ان دونوں بیانوں میں سے پہلا غالبا شاہ نامۂ منو لال سے لیا گیا ہے اور اس لیے فراقی کے بیان سے ملتا جلتا ہے ۔ تاریخ مظفری نے اپنے ماخذ کا ذکر نہیں کیا ، لیکن ایک بات اس نے بھی پتے کی کہی ہے ۔ یقینا ان دراندازوں نے پہلے اس کے لشکر میں بغاوت پھیلائی ہوگی ؛ اور بعد میں بادشاہ کو ابھار کر مسجد جامع تک لائے ہوں گے ۔

شیخ محمد کے حوض اور مہابت خان کی ریتی کے ایسے واقعات دارالحکومۃ دہلی : ۲، ۵۱۶ ملاحظہ ہو ۔

ص ۱۵ سطر ۱۸ - «حویلی قمرالدین خان» - یہ دراصل ان کے باپ محمد امین خان کا تعمیر کیا ہوا مکان تھا ، اور اجمیری دروازے کے قریب واقع تھا ۔ محمد امین خان نے دوسروں کے مکان خریدے بھی اور چھینے بھی ، اور اس طرح اپنی حویلی کو اتنا بڑا کر لیا کہ اس کے ڈانڈے جامع مسجد اور بھوجلا پہاڑی سے آملے تھے ۔ ان کے مرنے پر نواب قمرالدین خان نے چھینے ہوئے مکانوں کی یا تو قیمت ادا کی ، یا مکان واپس کر دیے ۔ (سفرنامۂ مخلص ، حاشیہ ۰ ص ۲ ۔)

ص ۱۶ سطر ۷ - « پول فرنگی » - اس نام کا انگریزی املا «Pauly» ہے ۔ تنقیح : ۲ ، ۵۹۴ ب اور فرینکلن : ۱۰۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کا باشندہ اور سمرو کی پلٹن کا کمانیر تھا ۔

ص ۱۶ سطر ۱۱ - « خضرآباد » - خاندان سادات کے پہلے بادشاہ خضرخان (۸۰۰ھ تا ۸۲۴ھ - ۱۴۱۴ء تا ۱۴۲۱ء) نے دریای جمنا کے کنارے کلوکھیری سے جنوب مشرق کی طرف ایک میل ہٹ کر اوکھلے کی سرحد میں بسایا تھا ۔ اس شہر کا عرصے سے وجود نہیں رہا اس بناپر اس کے مقام کا صحیح تعین مشکل ہے ۔ ملاحظہ ہو واقعات دارالحکومۃ دہلی : ۳، ۴۲۷ و آثار الصنادید سرسید ۔

ص ۱۶ سطر ۱۱ - « داراشکوہ » شاہ جہاں کا بڑا بیٹا تھا ۔ پیر کی رات کو صفر کی ۲۹ ویں تاریخ ۱۰۲۴ھ (۲۰ مارچ ۱۶۱۵ء) میں ممتاز محل کے پیٹ سے پیدا ہوا ۔ (تزک جہانگیری : ۱۳۸ ، تنقیح : ۲، ۳۶۰ الف ۔)

سجان رائے بھنڈاری نے خلاصۃ التواریخ : ۴۵۲ ، میں ۱۹ صفر تاریخ لکھی ہے ۔ سیر ، مقدمہ : ۲۹۱ میں ، جو خلاصۃ التواریخ ہی کا مرممہ معلوم ہوتی ہی ، اور ملخص التواریخ میں جو سیر کا خلاصہ

ہے' یہی ۱۹ صفر تاریخ نقل کی گئی ہے - مگر جہانگیر کے بیان کے پیش نظر یہ تاریخ کوئی اہمیت نہیں رکھتی ' بلکہ بالیقین سہو قلم معلوم ہوتی ہے -

جمعہ ۲ شعبان ۱۰۴۲ھ (یکم فروری ۱۶۳۳ء) کو نادرہ بانو بیگم بنت سلطان پرویز بن جہانگیر کے ساتھ بڑے شان و شکوہ سے بیاہ ہوا - ابو طالب کلیم نے « قران کردہ سعدین برج جلال » مادۂ تاریخ نکالا - (عمل صالح : ۱'۲۲۰ ببعد ' سیر' مقدمہ : ۳۱۵' تنقیح : ۳۸۹'۲ الف ' مرآت آفتاب نما : ۲۱۰ الف ' تاریخ مظفری : ۲۱ الف - بیل نے سہواً ۱۰۴۳ھ لکھ دیا ہے -)

سنہ ۱۰۶۴ھ (۵۴ ۱۶ء) میں شاہ جہاں نے ولی عہد مقرر کیا اور ڈھائی لاکھ کی قیمت کا خلعت ' اور ایک لاکھ ستر ہزار روپے کا سربند اور « شاہ بلند اقبال » خطاب عطا کر کے اپنے تخت کے برابر سونے کی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا - (تنقیح : ۴۰۶'۲ الف ' تاریخ مظفری : ۴۲ ب)

۱۰۶۷ھ (۱۶۵۷ء) کے آخر میں ۵۰ ہزاری ۳۰ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ منصب عطا کیا ' اور ربیع الثانی ۱۰۶۸ھ (۱۶۵۸ء) میں ۶۰ ہزاری ۳۰ ہزار سوار کا منصب دے کر ۲۳ کرور دام کا علاقہ اور ایک کرور روپیہ نقد اور بہار کا صوبہ مزید عنایت کیا -

اس زمانے میں شاہ جہان سخت بیمار اور کام کرنے کے ناقابل ہو چکا تھا - داراشکوہ نے باپ کی بیحد محبت اور انتہائی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا - اس راہ کا پہلا قدم بھائیوں کے کانٹوں کو راہ سے ہٹانا تھا - اورنگ زیب سیاسی لحاظ سے سب میں نمایاں تھا - دارا نے پہلے اسی کو نشانہ بنایا -

شاہ جہاں نے بستر علالت پر لیٹے لیٹے صلح و صفائی کی کوشش کی' مگر ناکام رہا - آخر کار سب بھائیوں نے دارا کے خلاف محاذ قائم کرلیا - دارا کو ہر معرکے میں شکست ہوئی ' اور وہ ۲۰ ذی حجہ ۱۰۶۹ھ

(۲۸ اگست ۱٦۵۹ء) کو گرفتار کر کے دہلی لے آیا گیا - خضر آباد کی عمارتوں میں سے خواص پورہ کی ایک مضبوط عمارت جیل خانہ قرار پائی - دلی والوں میں سے جو لوگ دارا کے ہوا خواہ تھے' انھوں نے شورش برپا کردی - اس پر عالمگیر کے حکم سے جمعرات کی رات کے اول حصے میں ۲۱ ذی حجہ سنہ ۱۰٦۹ھ (۳۰ اگست ۱٦۵۹ء) کو دارا شکوہ قتل کر دیا گیا ' اور نعش ہمایوں کے مقبرے میں سپرد خاک ہوئی - ۴٦ سال سے کچھ کم عمر پائی -

ملاحظہ ہو عالمگیر نامۂ محمد کاظم : ۴۳۲' عالمگیر نامۂ مستعد خان : ۱۴' آئینۂ بخت: ۲۳۰ ب ' مرآۃ جہان نما : ۴۹۱ ب' سیر' مقدمہ : ۳۸۹' تنقیح : ۲۵۴٬۲ ب ' تاریخ مظفری: ۲۷ ب ' جام جہاں نما : ۱۲۵٬۱ الف' مفتاح : ۲٦۷' بیل: ۱۱۷ -

ان تمام تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۱ ذی حجہ کو بدھ کا دن تھا - عالمگیر نے بدھ کے دن کے آخری حصے میں قتل کا حکم دیا ' اور جمعرات کی رات کے شروع ہونے پر دارا کو قتل کردیا گیا- صرف دو کتابوں میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے - پہلی کتاب تاریخ محمدی ہے- اس میں سنہ ۱۰٦۹ھ کے تحت یہ لکھا ہے کہ ۲۲ ذی حجہ شب پنجشنبہ کو یہ واقعہ پیش آیا - سیر میں آخر روز چہار شنبہ کو وقت قتل قرار دیا ہے -

لیکن اس اختلاف سے کہیں زیادہ حیرت انگیز منتخب اللباب : ۸۷' کا یہ بیان ہے کہ ماہ ذی حجہ کے وسط میں (یعنی ۱٦٬۱۵٬۱۴ میں سے کسی ایک تاریخ کو) دارا شکوہ گرفتار ہو کر دہلی آیا - حکم شاہی تھا کہ اسے اور سلیمان شکوہ کو کھلے حوضے میں بٹھا کر تشہیر کناں خضر آباد لیجائیں - اوباش شہر نے یہ دیکھ کر محافظ دستے پر گندگی اچھالی - دوسرے دن بادشاہ کے حکم سے اس سرکش گروہ کا سرغنہ ہیبت نامی قتل کردیا گیا ' اور اس کے دوسرے دن کہ ذی حجہ کا آخر تھا ' داراشکوہ بھی الحاد و بیدینی کے جرم میں مقتول ہوگیا -

غالباً منتخب اللباب کے اسی بیان کے پیش نظر مفتاح : ۲۶۷ میں لکھا ہے کہ بعض مورخ محرم کی چاند رات کو دارا شکوہ کا واقعۂ قتل بتاتے ہیں ۔

میرے نزدیک سیر کا اختلاف کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔ « آخر روز چہار شنبہ » اور « اوائل شب پنجشنبہ » کے معنی ایک بھی ہو سکتے ہیں ۔ یہی اتحاد معنی کا پہلو وجہ التباس ہو گیا ہے ۔ تاریخ محمدی کے ۲۲ ذی حجہ بقید شب پنجشنبہ کا یہ مطلب ہے کہ مغرب کے وقت سے ہجری تاریخ کا آغاز ہوا کرتا ہے ۔ چونکہ جمعرات کی رات کے ابتدائی حصے میں یہ واقعہ پیش آیا تھا ، اس لیے اس نے ۲۲ تاریخ قرار دے لی ، اور جن مورخوں نے ۲۱ تاریخ لکھی ، انہوں نے اپنے ذہن میں بدھ کا دن رکھا ۔

منتخب اللباب کا بیان ناقابل تاویل اور اس لیے دوسری معاصر تاریخوں کے مقابلے میں لائق رد ہے ۔

دارا شکوہ صوفی منش شاہزادہ تھا ۔ ابتدا میں سلسلۂ قادریہ میں ملا شاہ بدخشی کے ہاتھ پر بیعت ہوا ۔ سکینۃ الاولیا اور مجمع البحرین اسی ذوق کے تحت تالیف کی تھیں ۔ بعد ازاں ہندو تصوف کا دلدادہ ہو کر قیود مذہب سے آزاد ہو گیا ۔ امرای دربار اور عام مذہبی رعایا اسی باعث اس سے بدظن تھی ۔

یہ شاعر بھی تھا اور قادری کرتا تھا ۔ مختلف مجموعوں اور تذکروں میں اس کے اشعار اور رباعیاں ملتی ہیں ۔ دیوان کا مکمل نسخہ جناب ظفر الحسن صاحب ، بی اے ، سابق سپرنٹنڈنٹ محکمۂ آثار قدیمہ ، ہندوستان کے پاس کئی سال ہوئے میں نے خود دیکھا تھا ۔ خدا جانے اب وہ کہاں گیا !

کتاب خانۂ عالیۂ رامپور میں مولانا جامی علیہ الرحمہ کی نفحات الانس کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے ۔ اس کے سرورق پر دارا شکوہ کے قلم کی دو تحریرین ثبت ہیں ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کو داراشکوہ

نے پہلی بار ۲۵ رمضان ۱۰۳۸ھ (۸ مئی ۱۶۲۹ء) کو، جب کہ اس کی عمر کا ۱۵ واں سال تھا، پڑھا، اور دوسری بار نوشہرہ میں ۲۵ ذی قعدہ ۱۰۴۵ھ (۲۱ اپریل ۱۶۳۶ء) کو اس کا مطالعہ کیا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۱ سال ۹ ماہ کی تھی۔

ص ۱۷ سطر ۲۲ ۔ « عرش منزل » سے مراد عالمگیر ثانی والد شاہ عالم ہیں۔ عماد الملک نے انھیں دھوکے سے کوٹلہ فیروز شاہ میں قتل کرا دیا تھا؛ جیسا کہ ص ۵ پر گزر چکا ہے۔

ص ۱۷ سطر ۲۲ ۔ « سلیمان شکوہ » شاہ عالم کے بیٹے تھے۔ غلام قادر خان نے جس دن بادشاہ کو اندھا کیا تھا، اس کے دوسرے دن قلعۂ معلی سے نکل کر رامپور پہنچے۔ نواب سید فیض اللہ خان بہادر نے پیش کش گزرانی۔ ۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰-۹۱ء) میں لکھنؤ گئے۔ ۵ ہزار سوار اور پیدل ساتھ تھے۔ تین مہینے شہر کے باہر فروکش رہے۔ آخر لارڈ کارن والس کی تحریک سے انھیں آصف الدولہ نے ہاتھی پر سوار کیا اور خود خواصی میں بیٹھے اور چنور ہاتھ میں لے بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ ٦ ہزار روپے ماہوار جیب خرچ کے لیے مقرر ہوئے۔

نصیر الدین حیدر کے زمانے میں ناراض ہو کر کاس گنج گئے۔ مگر وہاں بھی صحت برار نہ ہونے کے باعث آگرہ چلے گئے۔ اور ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ (۲۴ فروری ۱۸۳۸ء) کو وہیں انتقال کیا۔ سکندرہ (آگرہ) میں اکبر اعظم کے مقبرے کے اندر دفن ہوئے۔

سلیمان شکوہ بڑے علم دوست اور ہنر پرور شاہزادے تھے۔ دلی سے جو شاعر بھی لکھنؤ گیا، اس نے پہلے انھیں کے دامن قدر دانی میں پناہ لی۔ چنانچہ مصحفی و انشا وغیرہ سب اسی زمرے میں شامل ہیں۔ شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ دلی میں شاہ حاتم سے اصلاح لیتے تھے۔ لکھنؤ پہنچ کر ولی اللہ محب؛ شاگرد سودا، مصحفی اور انشا سے علی الترتیب مشورۂ سخن کیا۔ ملاحظہ ہو بیل : ۳۹۰، گل رعنا : ۲۶۴ حاشیہ۔

جام جہاں نما : ۲۰۷ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان شکوہ ۱۱۹۹ھ (۸۵-۱۷۸۴ء) میں دہلی سے مخفی طور پر روانہ ہو کر مرادآباد پہنچے - وہاں سے رامپور آئے ' تو نواب سید فیض اللہ خان بہادر نے ۴ کوس آگے بڑھ کر استقبال کیا ' اور نذر پیش کر کے بڑے اعزاز کے ساتھ قلعے میں لائے - نقد و جنس : ہاتھی ' گھوڑے ' ہتھیار اور خیمے وغیرہ پیش کش کیے - چار دن شہزادے نے قیام کیا - جمعے کی نماز مسجد جامع میں پڑھی اور خطیب کو بھاری خلعت عطا کیا اور بعد نماز گھوڑے پر سوار ہو کر بریلی کی طرف کوچ کیا - نواب صاحب مع فرزندان و سرداران مشایعت کے لیے خیمے تک گئے - شام کو عمر خان کے ذریعے ضیافت ارسال کی - شہزادے نے نواب صاحب کے لیے خلعت بھیجا اور عمرخان کو دستار اور دو شالہ عطا کیا - دوسرے دن صبح کو لکھنؤ کی طرف کوچ کردیا - آصف الدولہ ایک منزل تک استقبال کے لیے آئے اور بڑی عزت کے ساتھ لے جا کر پیش کش گزرانی اور جداگانہ محل اقامت کے لیے طے کر کے ٦ ہزار روپے ماہانہ ضروری اخراجات کے لیے مقرر کردیا -

ص ۱۸ سطر ۱۸ - « میرلطیف » عبرت نامۂ خیرالدین : ۱۴ الف ' فرینکلن : ۱۱۳ اور تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب کا بیان فراقی کے برخلاف یہ ہے کہ محمد بیگ خان کے بھتیجے اسمعیل بیگ خان نے محمد شفیع خان کے پہلو میں پیش قبض مارا تھا ' جس سے اس کی موت واقع ہوئی -

ص ۱۹ سطر ۱۳ - « درایام حکومت اشرف الدولہ » - ولی عہد کے دہلی سے چھپ کر لکھنؤ پہنچنے کی داستان عبرت نامہ : ۵۹ بعد ' واقعات اظفری : ۵۷ الف بعد اور تاریخ اودھ : ۳/۲۵۴ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے - تنقیح میں بھی یہ اہم واقعہ ضرور بیان ہوا ہوگا - مگر سوء اتفاق سے ہمارا نسخہ یہاں پہنچ کر ناقص ہوگیا ہے' اس لیے اس کے بیان کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی -

ایک بات یہ ظاہر کردینے کی ہے کہ تاریخ اودھ میں عبرت نامہ ھی کے بیان کا ترجمہ لکھا گیا ہے، مگر کسی غلط فہمی کی بنا پر عبرت نامہ کی جگہ تاریخ تیموریہ کے نام سے اس کا تعارف کرایا گیا ہے۔

دوسری بات قابل ذکر یہ ہے کہ مولف تاریخ اودھ نے جلد مذکور کے صفحۂ ۲٦۷ پر وقائع عالمشاھی کے مصنف پر اعتراض کیا ہے کہ اس نے اس واقعے کو سلیمان شکوہ کے متعلق لکھہ دیا ہے -

دراصل یہ اعتراض درست نہیں ہے - وقائع میں اس واقعے کو ولی عہد سلطنت ھی کے متعلق بنایا گیا ہے - مولف تاریخ اودھ کو سہو یا غلط فہمی سے یہ خیال ہو گیا کہ وقائع میں اس جگہ سلیمان شکوہ کا ذکر ہے -

•

ص ۹ : سطر ۲ - « مکرم الدوله علی اکبر خان بہادر » عبرت نامہ : ۵۹ ب ، مجموعۂ نغز : ا/٦۷، طبقات شعرای ھند : ۲۸۲ اور خمخانہ : ا ۳۷۵ میں ان کا پورا نام « مکرم الدوله سید اکبرعلی خان بہادر مستقیم جنگ » لکھا ہے -

یہ نیک سیرت ، خوشرو اور رنگیں طبع رئیس تھے - تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی - علم موسیقی میں بھی اچھا دخل تھا -

شعرای ریختہ کا ایک نہایت عمدہ تذکرہ چالیس تذکروں سے مدد لے کر مرتب کیا تھا - ایک اردو مثنوی « نلدمن » ' ایک اردو دیوان اور ایک فارسی دیوان بھی یادگار چھوڑا تھا - مگر اب ان میں سے کوئی کتاب نہیں ملتی -

طبقات شعرای ھند میں تخمیناً سنہ ۱۲۲۸ھ میں انتقال بتایا ہے، جو ۱۸۱۳ء کے مطابق ہے - خمخانہ میں ۱۸۰۳ء تاریخ وفات لکھی ہے جو ۱۲۱۸ھ کے مطابق ہے-

ان دونوں میں سے خمخانہ کی رائے صحیح ہے اس لیے کہ مجموعۂ نغز مصنفۂ ۱۲۲۱ھ میں یہ لکھا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا جو اکبر علی خان کا انتقال ہو گیا ۔ اگر وہ ۱۲۲۸ھ میں فوت ہوا ہوتا، تو مجموعۂ نغز میں انتقال کا ذکر آنا ممکن نہ تھا، الایہ کہ اتنا حصہ بعد کا اضافہ ہوتا، جس کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ کتاب خانۂ رامپور کے نسخۂ طبقات شعرا کے کاتب سے غلطی ہوئی جو اس نے ۱۲۱۸ھ کو ۱۲۲۸ لکھ دیا ہے ۔

تنقیح : ۲ ۳۶۲ الف میں سنہ ۱۱۷۵ھ کے تحت لکھا ہے کہ ۲۵ شعبان کو شاہ عالم نے اکبر علی خان کو جو میرزا اکبرشاہ کے نانا تھے، نیابت خانساماں کا عہدہ عطا کیا ۔ اس میں مصنف سے سہو ہو گیا ہے ۔ اکبر علی خان کا کوئی رشتہ اکبرشاہ سے نہ تھا، بلکہ وہ جہاندار شاہ کے حقیقی ماموں تھے ۔ چنانچہ مذکورۂ بالا تذکروں کے ماسوا تاریخ مظفری : ۲۰۸ الف میں یہی تحریر ہوا ہے ۔ اسی تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکبر علی خان کا قیام نواب عمدة الملك امیرخان انجام تخلص کے محل میں تھا ۔

ص ۲۰ سطر ۳ ۔ « تغلق سلطان بیگم » ۔ فراقی سے خطاب کے لکھنے میں غلطی ہوئی ہے ۔ دراصل ان کا خطاب قتلق (یا قتلغ) سلطان بیگم تھا ۔ ملاحظہ ہو واقعات اظفری : ۱۲ الف و ب و ۵۰ ب، مرآت آفتاب نما : ۳۶۹ الف، عماد : ۱۷۰، نشترعشق : ۱۸۲ ببعد، مجموعۂ نغز : ۱، ۸۷، طبقات شعرای مولوی کریم الدین : ۱۹۵ ۔

یہ واضح رہے کہ قتلق اور قتلغ میں کوئی معنوی فرق نہیں ہے ۔ ترکی میں ق اور غ کا باہم بدل ہوا کرتا ہے ۔ یہی اصول اس اختلاف میں کار فرما ہے ۔

ص ۲۰ سطر ۹ ۔ « مولوی فخرالدین » ۔ واقعات دارالحکومة دهلی : ۳، ۲۶۷ میں لکھا ہے کہ آپ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی کے صاحبزادے تھے، اور ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء) میں بمقام اورنگ آباد پیدا

ہوئے - باپ کا سلسلۂ نسب شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تک اور
ماں کا حضرت سید محمد گیسو دراز تک پہنچتا ہے -

مولانا نے تحصیل علم ظاہر کرکے اپنے والد کے ہاتھ پر بعیت
کی ، اور آخری دور کے چشتی بزرگوں میں علم و فضل اور زھد و
تقوی کے لحاظ سے ممتاز ترین شخصیت اور اثر کے مالک ہوئے -
تصنیفات میں نظام العقائد مشہور فارسی رسالہ ہے - لیکن آپ کی عالمانہ
تحقیق پر مشتمل جو کتاب ہے ، وہ « فخر الحسن » نام سے موسوم ہے -
اس میں ازروی علم رجال یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری کا
امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے استفادہ ایک تاریخی واقعہ ہے - یہ
کتاب رامپور کے کتاب خانے میں بھی موجود ہے -

آپ نے ۳۷ سال کی عمر میں ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۱۹۹ھ (۷ مئی
۱۷۸۵ء) کو دھلی میں انتقال کیا ، اور مہرولی میں خواجہ صاحب کی
درگاہ کے دروازے کے پاس مسجد کے پیچھے دفن کیے گئے -

مولانا نصیرالدین عرف کالے صاحب ان کے پوتے تھے ، جن کا
تذکرہ شاہ ظفر اور میرزا غالب کے حالات میں آتا ہے -

ملاحظہ ہو مفتاح : ۳٦ ، بیل : ۱۲۷ ، تواریخ عجیبہ : ۲۹۱ ب ببعد و
تذکرہ ھای صوفیای چشتیہ -

ص ۲۰ سطر ۱۰ - « تحت الحنك » - یہ عربی کا فقرہ ہے - « تحت »
کے معنی نیچے اور « حنك » بفتح حا و نون کے معنی ٹھوڑی کا نچلا حصہ -
« تحت الحنك » پگڑی کے اس حصے کو کہتے ھیں ، جو نماز کی حالت
میں ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دوسری طرف پگڑی میں باندھ لیتے
ھیں - یہاں فراقی کا مطلب « ڈھاٹا باندھ لینا » ہے ، تاکہ دیکھنے والے
صورت نہ پہچان سکیں -

ص ۲۰ سطر ۱۲ - « فیض نہر » - واقعات دارالحکومۃ دہلی : ۲۳۵'۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی نہر عام طور پر « نہر سعادت خان » کہلاتی تھی - یہ سعادت خان کون تھے ' اور ان کے نام پر یہ نہر کیون مشہور ہوئی ' اس کا پتا کچھ نہیں چلتا -

یہ نہر ۶۹۱ھ (۱۲۹۱ھ) مین فردرشاہ خلجی کے عہد حکومت میں خضرآباد سے سفیدون تک ' جہاں شاہی شکارگاہ تھی ' کھولی گئی تھی - ۹۶۹ھ (۶۲-۱۵۶۱ء) میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے مرمت کرا کے اس کا نام «. نہر شہاب » رکھا -

۱۰۴۸ھ (۳۹ - ۱۶۳۸ء) میں شاہ جہان نے پھر اس کی مرمت کرائی اور سفیدون سے قلعۂ معلی تک بڑھا دیا - (تاریخ ہندی : ۲۰۷ب و واقعات) پھر ۱۸۲۰ء میں حکومت انگریزی کی جانب سے مرمت ہوئی اور بعد ازاں حفظان صحت کے اصول کے پیش نظر پاٹ دی گئی -

ص ۲۰ سطر ۱۸ - « حماعت سنگھہ » - عبرت نامہ : ۶۲ الف میں «چیت سنگھہ» نام لکھا ہے اور اسے موضع سدامن کا فوجدار بتایا ہے -

ص ۲۰ سطر ۲۰ - «فیض اللہ خان زمیندار رامپور» سے مراد نواب سید فیض اللہ خان بہادر پسر نواب سید علی محمد خان بہادر بانی ریاست روھیل کھنڈ ہیں -

آپ ۱۱۴۶ھ (۳۴ - ۱۷۳۳ء) میں پیدا ہوے - عہد نامۂ لال ڈانگ کے بعد ' جو رجب ۱۱۸۸ھ (ستمبر ۱۷۷۴ء) میں مرتب ہوا تھا ' رامپور کی ریاست کے باضابطہ والی مقرر ہوے - ۲۰ برس حکومت کرکے پنجشنبہ ۱۷ ذی حجہ ۱۲۰۸ھ (یکم جولائی ۱۷۹۴ء) کو ۶۳ برس ۷ مہینے ۵ دن کی عمر میں انتقال کیا - یہ تاریخ انتقال خلیفہ معظم نے جنگ نامۂ دو جوڑا مین نظم کی ہے - امیر مینائی مرحوم انتخاب یادگار میں پنجشنبہ ۱۸ ذی حجہ لکھتے ہیں -

نواب صاحب بڑے پرہیزگار، رحم دل، قدردان علم و فضل اور سیاستداں حاکم تھے۔ ان کے عہد حکومت میں رامپور علما و مشائخ اور دوسرے اہل کمال کا ملجا و ماوی بن گیا تھا۔ حافظ رحمت خاں کی شہادت کے بعد جو روہیلہ سردار بھی رامپور آگیا، اس کو خاطرخواہ تنخواہ دے کر اپنے یہاں بسالیا۔ بحرالعلوم مولانا عبدالعلی فرنگی محلی اور شاہ عبداللہ بغدادی رحمۃاللہ علیہما کی پالکیوں کو کاندھا لگاکر شہر کے باہر سے لانا اس متقی رئیس کی زندگی کے مشہور واقعات میں سے ہے۔ میرضیاء الدین عبرت دھلوی، غلام علی عشرت بریلوی جنھوں نے پدماوت (اردو) لکھی ہے، اور اردو زبان کا بہت بڑا شاعر قائم چاندپوری یہ اور دوسرے بہت سے ادیب انھیں کے عہد حکوف میں رامپور آئے اور رہے۔ مفصل حالات کے لیے انتخاب یادگار امیر مینائی اور اخبار الصنادید ج اول ملاحظہ ہو۔

ص ۲۰ سطر ۲۱ - « رامپور » جام جہاں نما : ۶۲ب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ سات دن تک رامپور میں مقیم رہا تھا۔

ص ۲۱ سطر ۱ - « بریلی » - جام جہاں نما میں خواجہ عین الدین کو آصف الدولہ کی جانب سے بریلی کا حاکم بتایا ہے اور اسی کے نذر پیش کرنے کا ذکر کیا ہے۔

ص ۲۱ سطر ۲ - « راجہ صورت سنگھہ » - یہ نواب شجاع الدولہ کا بڑا معتمد اور معتبر دیوان تھا۔ آصف الدولہ تخت نشیں ہوئے اور مختار الدولہ کی کمان چڑھی، تو صورت سنگھہ کو « مہاراجہ بہادر » خطاب اور خلعت دیکر محمد بشیرخاں کی جگھہ فوجدار مقرر کیا گیا۔ (عماد : ۱۲۲، تاریخ اودھ : ۶۶/۳، عبرت نامہ : ۶۲)

الیٹ : ۸/۲۴۲ و ۳۴۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں صورت سنگھہ اس خدمت سے برطرف کردیے گئے تھے۔ تاریخ اودھ : ۱۴۴/۳ میں لکھا ہے کہ امیرالدولہ حیدربیگ خاں اس کی برطرفی کا باعث ہوا تھا۔

ص ۲۱ سطر ۴ - « جگن ناتھ » مراد : ۱۲۲، اور تاریخ اودھ : ۶۶،۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار الدولہ نے اسے راجہ کا خطاب دلا کر آصف الدولہ کا دیوان مقرر کرا دیا تھا ۔

ص ۲۱ سطر ٦ - « ہشٹینگس بہادر » فراقی نے آیندہ تین جگہ (صفحہ ۵۳، ۷۷، ۱۱۳) اس نام کو « ہشٹین » لکھا ہے، جو اس عہد کی فارسی تحریروں میں بالعموم استعمال ہوتا رہا ہے ۔ بعض اصحاب اس نام کو غلطی سے " ہشیٹن " پڑھ لیا کرتے ہیں ۔

ہشٹینگس یا ہشٹین سے مراد ہندوستان کا بدنام گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز (Warren Hastings) ہے ۔ یہ اکتوبر ۱۷۷۴ء (شعبان ۱۱۸۸ھ) میں گورنر جنرل مقرر ہوا تھا ۔ فروری ۱۷۸۵ء (ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ) میں انگلستان واپس بلا لیا گیا ۔ سرکار کمپنی کے مفاد کے خلاف کار روائیاں کرنے کے الزام میں فروری ۱۷۸۸ء میں اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا ۲۲ اگست ۱۸۱۸ء کو اس نے انتقال کیا ۔ (بکلینڈ : ۱۹۳)

ہیسٹنگز کی پالیسی ہندوستانی صالح عناصر کے سدا خلاف رہی ۔ روہیلوں کو اودھ والوں سے لڑا کر تباہ کرنے میں یہی حکمت عملی کام کرتی نظر آتی ہے ۔ خود آصف الدولہ اور اس کے اخلاف بھی اس زہر سے نہ بچ سکے، اور ہیسٹنگز اور اس کے جانشینوں کے ہاتھوں اسی انجام تک پہنچ کر رہے، جو دوسری ابھرتی ہوئی ہندی طاقتوں کا ہوا تھا ۔

ص ۲۱ سطر ۱۰ - « کپتان اسکانٹ » ۔ اس سے جونیتھن اسکاٹ (Jonathan Scott) مراد ہے ۔ یہ وارن ہیسٹنگز کا فارسی پیشکار تھا ۔ بنگال کی رایل ایشیاٹک سوسائٹی کے قیام میں معاون و مددگار رہا ۔ تاریخ فرشتہ کے اس حصے کا مترجم بھی ہے جو دکن کی تاریخ سے متعلق ہے ۔ الف لیلہ کے فرانسیسی ترجمے سے انگریزی میں الف لیلہ کا ایک ترجمہ بھی تیار کیا تھا ۔ ان کے علاوہ اور کئی فارسی کتابوں کا بھی مترجم ہے ۔

ہندوستان کے متعدد تاریخی اور جغرافیائی کتابوں کے لکھنے والوں نے اپنے دیباچوں میں اس کا ذکر کیا ہے ' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہندوستانی اہل قلم کی بھی ہمت افزائی کیا کرتا تھا ۔

۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا ۔ ۱۷۷۲ء میں ہندوستان آیا ۔ ۱۷۷۸ء میں کپتان کا رینک پایا ۔ ۱۷۸۵ء میں انگستان واپس گیا ۔ ۱۸۰۲ء سے ۱۸۰۵ء تک آرایم کالج میں مشرقی زبانوں کا استاد رہا ۔ ۱۱ فروری ۱۸۲۹ء کو انتقال کر گیا ۔ (بکلینڈ : ۳۷۹)

ص ۲۱ سطر ۱۳ ۔ « مہان » یہ اودہ کا وہی قصبہ ہے جسے آج کل موہان کہتے ہیں ۔ اردو کے مشہور غزل گو شاعر مولانا حسرت موہانی اسی قصبے کے رہنے والے ہیں ۔

ص ۲۲ سطر ۱٦ ۔ « دربندگی طلبیدہ » ۔ تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب میں لکھا ہے کہ شاہ عالم نے افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد ہمدانی کی سرکشی کے تدارک کے لیے مہاجی سیندھیا کو مالوے سے بلایا تھا ۔

مرآت آفتاب نما : ۳٦۸ الف سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود پٹیل نے بادشاہ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضیاں لکھی تھیں کہ حضور والا آگرے تشریف لے آئیں ' تو میں باغیوں کی سرکوبی کرنے کے لیے حاضر ہوں ۔

کین (ص ۸۰) کہتا ہے کہ افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد آگرے سے پٹیل دھلی پہنچا ' اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خدمات پیش کیں ۔

میری دانست میں ان سب بیانوں کے مقابلے میں فراقی کا بیان زیادہ قرین واقعات ہے ۔ اسی کو ڈف نے تاریخ مرہٹہ : ۱۷۹/۲ میں اسکاٹ کے حوالے سے نقل کیا ہے ۔

ص ۲۳ سطر ۵ - « شانز دہم شوال المعظم » فراقی سے اس جگہ مہینے کا نام لکھنے میں چوک ہوگئی ہے - صحیح " شعبان المعظم " ہے جیسا کہ خود اسی نے صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے -

مرآۃ آفتاب نما : ۳۸۰ الف میں روانگی کی تاریخ ۳ رجب لکھی ہے، مگر فراقی کے بیان کے سامنے اس کی صداقت پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا ، اس لیے کہ فراقی خود شریک سفر تھا -

ص ۲۴ سطر ۸ - " راو خوش حالی رام " تنقیح ۳۶۱/۲ ب میں اسے راجۂ جے پور کا دیوان بتایا ہے -

ص ۲۴ سطر ۱۴ - " سلیم چشتی " - آپ ہندوستان کے مشہور چشتی صوفی ہیں - جہانگیر انہیں کی دعا کا نتیجہ اور انہیں کے نام سے موسوم تھا -

شیخ سلیم ۸۸۳ھ (۱۴۷۸ء) میں بمقام دہلی پیدا ہوے - " نجم معرفت " تاریخ ولادت ہے - خواجہ ابراهیم چشتی کے ہاتھ پر بیعت کی اور سیکری کے پاس ایک پہاڑی کو مسکن بنایا - ۲۷ رمضان ۹۷۹ھ (۱۳ فروری ۱۵۷۲ء) کو ۹۶ سال کی عمر میں انتقال کیا اور سیکری کی مسجد کے صحن میں مدفون ہوے - " شیخ ناجی " تاریخ وفات ہے -

یہ مسجد خود جناب شیخ نے ۵ لاکھ روپے کے صرف سے تیار کرائی تھی - مزار کی عمارت جہانگیر کے عہد میں بنی ہے -

نورجہان کے شوہر شیرافگن خان کے ہاتھ سے جو قطب الدین خان نامی سردار قتل ہوا تھا ، وہ ان کا بیٹا ، اور اسلام خان جو عہد جہانگری میں بنگال کا گورنر تھا ، ان کے دوسرے بیٹے شیخ بدرالدین کا بیٹا تھا -

تاریخ محمدی : تحت سنہ ۹۷۹ھ - مفتاح : ۱۸۲ ، بیل : ۳۴۸ - ان کے علاوہ صوفیوں کے حالات پر مشتمل تذکرے اور عہد اکبری سے متعلق تاریخیں ملاحظہ کیجیے - یہاں یہ بتادینا مناسب ہوگا کہ شیخ کی عمر میں اختلاف ہے - صاحب تاریخ محمدی کی راے یہ ہے کہ ۸۲ برس کی عمر پائی - دوسرے مورخ ۹۶ اور ۹۵ بھی بتاتے ہیں -

ص ۲۴ سطر ۲۰ - « یک لک سوار و پیادہ » - فرینکلن : ۱۲۶ ، نے ۳۰ ہزار کی تعداد ظاہر کی ہے -

ص ۲۵ سطر ۱ - « باہمد گر ملاقاتہا کردہ » - ڈف نے تاریخ مرہٹہ : ۱۸۲،۲ ، میں لکھا ہے کہ ۲۲ اکتوبر ۱۷۸۴ء (۷ ذی حجہ ۱۱۹۸ھ) کو ان دونوں سرداروں کی ملاقات ہوئی تھی -

فرینکلن : ۱۲۹ لکھتا ہے کہ یہ ملاقات نومبر میں ہوئی تھی ، اور اسی ملاقات کے دن سیندھیا کے چلے آنے کے بعد زین العابدین خان نے افراسیاب خان کو قتل کرایا -

ص ۲۵ سطر ۵ - « ہفدہم ذی حجہ سال مذکور » یہ تاریخ مطابق ہے یکم نومبر ۱۷۸۴ء کے -

ص ۲۵ سطر ۱۴ - « مدھو بیگ » - فرینکلن : ۱۲۹ میں بھی یہی نام بتایا گیا ہے - تاریخ ہنری : ۱۳۰ الف میں « ملازم زین العابدین خان » لکھا ہے - تاریخ مظفری: ۲۰۵ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل نے زین العابدین خان کے حکم سے افراسیاب خان کی ملازمت کرلی تھی -

ص ۲۶ سطر ۱۷ - « علی گڈھ » فرینکلن : ۱۱۸ میں ہے کہ افراسیاب خان نے مجدالدولہ کو اکبرآباد کے قلعے میں قید کردیا تھا- تاریخ فرخ آباد ۱۲۵ الف بھی اسی کی موید ہے کہ ۱۱۹۰ھ سے اس کا قیدخانہ اکبرآباد تھا - مگر فرینکلن نے ص ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ قلعہ دار میرٹھہ سے ساز باز کرکے مجدالدولہ اپنے داماد قطب الدولہ سمیت قید سے نکل خدمت شاہ میں حاضر ہوگیا ، جس کا یہ مطلب ہے کہ ان کا قیدخانہ علی گڈھ کی جگہ میرٹھہ کا قلعہ تھا -

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ افراسیاب خان کول اور سکندرہ کے اضلاع کا جاگیردار تھا - اس حالت میں قلعہ دار میرٹھہ کے پاس مجدالدولہ کو قید کرنے کے معنی سمجھہ میں نہیں آتے - رہا اکبرآباد میں مقید ہونا تو یہ افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد کا واقعہ ہے ، جیسا کہ خود فراقی نے آیندہ لکھا ہے -

میرا خیال ہے کہ یہاں فرینکلن سے چوک ہو گئی ہے، اور اس نے غلطی سے علی گڈھ کی جگہ میرٹھ لکھ دیا ہے۔

ص ۲۶ سطر ۱۸ - « شجاع دل خان » مرآت آفتاب نما : ۲۶۸ الف میں « شجاعت دل خان » ہے - چونکہ فرینکلن : ۱۳۱ میں بھی وہی نام ہے جو فراقی نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منو لال کے شاہ نامہ میں بھی اسی طرح ہوگا جو فرینکلن اور فراقی دونوں کا ماخذ ہے۔

مرآت آفتاب نما : ۲۶۸ب سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۷ جلوس میں شجاع دل خان نے آگرے کا قلعہ پٹیل کے حوالے کردیا - پٹیل نے اسے اور افراسیاب خان کے بھائی جہانگیر خان کو گوالیار کے قلعے میں قید کردیا۔

ص ۲۶ سطر ۲۰ - « بحضورش نیاورد » - فرینکلن ۱۳۱ میں صراحت کی ہے کہ مجدالدولہ قطب الدولہ کے ساتھ حضور شاہ میں حاضر ہوا، تو شجاع دل خان نے راجہ دیا رام کی مدد سے بادشاہ کو اس پر آمادہ کیا کہ اسے دربار میں جگہ نہ دیں، مگر بادشاہ نے ایک نہ مانی، اور ناراض ہوکر مجدالدولہ کے ہمراہ دهلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

ص ۲۷ سطر ۱ - « مطمئن بودند » فرینکلن کا بیان اس کے بر خلاف ہے - وہ یہ بتاتا ہے (ص ۱۳۲) کہ بادشاہ نے اپنے بال بچے اس لیے شجاع دل خان کی زیر حفاظت چھوڑے تھے کہ اسے بادشاہ کے متعلق سوءظن نہ پیدا ہو جائے۔

ص ۲۷ سطر ۶ - « بیست و نہم ذی حجہ » - یہ ۱۴ نومبر ۱۷۸۴ء کے مطابق ہے۔

ص ۲۷ سطر ۹ - « میرزا جنگلی » ان کا پورا نام مع خطاب « عضدالدولہ مبارز الملک مرزا شہامت علی خان بہادر ظفر جنگ » ہے۔ نواب آصف‌الدولہ کے انتقال پر ابراهیم بیگ افسر توپخانہ اور عبدالرحمن خان

قندھاری کے بھروسے پر منصب وزارت کی امید باندہ کر بھو بیگم صاحبہ کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ آپ میرا ساتھہ دیں' تو سند مستحکم ہو جاے - مگر وہ راضی نہ ہوئیں اور انھیں اس ارادے سے باز رھنا پڑا - (عماد : ۱٦٦' تواریخ اودہ : ۱' ۱۳۵ -)

نواب سعادت علی خان برسر اقتدار آے تو انھیں لکھنؤ چھوڑنا پڑا - یہاں سے نکل کر یہ میرزا نجف خان کے لشکر میں پہنچے - میرزا کے بعد افراسیاب خان کے ساتھہ رہے - اس کے مارے جانے کے بعد پٹیل کا ساتھہ دیا - بعد ازاں لکھنؤ واپس گئے' اور کچھہ دن گزار کر عظم آباد (پٹنہ) کا رخ کیا' اور وھیں سپرد خاک ہو گئے -

نواب امین الدولہ معین الملک میرزا جلیل الدین خان بہادر ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو' جن کا ذکر فراقی کے یہاں صفحات ۸۴ و ۸۵ پر آیا ہے' میرزا جنگلی کے چھوٹے بھائی ہیں - یہ لکھنؤ سے لے کر عظم آباد تک ہر جگہ بھائی کے ساتھہ ھی رہے - (تاریخ اودہ: ۲' ۳۰۵ و ۳' ۱۵۰ -)

ص ۲ سطر ۱۵ - « دو شنبہ غرۂ محرم » یہ ۱۵ نومبر ۱۷۸۴ء کے مطابق ہے -

الحمد للہ کہ پہلے دفتر کی تشریحات ختم ہو گئیں

اشاریہ

۱- اشخاص و اقوام

(الف)

(ب)

(بھ)

(پ)

(ت)

(ٹ)

(ث)

(ج)

(ذ)

(ر)

(ص)

(ض)

(ط)

(ظ)

(ع)

(غ)

(ف)

(ق)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

(ن)

(ی)

---

۲ ـ مقامات و دریا

(الف)

(ب)

(بھ)

(پ)

(ت)

(ٹ)

(ج)

(جھ)

(چ)

(ح)

(خ)

(د)

(دھ)

(ر)

(س)

(ش)

(ط)

(ع)

(غ)

(ف)

(ق)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

(ن)

(ہ)

۳ - کتب